

AL-NAJAF

Books and Cassete Library

CDs Also Available

S. No. 615 J.T.S. Malir.

# اہلبیت و ازواج میں فرق

مصنف

عبدالکریم مشاق

شائع کردہ

رحمت اللہ علیہ ایجنسی ناشران و تاجران کتب  
بہشتی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد گھارادر کراچی

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۰	ایک حق شناس کے تاثرات	۱
۱۲	دوسرے حق شناس کے تاثرات	۲
۱۳	دعویٰ لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری!	۳
۱۴	رسول پاک کا اخراج	۴
۱۴	انکشافِ حقیقت	۵
۱۵	ضرورتِ جواب	۶
۱۶	قارئین سے التماس	۷
۱۶	تاثرات	۸
۱۷	جوابی تاثرات	۹
۲۲	کتاب زیر بحث کا اندرونی سرورق	۱۰
۲۳	ارشادات	۱۱
۲۷	جوابِ ارشادات	۱۲
۲۷	انتساب	۱۳
۲۸	رائے گرامی	۱۴
۲۹	رائے پر رائے	۱۵
۳۰	تخریفاتِ قرآنی	۱۶
۳۰	مولف کا احسان	۱۷

(جملہ حقوق ترجمہ و طباعت بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب .. .. .	اہل بیت اور ازواج میں فتنہ
بجواب کتاب .. .. .	حقیقی اہل بیت رسول مصنف طاہر الملکی
مجیب .. .. .	عبد الکریم مشتاق
پیشکش .. .. .	اکبر ابن حسن
کتابت .. .. .	اختر علی اختر
مطبع .. .. .	مضامین سنہ کراچی
قیمت .. .. .	2500 روپے صرف
ایڈیشن .. .. .	اول

شائع کردہ

رحمت اللہ ربک ایجنسی (ناشران و تاجران کتب)

بمبئی بازار، نزد خوب شیعہ اشاعتی مسجد، بھارادر کراچی ۷۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۸	اہل بیت کا مفہوم	۳۲
۱۹	اہل بیت کے مفہوم کی جوابی تحقیقات	۳۳
۲۰	"اہل" کے معنی	۳۳
۲۱	"بیت" کے معنی	۳۴
۲۲	حقیقی مفہوم معلوم کرنے کا طریقہ	۳۵
۲۳	الامان! اللہ ایسی بیوی کسی کو نہ دے!	۳۶
۲۴	"حضرت ابراہیمؑ کی اہل بیت"	۳۷
۲۵	اہل بیت خلیلؑ کی تشریح (جواباً)	۴۰
۲۶	قرآن اور اہل بیت	۴۰
۲۷	"اہل بیت" اور قرآن	۴۳
۲۸	قابل توجہ و غور	۴۸
۲۹	قرآن کا ناطق فیصلہ	۵۱
۳۰	ازواج رسولؐ کی تمام خواتین پر فضیلت	۵۲
۳۱	بحث فضیلت در جواب	۵۷
۳۲	مذہب دست اندازی	۵۷
۳۳	لفظ اُحد کا استعمال	۵۹
۳۴	جہنم میں کوئی نہیں جائے گا	۶۰
۳۵	ازواج مطہرات تمام خواتین کیلئے اسوہ حسنہ ہیں	۶۳
۳۶	خواتین کے لئے اسوہ حسنہ	۶۳
۳۷	ازواج مطہرات کے متعلق آیہ تطہیر	۶۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۸	آیہ تطہیر کے متعلقین	۶۶
۳۹	آیہ تطہیر منکرین کے ناپاک ارادے خاک میں ملائی ہے	۶۹
۴۰	تحقیق حق	۶۹
۴۱	دیگر وجوہات	۷۲
۴۲	عبداللہ ابن عباسؓ سے منسوب تفسیر	۷۲
۴۳	ابن تیمیہ کا اقرار	۷۳
۴۴	ازواج رسولؐ کی گواہی	۷۴
۴۵	رسول مقبولؐ کا فیصلہ	۷۵
۴۶	فہرست گواہان	۷۶
۴۷	فہرست مصدقین	۷۷
۴۸	واشلہ کا بیان	۷۸
۴۹	صحابی رسولؐ حضرت ابوسعید خدریؓ کا فیصلہ کن بیان	۷۹
۵۰	میدان مباہلہ میں اہل بیعت کا تعارف	۵۰
۵۱	بذریعہ رسولؐ صادق بزبان سعد بن ابی وقاص	۵۱
۵۲	لاکھ باتوں کی ایک بات	۵۲
۵۳	دواور دو چار	۵۳
۵۴	ازواج، آیہ تطہیر میں کیوں شامل نہیں؟	۵۴
۵۵	ارشاد رسولؐ سے مزید تائید	۵۵
۵۶	بے جاتا مید کی تردید	۵۶
۵۷	نوماء کا عمل رسولؐ	۵۷

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۲۲	درود اور آل محمد علیہم السلام	۷۵
۱۲۹	درود شریف دو حصوں میں کیوں ہے؟	۷۶
۱۳۰	درود شریف کے حصوں کی وضاحت	۷۷
۱۳۲	آل محمد کا تعارف! ازواج محمد کی زبانی	۷۸
۱۳۲	ام المؤمنین صفیہ کا بیان	۷۹
۱۳۲	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۸۰
۱۳۵	درود شریف کا آخری جملہ	۸۱
۱۳۵	جواب آخری جملہ	۸۲
۱۳۷	درود کے الفاظ قرآن کی کس آیت سے لیے گئے ہیں۔	۸۳
۱۳۷	جواب راقم	۸۴
۱۳۸	درود میں آل ابراہیم اور آل محمد سے کیا مراد ہے	۸۵
۱۴۱	آل ابراہیم اور آل محمد سے کیا مراد ہے	۸۶
۱۴۵	حضرت عائشہ کا ارشاد کہ ہم آل محمد ہیں۔	۸۷
۱۴۶	مجازی آل	۸۸
۱۴۶	حضرت عائشہ کے قول کا جواب	۸۹
۱۵۱	ازواج مطہرات کی شان میں امام شافعی کے اشعار	۹۰
۱۵۱	امام شافعی کے اشعار کی تشریح	۹۱
۱۵۲	امام شافعی کا تبرک اور تولد	۹۲
۱۵۳	امام شافعی کا تنقیہ	۹۳
۱۵۴	امام شافعی کا بر ملا اظہار اور اعلان عام	۹۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۹۶	آیت کا حقیقی مفہوم	۵۷
۹۷	خود ساختہ مفہوم کا تجزیاتی جواب	۵۸
۱۰۰	کیا آیہ تطہیر ازواج پر چپاں ہو سکتی ہے؟	۵۹
۱۰۱	میرے بھوتے بھائی	۶۰
۱۰۳	ازواج مطہرات کے متعلق حضور کیلئے ہدایات	۶۱
۱۰۴	جواب ہدایت	۶۲
۱۰۸	ازواج رسول کو اذیت دینا رسول اللہ کو	۶۳
	اذیت دینا ہے۔	
۱۰۹	مودی رسول ملعون ہے	۶۴
۱۱۱	ایذا فاطمہ ایذا رسولؐ ہے	
۱۱۱	علی کو اذیت دینا رسول کو اذیت دینا ہے	۶۵
۱۱۲	حسن کو اذیت رسول کو اذیت ہے	۶۶
۱۱۲	حسین کے رونے سے رسول کو اذیت ہوتی ہے	۶۷
۱۱۳	ایک لاجواب قرآنی دلیل	۶۸
	ازواج مطہرات کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت	۶۹
	دینا ہے۔	
۱۱۵	مودی رسول مودی خدا ہے	۷۰
۱۱۶	ازواج رسول سے گستاخی کرنے پر سزا	۷۱
۱۱۷	مرجعون کی سزا	۷۲
۱۱۸	درود شریف اور ازواج مطہرات (آل محمدؐ)	۷۳
۱۱۹	اس کی تفصیل	۷۴



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۹۶	حضرت عمر کا قول	۱۵۵
۹۷	مسلم خواتین سے اپیل	۱۵۵
۹۸	مومنات سے استدعا	۱۵۵
۹۹	دوازدہ مہلکات یعنی رسول اللہ کی بارہ گھروا بیویوں کی مختصر سوانح	۱۵۸
۱۰۰	ہمارا تبصرہ	۱۵۸
۱۰۱	ہمارا موقف اور اس کے اثبات	۱۶۲
۱۰۲	ثبوت ۱: حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا دعویٰ	۱۶۲
۱۰۳	حضرت حیدر گرا کا مجلس شوریٰ سے خطاب	۱۶۲
۱۰۴	زبان رسولؐ سے خصوصی تعارف	۱۶۴
۱۰۵	نظر طہارت و نازعہ عہد سیدہ بتولؑ بنت رسولؐ کا دعویٰ	۱۶۴
۱۰۶	امام حسن علیہ السلام کا دعویٰ	۱۶۵
۱۰۷	امام حسینؑ کا دعویٰ	۱۶۵
۱۰۸	ثبوت ۲: وجود اہل بیتؑ سے دنیا قائم ہے۔	۱۶۶
۱۰۹	ثبوت ۳: امام مہدیؑ کا اہل بیت میں سے ہونا	۱۶۷
۱۱۰	ثبوت ۴: حضرت علیؑ کی تبلیغ سورہ توبہ کیلئے تقرری	۱۶۹
۱۱۱	ثبوت ۵: سیدہ معصومہ کا بتول ہونا اور ازواج کا فطری نجاست سے پاک نہ ہونا	۱۷۰
۱۱۲	البتول کی تشریح بزبان رسولؐ	۱۷۰
۱۱۳	ازواج کے حیض کا بیان	۱۷۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۷۳	تبصرہ بر روایت	۱۱۴
۱۷۴	بی بی عائشہ کا ایک اور بیان	۱۱۵
۱۷۴	حقیقی اہل بیت کا نجاست ظاہری سے پاک ہونا	۱۱۶
۱۷۵	ثبوت ۶: اہلبیت کا صاحبانِ عصمت ہونا اور ازواج کا غیر معصوم ہونا	۱۱۷
۱۷۶	ثبوت ۷: سورہ تحریم کی آیات ازواج کے اہلبیت سے اخراج کا ثبوت ہیں	۱۱۸
۱۸۲	حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کی مثال	۱۱۹
۱۸۴	حضرت آسیہ کی مثال	۱۲۰
۱۸۵	ثبوت ۸: بیت زوجہ اور شیطان کا سینک	۱۲۱
۱۸۶	ثبوت ۹: رسول پاکؐ سے ناراضی اور انکارِ نبوت مانع طہارت کا ملہ ہیں۔	۱۲۲
۱۸۸	ثبوت ۱۰: حدیث گساو	۱۲۳
۱۹۶	جنس کو جنس پہچانتی ہے	۱۲۴
۱۹۸	مرکز اہلبیت	۱۲۵
۲۰۱	منہ مانگا انعام پائیے	۱۲۶
۲۰۲	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۱۲۷
۲۰۳	اسوہ حسنہ، نمونہ و عمل	۱۲۸

۱۰  
مَنْزِلُ الْمَبَارَكِ

## ایک حق شناس کے تاثرات

فقید الفثال قادر الکلام مینارۃ نور عظیم المرتبت قابلِ توقیر  
جناب عبدالکریم مشتاق صاحب !  
جناب محقق عالی کی خدمت عالیہ میں اسیر کا سلام عرض ہوا  
تحفہ یا اعلیٰ مدد

ناچیز بندہ حقیق و امیر مضر و ب ر شحات کو بشمول مطالعہ جناب پہلی بار  
کرنے کی جرات کر رہا ہوں اس امید کے ساتھ کہ میرے ان چند الفاظ کو  
آپ کی کسی قدر ہی اشاعت میں جگہ مل سکے گی۔ پُر امید ہوں کہ آپ میری جملہ شکایات  
نہیں کریں گے بلکہ میرے اس خط کو شائع کر کے مزید استقامت بخشیں گے۔  
میں فی زمانہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا سزاے موت کا قیدی  
ہوں۔ اور اس وقت شیخوپورہ جیل کی پھانسی کی کوٹھڑیوں میں ایامِ زلیلت  
بسر کر رہا ہوں۔ یہاں پر ہی مجھ پر ایک قیدی محمد محسن کی وساطت سے مختلف  
کتب مسلک اہل شیعہ مطالعہ کے لئے ملتی ہیں جن میں آپ کی چند تصانیف  
بھی نظر سے گذریں۔ جو مجھے سستی سے شیعہ کرنے میں بینظیر ثابت ہوئیں۔ میرے  
باقی تمام اہل خانہ سستی ہیں لیکن آپ کی کتب کے مسلسل مطالعہ نے مجھے مذہب  
حق امامیہ اثنا عشریہ جو شریعہ میں بے اختیار شامل ہونے پر مجبور کیا اور  
آج بفضل اللہ میں صائے نیت سے سچا اور پاک شیعہ ہوں (انشاء اللہ)  
آپ کی مختلف تصانیف پڑھنے کے بعد میں یہ بات عین البیقین  
سے کہہ سکتا ہوں کہ صالح نگارشات اور حقائق پر آپ کی پوری طرح گرفت ہے

کہ جو بھی پڑھتا ہے۔ اپنے جی میں بے اختیار عرشِ عش کر اٹھتا ہے اور  
مذہبِ شیعہ میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں آپ کے اس عظیم کارنامے  
کو تحسین و تعریف کی نگاہ سے دیکھتا اور داد دیتا ہوں۔ حقیقت یہ معنی  
اور ٹھوس دلائل کے ساتھ زمانہ حال کے مومنین کو آپ نے مسحور کر دیا  
ہے۔ آپ کے نمایاں کردار سے انتہائی محفوظ ہوا ہوں۔ بقول شاعر  
انسان کو میدار تو مولینے دو ہر قوم پکارے گی ہمارے جی حقیق  
لاریب مجھے شیعہ کرنے میں اصل حق محسن محمد اعجاز مستری  
جگنہ گوجرانوالہ نے ادا کیا ہے۔ آپ کے ساتھ میں ان کا بھی ممنون ہوں۔  
یقین کریں اب حالتِ قلب یوں ہے کہ حقیق کتب کے مطالعہ کے بعد ہماری  
بصارتیں ہر ساعت سچے حروف کو پڑھنے کے لئے چلتی ہیں۔ اور ہماری  
سماعتیں صدائے حق سننے کے لئے بے تاب ہیں۔ گو تہ نئے نئے اس  
مذہبِ حق میں شریک ہوئے ہیں پھر بھی تلیلِ عرض میں آپ کی جامع اور  
مدلل تصانیف سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ دعا گو ہوں کہ حسبِ سابق آپ صدائے  
ہماری راہنمائی کے فرائض انجام دیتے رہیں۔ خواہشات کی تکمیل بامِ عروج  
کو پہنچے۔ آپ کی قابلِ قدر خدمات کا دائرہ صدیوں تک محیط رہے گا۔  
اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں آپ کے مراتب کو بلند تر فرما کر آپ کو سدا  
گوشہ عافیت میں سکون بدوش رکھے۔ آمین

(ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد)

آخر میں جملہ اہلِ مسلک کو ہدیہِ خلوص !

محمد جاوید اقبال قمر

بمقام جگنہ نئی آبادی چاندنی چوک نزد جامع مسجد گوجرانوالہ  
محال ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ۔ قیدی عارضی سزاے موت۔



## دوسرے حق شناس کے تاثرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۶ ————— ۹۲

۱۱۰

محترم المقام قبلہ عبدالکریم مشتاق صاحب دام مدظلہ  
سلام مسنون۔ تحفہ استدلال علمیہ قبول ہو۔ عرض ہے کہ میر  
آپ کی تعانیف چودہ مسئلے میں شیعہ کیوں ہوا؟ شیعہ مذہب حق ہے  
ہزار تہاری دس چاری، سوسنا کی ایک لوبار کی، آگ خانہ بنتول پر  
واقعہ قرطاس اور کردار عمر وغیرہ پڑھ کر مشرف بہ مذہب، حقہ شیعہ  
ہو گیا ہوں۔ اور صرف ایک راستہ کے مطالعہ سے بھی شرفیاب ہوا ہوں  
میں نے سستی مذہب کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ اور آپ کا شکریہ ادا کرتے  
ہوں۔ اور مجھے شوق ہے کہ اس تبلیغی کام میں حصہ لوں اور حق ادا  
کروں۔

فقط خاکپائے در بتول

مارطرح محمد رمضان قیصرانی

ولد حبیب اللہ خاں

بستی بہار والی تحصیل تونسہ شریف

صنع ڈیرہ غازیخان ٹوانہ کوٹ قیصرانی

حان مقیم مکان نمبر ۱۰۰-۴/۵

کراچی ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مدعی لاکھ پہ جاری ہے گواہی تیری!

غیر شیعہ برادران اسلام اکثر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اہلبیت رسول  
کو مانتے ہیں۔ ان کی محبت کو جزو ایمان اعتقاد کرتے ہیں۔ لیکن آج کل ایک  
ایسا گروہ کھل کر سامنے آ رہا ہے جو اس عقیدہ کی علانیہ مخالفت کرتا ہے۔  
اس طرح محسوس ہونے لگا ہے کہ اہل بیت پیغمبر کی محبت و عقیدت کا دعویٰ  
صرف زبان تک ہے، حلق سے نیچے جاتا نظر نہیں آتا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہہ دیا  
جائے کہ اب زبانی کلامی بھی اظہار محبت و عقیدت کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی  
تو یہ بات غلط نہ ہوگی۔ کیونکہ ایک جماعت نے اپنا مسلکی مشن ہی یہ بنا رکھا ہے  
کہ اہل بیت کی مخالفت و عداوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہے اور خاندان  
رسول کے ہر فرد پر اپنے دل کینہ پروردگی بھڑاس نکالنا ہے۔ چنانچہ اسی جماعت  
کے ایک فرد طاہر المکتی صاحب نے ایک کتابچہ تحریر کیا ہے جس کا نام  
”حقیقی اہل بیت رسول“ یعنی رسول اللہ کی گھر والیاں ہے۔ اس  
کتابچہ کو اہل بیت اکیڈمی متصل مسجد قدسیہ، اورنگ آباد۔ ناظم آباد کراچی  
بے شائع کیا گیا ہے۔ اور ہمارے زیر نظر اس کے دوسرے ایڈیشن کا  
نسخہ ہے جسے ۱۹۷۷ء میں طبع کرایا گیا ہے۔

مذکورہ کتابچہ میں صاف طور سے ”اہل بیت اطہار“ یعنی پیغمبر پاک  
کا انکار کر کے صرف ”ازواج النبی“ کو اہل بیت مانا گیا ہے۔

## رسول پاک کا اخراج

حتیٰ کہ متعصب الذہن محرم کتابچہ نے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اہل بیت رسول سے غماز کر دیا ہے۔ جیسا کہ نام کتاب سے ظاہر ہے کہ "حقیقی اہل بیت رسول یعنی رسول اللہ کی گھر والیاں۔"

اس نام و تشریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موصوف رسول اللہ کی گھر والیوں کے علاوہ کسی بھی فرد کو اہل بیت میں شمار نہیں کرتے۔ کیونکہ دیگر کی بات دیگر ہے اگر مصنف رسالہ مذکورہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "اہل بیت" میں شامل سمجھتے تو حقیقی اہل بیت رسول کی وضاحت اپنی کے بعد اس طرح کرتے کہ "رسول اللہ اور ان کی گھر والیاں" مصنف صاحب کی خود ساختہ تشریح کہ "رسول اللہ کی گھر والیاں" یہی مفہوم ادا کرتی ہے کہ لائق مولف کو خود حضور پاک کا اہل بیت اہلار میں داخل ہونا پسند نہیں ہے اور یہ اعزاز ان کے نزدیک محض ازواج کے لئے مختص ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے منظر عام پر آ جانے کے بعد یہ حقیقت از خود سامنے آ جاتی ہے کہ بعض غیر شیعو

## انکشاف حقیقت

دعویداران حجت اہل بیت کا اصلی نظریہ کیا ہے۔ اس کتابچہ کی موجودگی میں یہ بھرم ہرگز قائم نہیں رکھا جاسکتا ہے کہ "ہم اہل بیت کو مانتے ہیں" بلکہ یہ حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ ہادی و پیشوا ماننا تو درکنار ریا لوگ "اہل بیت اہلار" کو اہل بیت ہی نہیں مانتے ہیں۔

چونکہ ظاہر الملکی صاحب اور ان کے مدح سراؤں نے اس عقیدہ کو "صحیح راستہ" یعنی "مسک اہل سنت" کی وضاحت قرار دیا ہے نیز جملہ اہل سنت کا صحیح مسک ٹھہرایا ہے خواہ وہ حنفی دیوبندی مول یا ربو

موصوف یا اہل حدیث سب کا نظریہ وہی ہے۔ جو زیر بحث کتابچہ میں پیش کیا گیا ہے۔ لہذا گنہگار مشتاق یہ سمجھنے میں حق بجانب ہے کہ جن ہستیوں کو شیعہ اہل بیت رسول اعتقاد کرتے ہیں از روئے ظاہر الملکی ان ذوات مقدسہ کو اہل سنت نہیں مانتے ہیں اور اس کا ثبوت یہ کتابچہ ہے جس کا جواب میرے تاریخین کیا جا رہا ہے۔

لہذا مدعی کی اپنی گواہی جو لاکھ پر بھاری ہوتی ہے، سے ثابت ہوا کہ غیر شیعہ اہل بیت اہلار سے کوئی عقیدت نہیں رکھتے ہیں۔ اس کتابچہ کا جواب تحریر کرنا اس لئے ضروری ہو کہ میرے ہم مسلکوں کے عقیدہ کہ "اہل بیت سے مراد حضرات پنجتن پاک ہیں۔"

کو "عقیدہ ناسدہ" "نصوص قرآنی کے سراسر خلاف" لکھا گیا ہے۔ لہذا "مودۃ اہل بیت" جو کہ از روئے قرآن "اجر رسالت" ہے کا تقاضا یہ ہے کہ دشمنان اہل بیت کو منہ توڑ جواب دیا جائے تاکہ اس قسم کے جدید و لغو عقائد اور قرآن و سنت رسول کے منافی تعلیمات کو فروغ حاصل نہ ہو سکے اور سادہ لوح مسلمان ستم نامہ بیت سے محفوظ رہیں۔ ہم نے زیر بحث کتابچہ پر مکمل جرح کر کے مخالفت کی ہر دلیل کو قطع کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ ان کی ہر بات کا مکمل و مدلل جواب دیں۔ چنانچہ پہلے ہم نے کتابچہ کی اصل عبارت نقل کی ہے۔ پھر اس پر جوابی تبصرہ پیش خدمت کیا ہے۔ اور آخر میں اپنے موقف کی تائید میں عقل و نقل یعنی فطری اصولوں اور قرآن و حدیث کی تعلیمات سے ثابت کیا ہے کہ اہل بیت اہلار اور ازواج میں فرق ہے۔



## قارئین سے التماس

چونکہ یہ کتاب جوانی کا روائی میں پیش کی جا رہی ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ بعض مقامات پر جذبات ایمانیہ کا غلبہ محسوس ہونے لگے۔ لہذا قارئین سے التماس ہے کہ وہ ایسے مصلوں پر ٹھنڈے دل سے درگزر و عفو کا مظاہرہ فرمائیں کیونکہ اکثر ایسے مباحثوں میں گرم جوشی دکھائی دینے لگتی ہے۔ تاہم احقر الزمن نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ رواداری، تہذیب اور احساس جذبات کو ملحوظ رکھوں۔

والسلام

خاکپائے اہل بیتؑ

عبدالکریم مشتاق

۱۹۸۱-۱۲-۱۴

## تاثرات

”کتابچہ ”حقیقی اہل بیت رسولؐ کے ٹائٹل کا اندرونی صفحہ جس پر یوسف سلیم چشتی صاحب کے تاثرات بایں الفاظ ہیں:-“  
”شارح کلام اقبالؒ جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب“

”..... خالص اسلامی اور قرآنی تصورات و تعلیمات کو پانچ ویش ہیں۔ یعنی پنجین پاک کا انکار مقصود چشتی ہے۔“

## جوابی تاثرات

کلام اقبالؒ کی شرح کرنے کے دعویدار پروفیسر یوسف سلیم صاحب سے گزارش ہے کہ اگر عقل سلیم کی روشنی میں انہوں نے اقبالؒ مرحوم

فیض اقبال سے اسی در کا  
بندہ شاہ لافتی امول میں

چشتی صاحب غور فرمائی اور عقل سلیم کے ساتھ اس شعر اقبال کی  
شرح کریں کہ حکیم الامت نے کس فخر یوسف کی بندگی کا اعتراف کیا ہے؟  
دل میں مجھ بے عمل کے داغ عشق اہلبیت  
ڈھونڈتا پھرنا ہے نسل دامن حیدر رنجھے

پروفیسر صاحب! اس شعر سے کیا مراد ہے؟ اقبال فردا بلیت  
حضرت حیدر کرار کی پادری ظہیر کے دامن کا سایہ یاد کر رہے ہیں۔ اور  
آپ بھی کیا اچھے شارح کلام ہیں کہ معاذ اللہ ان کو خارج قرار دیتے ہیں!

رشتہ آئین حق زنجیر پاست

پاس فرمان جناب مقطفے است

ورنہ گرد تر بتشکر دیدے

سجدہ بابر خاک اوپا شیدے

کیا شارح صاحب کی نگاہوں سے یہ کلام نہ گذرا کہ سیدہ بتول  
سے اقبال کی عقیدت کا کیا حال ہے؟

مریم ازیک نسبت عیسیٰ عزیز

از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

نور چشم رحمتہ العالمین

آں امام اولین و آخرین

بانوئے آں تاجدار ہلے اقلے

مرنے مشکل کشا، شیر خدا

کے کلام کو سمجھا سوتا تو وہ اس قدر دشمنی اہل بیت کا علانیہ مظاہرہ بر گزرتے کرتے  
کیونکہ مدح محمد و آل محمد (علیہم السلام) میں علامہ اقبال کے شہ پارے  
اس قدر عام ہیں کہ اکثر لوگ ان کے "غالی شیعہ" ہونے یا "نصیری" ہونے  
کا گمان ہونے لگتا ہے۔ ان کے پورے کلام میں ایک حرف بھی ایسا نہ مل  
سکے گا جو حضرات نام نہاد شارح صاحب کے بیان کردہ عقیدہ کی تائید  
کر سکے۔ لہذا ایک ایسا شخص جو حضرات "علی، فاطمہ، حسن و حسین  
کے اہل بیت رسول ہونے کا منکر ہو وہ کلام اقبال کی شرح کیا کرے گا۔  
بے خبر شارح صاحب کو اتنی بھی خبر نہیں کہ جس عقیدہ کو وہ  
"عقیدہ ناسدہ" لکھ رہے ہیں۔ یہ عقیدہ جید اصحاب رسول اور  
ازواج النبی کا بھی تھا۔ کتب احادیث اس کی تائید سے بھری پڑی ہیں  
نیز یہ عقیدہ طیبہ قرآن پاک سے پوری طرح ثابت ہے جیسا کہ ہم آئندہ  
صفحات میں اثبات پر ثبات پیش خدمت کر رہے ہیں۔ ہمارا جوابی تاثر  
تو یہی ہے یہ تاثرات دراصل اس نام نہاد اسلام کے غیر اسلامی نظریہ کا  
نتیجہ ہیں جن کی اساس بعض خاندان رسول، عداوت آل محمد اور رقابت  
اہل بیت پیغمبر جیسے مذموم جذبات پر قائم کی گئی ہے۔ ورنہ حقیقی اسلام  
سے اگر حضرات علی، فاطمہ، حسن و حسین علیہم السلام کو معاذ اللہ الگ کر  
لیا جائے تو کفر اس سے ہر جہت کے اعتبار سے بہتر ہو گا۔ یہ بات مناسب  
ہو گی کہ ہم جوابی تاثرات میں صرف کلام اقبال کی نقل پر اکتفا کریں،  
اور شارح صاحب کو احساس دلائیں کہ اگر ان کے دل میں انصاف کی  
ایک آدھ دھڑکن بھی ہے تو وہ اپنے گریبان میں جھانک کر سماعت  
فرمانے کی زحمت گوارہ کریں۔ چنانچہ مرحوم علامہ اقبال فرماتے ہیں:-



ان اشعار کی شرح کیا ہوگی؟ کہ حسبِ عادت ان کے کلام اقبال ہونے سے ہی انکار کر دیا جائے گا؟ پھر سنیئے علامہ مرحوم فرماتے ہیں۔ اور امامِ حسنؑ کی خدمت میں بدیہِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔  
آں یکے شمعِ شبتانِ حرم  
حافظِ جمعیتِ خیرِ لالم  
مفکرِ اسلام ڈاکٹر محمد اقبالؒ بارگاہِ حسیّی میں نذرانہِ اعتقیدت پیش کرتے ہیں اور رُوحِ اقبالؒ ہماری سفارش سے آپ سے سوال کرتی ہے کہ ان اشعار کا کیا مطلب ہے؟

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدیر  
معنیٰ ذیج عظیم آمد پسر  
بہر حق در خاک و خوں غلطیدہ است  
پس بنائے لا الہ گم دیدہ است  
علامہ صاحبِ اظہار کرتے ہیں کہ:-

جس طرح مجھ کو شہید کر بلا سے پیار ہے  
حق تعالیٰ کو یتیموں کی دعا سے پیار ہے  
رونے والا بھول شہید کر بلا کے غم میں میں

کیا اور مقصد نہ دیں گے ساقی کو شرِ مجھے  
پروفیسرِ طرِ حِشتی ا حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم جن کے کلام کی شرح کرنے کے آپ دعویٰ کریں۔ اُن کا عقیدہ اُن ہی کی زبان سے ہم نے آپ کو سنا دیا۔ اور یہ عقیدہ جلیلہ آپ کی نظر بد میں خاتمِ بدن "عقیدہ فاسدہ" ہے۔ ہمیں صرف آپ کو کلامِ اقبال سے

یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ شاید شرح کرتے وقت آپ نے ان جواب کی آب و تاب برداشت نہیں کی۔ حالانکہ اقبالؒ کا نظریہ واضح و صاف ہے۔  
کہتے ہیں:-

یونہی اسلام کے سپیکر میں مضبوطی نہیں آئی  
بڑی انمول جہاں دی ہیں اولادِ پیغمبر نے

ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کی اقبال مندی اس سعادت مندی سے ہے کہ اقرار کرتے ہیں۔

ہمیشہ وردِ زباں ہے علیؑ کا نام اقبال  
کہ پیاسِ رُوح کی بجھتی ہے اس گینے سے

علامہ صاحب بلا وجہ نامِ علیؑ کا ورد نہیں کرتے بلکہ اس کا فائدہ بیان کرتے ہیں۔

یہ ہے اقبال فیضِ یاد نام مرتضیٰ جس میں  
نگاہِ فکر میں خلوت سرائے لامکان تک ہے

علامہ اقبال اعلیٰ اللہ مقامہ کے ان گمراہ کن تاثرات، سراسر ضلالت، منافی قرآن و حدیث اور آپ کے گمراہ کن تاثرات، سراسر ضلالت، منافی قرآن و حدیث اور خالفۃ ناصبیانہ قرار پاتے ہیں۔ آپ کا جواب اقبالؒ بند اقبالؒ نے دیدہ یا مسکین مشتاقِ صرٹ آپ کی عاقبت اندیشی کے لئے دعا کر سکتا ہے۔

بسم اللہ

## کتاب زیر بحث کا اندرونی سرورق (یعنی اصل)

اس صفحہ کی پیشانی پر آیہ تطہیر نقل کی گئی ہے جس کا ترجمہ بایں الفاظ چھپا پایا گیا ہے۔

”اے اہل بیت مطہرات! اللہ تعالیٰ یہ پختہ ارادہ کر چکا ہے کہ وہ تمہیں ہر طرح سے بالکل پاک صاف کر دے۔“

مترجم نے اس آیہ قرآن کا ترجمہ کرتے وقت تحریف معنوی کا ارتکاب کیا ہے ورنہ وہ ”اے اہل بیت مطہرات“ کی عربی منقولہ آیہ میں تا کر مہ مانگا انعام حاصل کریں۔

واضح ہو کہ منقولہ آیہ میں نہ ہی ندا ہے اور نہ ہی صیغہ جمع مؤنث استعمال ہوا ہے۔ اب جبکہ قرآن مجید پر اس دیدہ دلیری سے دست اندازیا ہونے لگیں تو پھر باقی دینی امور کا کیا خشر ہو گا!

## ارشادات (صفحہ ۲)

اس صفحہ پر ”امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا القاری محمد اسحاق صاحب صدیقی ندوی مدظلہ کی تقریظ حسب زیریں نقل کی گئی ہے۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا اَمَّا بَعْدُ  
جناب مولانا طاہر المکی کی کتاب ”حقیقی اہل بیت رسول“ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ سبائی دشمنان صحابہؓ کے پروپیگنڈے کے اثر سے

لفظ اہل بیت کے مفہوم و مصداق سمجھنے میں جو غلطی اور گمراہی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے ازالہ اور صحیح راستہ یعنی مسلک اہل سنت کو واضح کرنے کے لئے اس نعت میں یہ رسالہ بے نظیر ہے۔ مولانا موصوف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلک اہل سنت کو خوب واضح کیا ہے۔ بلاشبہ یہ دین کی بہت قیمتی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ، جناب مصنف کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائیے اور اس کتاب کو مقبول و مقبول فرما کر ہدایت کا ذریعہ بنائیے۔ آمین۔

احقر  
محمد اسحاق صدیقی  
عفا اللہ عنہ

## نبین جواب ارشادات

شیخ الحدیث ہونے کے دعویدار امام اہل سنت صاحب اگر صحیح مسلم، مدنی شریف وغیرہ میں مرقوم اپنے مرقومہ افراد اہلبیت سے مروی مندرجہ ذیل احادیث پر غور فرمالاتے تو شاید ان کا دل باغ باغ ہونے کی بجائے ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور امید ہونے پر ان کی آنکھیں ندامت کے آنسو بہا دیتیں۔ مگر مقفل قلوب کا کیا علاج ہے؟ بہر حال منقولہ ذیل حدیثیں شیخ جی کے دل باغ باغ میں تو خیر امیدوں کی کچی کلیوں پر ایسا پانی پھیر رہی ہیں کہ اب وہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اسی پانی کے چلو میں



میں اللہ کا تو ارادہ ہی ہے کہ (پیغمبر کی) اہلیت تم کو نجاست سے اس طرح دور رکھے اور پاک و پاکیزہ رکھے جس طرح کہ پاک ہونے کا حق ہوتا ہے۔  
(مسلم کے علاوہ اسے ترمذی، ابن شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور حافظ سیوطی نے لکھا ہے)  
اسی طرح حضورؐ کی دوسری زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:-

"بحقیقہ یہ آیت (انما یرید اللہ لیزھب — الخ) میرے گھر میں نازل ہوئی۔ میں دروازے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ اور گھر میں جناب رسول خدا اور علیؑ و فاطمہؑ اور حسینؑ تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو چادر میں لپیٹا کر فرمایا۔" اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور میرے مددگار ہیں۔ ان سے نجاست کو دور رکھ اور ان کو اس طرح پاکیزہ رکھ کہ جس طرح پاک ہونے کا حق ہے۔ پس میں (ام سلمہؓ) نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ (حضورؐ نے) تو بے شک خیر پر ہے۔"

(ترمذی، بیہقی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور سیوطی نے نقل کیا ہے)  
شیخ الحدیث صاحب کوکب حدیث کی صرف پانچ کتابوں کے حوالے تحریر کرتے ہیں جن میں مختلف الفاظ اور متفق معنی میں حدیث منقول ہے۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل جزو الاول ص ۳۳۱

مارے شرم کے ڈبکی لگا دیں یا خود ہی آب آب ہو جائیں۔  
حضرت ام المسلمین بی بی عائشہ کی روایت جو مسلم شریف سے نقل کی جاتی ہے۔ صدیقی صاحب کی شرمندگی اور بے سروسامانی کے لئے الیہ وافر پانی بہتیا کر رہی ہے جس سے اُن کے باغ دل کا تنکا تنکا سیلاب کی نذر ہوا چاہتا ہے۔ شاید حشرات کے گلشن کی ویرانی اُن کو صحیح راستہ تلاش کرنے میں مددگار ہو جائے۔ اور دوسروں کو گمراہ سمجھنے کی غلطی کا ازالہ بن جائے۔ بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ:-

"نحاج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غراتاً وعلیہ مرط مرهل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الماحض فادخل معہ ثم جاءت فاطمہ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیزھب عنکم الھرجس اھن البیت ویطھرکم تطھیرا۔"

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ جلد ۳ ص ۳۳۱)

حدیث ۵۵۵۵

"یعنی زوجہ رسول بی بی عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم صبح کو ایک سیاہ بالوں کی منتقش کٹی اوڑھنے باپس تشریف لائے پس (امام) حسن بن علی (ع) آئے حضورؐ نے ان کو چادر میں داخل کر لیا۔ پھر (امام) حسین (ع) آئے ان کو بھی حضرتؐ نے چادر میں لے لیا۔ پھر جناب فاطمہؑ تشریف لائیں رسالتاً میں نے ان کو بھی چادر میں داخل فرمایا۔ پھر حضرت علیؑ آئے سرکار کا ثبات نے انہیں بھی چادر میں لے لیا۔ تب آپؐ نے ارشاد فرمایا (آیہ تطھیرؑ)

۲۔ سند البوداؤد طرابلسی جز الثامن ص ۲۷۷ حدیث ۲۰۵۵

۳۔ صحیح ترمذی کتاب ۴ سورۃ ح ۷، کتاب ۳۱، باب ۶۰، ۶۱

۴۔ مشکوٰۃ مناقب اہلبیت جلد سوم -

۵۔ موطا، امام مالک -

اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے مفہوم مصداق کو نام نہاد شیخ الحدیث اور امام اہل سنتہ غلطی اور گمراہی قرار دیتے ہیں تو ہم نہایت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان پر واضح کر رہے ہیں کہ وہ براہ راست آئمہ حدیث اصحاب رسول، تابعین و تبع تابعین ازواج النبیؐ اور اکابر علمائے اہل سنتہ پر گمراہ ہونے کا جھوٹا ویسہ الزام محض دشمنی، اہلبیت کی خاطر لگا کر اپنی عاقبت بگاڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی تبلیہ سے تمام اہل ایمان کو محفوظ رکھے۔

بلاشبہ یہ پرجار قرآن و حدیث کی کھلی مخالفت ہے۔ بلکہ دراصل رسول صادق کی شان میں گستاخی ہے کہ حضورؐ کا بیان کرنا "مفہوم و مصداق" معاذ اللہ باعث "غلطی و گمراہی" قرار دیا جائے اور اپنا خود ساختہ مطلب جسے نہ ہی قرآن کی تائید حاصل ہوا نہ ہی حدیث کی حمایت اسے صحیح راستہ کہا جائے۔ استغفر اللہ!

سبب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## انتساب

میں غلام اہل بیت رسولؐ یہ ہدیہ

رفیقہ رحمۃ العالمین، ام المؤمنین، والدۃ سیدۃ النساء العالمین محسنہ اسلام، اہلبیت سید الانام، سیدتنا حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی خدمت عالیہ میں پیش کرتا ہوں کہ

آپ کو اس وحی حسرت جبرئیلؑ نے اپنی طرف سے اور پروردگار عالمین کی جانب سے خصوصی سلام پہنچایا۔ صادق و امین رسول کریمؐ نے محترمہ کو خیر النساء کا لقب عطا فرمایا۔ یہ ایسی امتیازی فہلیت ہے کہ کسی اور محدثہ کو نصیب نہ ہو سکی۔

گر قبول افتد رہے عز و شرف

أحقر العباد  
مُتَّاق



## رائے گرامی (برصغور)

"امام الصوفیہ سید العلماء حضرت مولانا القاری محمد جعفر شاہ صاحب پھلواری  
فاضل مولف نے یہ کتاب لکھ کر امت پر ایک بڑا

احسان کیا ہے۔ تاریخی اور قرآنی تحریفات کے دبیر پر دے جو مدلیوں  
سے ہمارے اذہان پر پڑے ہوئے تھے۔ مولف نے ان کو چاک کر کے  
حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اہل البیت کے حقیقی قرآنی  
مفہوم کو دوسرے اہل علم نے بھی واضح کیا ہے لیکن مولانا طاہر مکی ایک  
نزلے اور سادہ انداز میں حقیقت کو دل نشین کرنے میں کامیاب ہوئے۔

مولانا نے اس کی وضاحت ایسے لطیف پیرائے میں کی ہے اور اس  
توجیہ کو کھا صلیت۔۔۔۔۔ کھا باء کت۔۔۔۔۔ و علی الابرار  
پر ایسی خوبصورتی سے منطبق کیا ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد طبیعت پھر ک اعلیٰ  
واقعہ یہ ہے اگر اہل بیت النبی جو امہات المؤمنین ہیں، ہمارے صلوات و سلام  
کی اولین مستحق ہوں تو اور کون ہو سکتا ہے؟

۱۔ آپ بھارت کی مشہور خانقاہ پھلواری شریف کے سجادہ نشین ہیں۔ اور  
شیخ الاسلام حضرت مولانا سلیمان صاحب پھلواری کے (جن کا احترام سرسید  
علامہ اقبال بھی کیا کرتے تھے) چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ حضرت جعفر شاہ صاحب  
ملک کے مشہور محقق، اردو کے صاحب طرز ادیب اور جامع السلاسل صوفی ہیں جو عرب  
عرب کے رابطہ عالم اسلامی کے ممبر بھی ہیں۔ آج کل شیخ عبدالقادر گیلانی مرحوم  
(سابق سفیر عراق) کی یادگار المرکز القادریہ میں شیخ المرکز کے فرائض انجام دے رہے  
ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے "شاہکار انسائیکلو پیڈیا") (وفات پانچویں)

حقیقت شناس مولف نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ دراصل  
تمام اہل سنت کا صحیح مسلک ہے۔ خواہ وہ حنفی دیوبندی ہوں یا شافعی بریلوی  
یا مونیہ یا اہل حدیث۔ سب کا نقطہ نظر وہی ہے جو انہوں نے اس کتاب  
میں واضح کر دیا ہے۔ ہم انہیں صدق دل سے اس کا میاب محنت کی مبارکباد  
پیش کرتے ہیں۔ اور تمام اہل سنت سے اس کی اشاعت و قبولیت کے  
درخواست کرتے ہیں۔ والسلام۔

محمد جعفر پھلواری

## رائے پر رائے

عام مروجہ قواعد کے برخلاف میں زیر تنقید و تبصرہ کتاب پر لکھے گئے  
مقرضی تبصروں کو بھی زیر بحث لارہا ہوں۔ ممکن ہے یہ طوالت و دائیں  
کے لئے امانتی بار ہو لیکن محضر عاجز کے نزدیک یہ زحمت دی ضروری ہے  
کیونکہ اس سے سفید نقابوں میں پوشیدہ سیاہ چہرے بخوبی شناخت  
کئے جاسکتے ہیں۔

پھلواری صاحب کا تین مقامات پر پانچ نقطے چھوڑ کر مصنف  
احسان تسلیم کرنا دراصل یہ ظاہر کرتا ہے کہ جتنے پاک جن کو مسلمانوں  
کو کم از کم ۹۹ فیصد اکثریت افراد اہل بیت اور صدیق اہل بیت  
مولانا اعتقاد کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اور یہ غلطی نئی نہیں بلکہ صدیوں  
تاریخی و قرآنی تحریفات کے دبیر پر دلوں کے باعث جو اہل اسلام کے

صوفی یا اہل حدیث وغیرہ کی تخصیص نہیں بلکہ تمام اہل سنت کا صحیح مسلک یہی ہے کہ وہ "پنجتن پاک" کو برگز ابلیت نہیں مانتے بلکہ جن لوگوں نے صدیوں سے بتولہ یہ غلطی کھائی کہ نفوسِ خمسہ کو اہل بیت مانا وہ سب کے سب باطل عقیدہ پر تھے۔

چنانچہ زیر بحث کتاب کی موجودگی میں مجھے اہل سنت کا یہ دعوے بے دلیل نظر آنے لگا ہے کہ "وہ پنجتن پاک کو ملنے والے ہیں بلکہ شیعوں سے زیادہ ان کو محبوب رکھتے ہیں" کیونکہ طاہر الملکی صاحب اور ان کے سرپرست نام نہاد امام الصوفیہ، سید العلماء جعفر پھلواری صاحب نے "بڑے نرلے" انداز میں یہی مذعوہ حقیقت و لنتشین کروانے کی کوشش کی ہے کہ متقدمین اور حاضرین جو پنجتن پاک کو اہل بیت رسول مانتے ہیں وہ گمراہی کا شکار ہیں۔

طاہر الملکی صاحب کو اس سچال پر کہ جس پر جعفر صاحب کھڑک اٹھے کسی کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کی روئیداد آئندہ بیان میں آرہی ہے لیکن اس مقام پر جعفر صاحب سے سوال دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر ان کی نظر میں اہل بیت نبی جو اہبات المومنین ہیں اولین مستحق صلوٰۃ و سلام ہیں تو حقدار کو اس کا حق آپ کی طرف سے کیوں ادا نہیں کیا جاتا؟ ان کو "رف" کی بجائے "ع" کیوں نہیں فرمایا جاتا؟ کیونکہ ہم شیعوں کو اہل بیت کے لئے "صلوٰۃ و سلام" ہی کہا کرتے ہیں۔ ناراضگی معاف کرنے کی دعا اور راضی ہو جانے کی سفارش ابلیت اٹھانے کے لئے نہیں کرتے۔ بہر کیف اس کتاب میں پیش کردہ وضاحت کی کامیاب محنت پر ہم بھی مؤلف صاحب اور ان کے تائید کنندگان حضرات کو صدق دل سے

ذمہوں پر پڑے تھے مہتی چلی آ رہی ہے۔ ان پردوں کو صدیوں کے بعد آج طاہر الملکی نامی نے چاک کر کے حقیقت کو بے نقاب کیا ہے۔

**تحریفات قرآنی** اور سید العلماء کے نقاب سے بھی ملقب کر رہے ہوں ایسی غیر ذمہ داری کی توقع نہ کر سکتے ہیں۔ جس سے قرآن محفوظ کے محرف ہونے کا جواز برآمد ہو سکے۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید تحریف سے پاک کلام الہی ہے۔ لیکن سخت تعجب ہے کہ نام نہاد سید العلماء تحریف تو ربی ایک طرف "قرآنی تحریفات" کا اقرار کر کے کلام ربانی پر دست اندازی کرنے کی مذموہ کوشش کر رہے ہیں۔ ڈیڑھ ہزار برس سے تو مسلمان یہ دعویٰ کرتے آ رہے ہیں کہ قرآن مجید تحریف سے پاک ہے لیکن آج کے امام الصوفیہ یہ انکشاف فرما رہے ہیں کہ صدیوں سے قرآنی تحریفات ہوتی رہی ہیں اللہ تعالیٰ ایسے آئمہ سے پناہ دے جو جہنم کی جانب دعوت دیں۔

**مؤلف کا احسان** راقم الحروف پھلواری صاحب کے اس خشن کثیدہ جملے کی تائید کرنے پر مجبور رہے کہ "فاسل مؤلف نے یہ کتاب لکھ کر اُمت پر بڑا احسان کیا ہے" بے شک مؤلف موصوف کا یہ جراتمندانه قدم ہے۔ کہ انہوں نے بلا جھجک صاف طور پر "پنجتن پاک" کو رسول پاک کے ابلیت میں سے خارج سمجھ کر برملا اعتراف کیا ہے کہ وہ "پنجتن پاک" کو نہیں مانتے اور یہی مسلک ان کے ہم مشرلوں کا بھی ہے۔ جس میں بقول جعفر شاہ صاحب کسی دیوبندی، بریلوی، و ہابی



مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی اپنے ڈھول کا پول کھول کر عوام الناس کو ہوشیار کر دیا۔ ورنہ شیعوں سے بھی زیادہ ماننے کے ڈھنڈو سے کی حقیقت عیاں نہ ہوتی۔

مرکز نکات کائنات، نقطہ بائے بسم اللہ، فخر عصمت و ملہارت، ریکان رسول اور مرکز پرکار عشق جیسے خمسہ طاہرین سے دلی دُوری اور تعصب کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ جہاں بھی چھوڑے گئے وہاں پانچ نقطے ہی چھوڑے گئے۔ یعنی انہار کیا کہ ”محمد علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ۔۔۔

بیدم نہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات  
خیر النساء، حسین و حسن، مصطفیٰ علیؑ

پس جس نے مقصود کائنات سے تعلق توڑ لیا تو اب چاہے وہ کتنی بڑی خانقاہ کا مجاور ہو، کتنے مقتدر باپ کا فرزند ہو، جتنا اثر مٹنی شیخ ہونے کی شیخی بکھرے ہماری نگاہوں میں اس کا کوئی مقام نہیں ہے اور شاہکار قدرت کے انسائیکلو پیڈیا میں ایسے اوصاف والا شخص (کتب احادیث میں بیان شدہ تفصیل کے مطابق) خسارہ میں ہے اور نا عاقبت اندیش ہے۔

## اہل بیت کا مفہوم

مؤلف کتاب ”حقیقی اہل بیت رسولؐ“ ص ۱ سے آغاز کرتے ہوئے منقولہ بالا عنوان کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں کہ

”اہل بیت دو لفظوں سے مرکب ہے۔ اہل اور بیت۔ اہل کے معنی ’مانوس‘ ہونے کے ہیں۔ اور بیت کے معنی ’گھر‘۔ چوں کہ گھر اور خانگی سرگرمیوں سے بیوی کو خاص تعلق ہوتا ہے بلکہ اس کا میدانِ عمل ہی بیت (گھر مکان) ہوتا ہے۔ اس لئے اسے اہل بیت یعنی گھر والی (خاتونِ خانہ)۔

کہتے ہیں۔ فارسی میں بھی بیوی کو اہل خانہ کہا جاتا ہے جو اہل بیت کا لفظی ترجمہ ہے۔ جب کسی کی شادی ہو جاتی ہے تو عربی میں کہتے ہیں تاہل فلان فلان اہل والا یعنی بیوی والا یا گھر والا ہو گیا۔ یہی بات اردو میں اس طرح بھی جاتی ہے کہ ’فلان نے گھر بسایا‘ یعنی اس نے شادی کر لی۔ یا کہتے ہیں لڑکی اپنے گھر کی ہو گئی۔ یعنی اس کی شادی ہو گئی۔ کیونکہ ماں باپ کا گھر لڑکی کا اصل گھر نہیں ہوتا۔ اس کا اصل گھر وہ ہوتا ہے جہاں وہ شوہر کے ساتھ رہتی ہے جو اس کی زندگی کا محور و مرکز ہوتا ہے۔“

## اہل بیت کے مفہوم کی جوابی تحقیقات

یہ درست ہے کہ ”اہل بیت“ دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ”اہل“ اور ”بیت“۔

”اہل“ کے معنی ”اہل“ کے معنی ’مانوس ہونا‘، ذیلاً، ضمناً اور مجازاً تو صحیح ہو سکتے ہیں مگر لغت میں لفظ ”اہل“ کے چار معنی ہیں:-

۱۔ اقرباء ذو عشرہ جیسے اہل الرجل عشرۃ

## حقیقی مفہوم معلوم کرنے کا طریقہ

اب چونکہ اہل اور بیت  
دونوں کے ایک سے زائد

معنی ہیں۔ لہذا عقلی طور پر مفہوم اخذ کرنے کے لئے ضروری ہو گا کہ  
ان امور پر توجہ دی جائے۔

ا۔ اگر متکلم خود واضح کر دے کہ اس کے ذہن میں متکلم الفاظ  
کے کون سے معنی ہیں اور اس کی مراد کلام کیا ہے تو پھر یہ قول  
قطعی ہو گا۔ اس کے بعد جستجوئے مفہوم کی ہر کوشش عبث  
قرار پائے گی۔

ب۔ اگر متکلم خود کچھ نہیں بتاتا تو پھر سیاق کلام کو دیکھا پڑے گا  
کہ مطلوبہ مفہوم کیا ہے۔ موقع و محل کس معنی کا مقتضی ہے۔  
عقلی اعتبار سے کون سا مطلب درست بیٹھتا ہے۔ مثلاً اگر  
شب برات کو آتش بازی چلائی جا رہی ہو تو اس موقع پر اگر  
کوئی "انار" طلب کرتا ہے تو اس کی تعمیل پھل انار دینے سے  
نہ ہوگی بلکہ از خود سمجھا جائے گا کہ آتش بازی والا "انار" مانگا  
گیا ہے۔ چنانچہ انیدیہ امور کی روشنی میں ہم آئندہ گفتگو کریں گے  
اس مقام پر ہم طاہر الملکی صاحب کے اس بے دلیل دعویٰ کا ثبوت  
طلب کرتے ہیں کہ "اہل بیت یعنی گھروالی" کے معنی انہوں نے کیسے  
وضع کئے۔ حالانکہ لغوی اعتبار سے "اہل بیت" کے معنی گھروانے  
تو ہو سکتے ہیں "گھروالی" نہیں۔ ورنہ وہ کسی بھی عربی لغت کا  
حوالہ پیش کریں۔ ان کا یہ لکھنا بھی حقیقت سے بعید ہے کہ  
ناری میں بیوی کو اہل خانہ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ وہاں بھی

۲۔ کسی شخص کا ولی و جانشین جس طرح کہتے ہیں اہل الامر و الایۃ  
۳۔ "اہل" بمعنی سکونت پذیر مثلاً اہل المکہ، اہل السفینہ

۴۔ "اہل" قابلیت، لیاقت اور اہلیت کے معنوں میں استعمال  
ہوتا ہے مثلاً الحمد للہ کما اہلہ۔

چنانچہ "نات سعیدی" میں "اہل" کے معنی اس طرح ہیں کہ  
اہل = لائق، صاحب۔ گھر کے لوگ۔

اہل المدر = دیہاتی۔ قصباتی۔ گاؤں کے رہنے والے۔  
اہل الوبر = جنگلی لوگ، صحرا کے رہنے والے۔

"اہل" و "سہلا" مرحبا" یہ تینوں لفظ زبان عربی میں اس شخص  
کے لئے بولے جاتے ہیں جو راہ دور سے آتا ہے۔ اہلاً یعنی تو اپنے  
گھر میں آیا۔ سہلاً یعنی تو نے نرم زمین کو طے کیا۔ "مرحبا" یعنی تیری  
جگہ فراخ ہو۔

مفردات امام راغب میں ہے کہ اہل الرجل سے مراد وہ لوگ ہیں  
ہیں جو اس کے ساتھ ایک گھر یا ایک نسب میں شریک ہوں۔ اور  
انہیں دونوں کے قائم مقام اس کے دین اور صنعت اور شہر کے لوگ  
بھی اس کے اہل کہلاتے ہیں۔

"بیت" کے معنی | اردو زبان میں "بیت" کا متبادل لفظ گھر  
ہی ہے۔ مگر اس کے بھی تین معنی ہیں۔

- ۱۔ رہنے کی جگہ، مکان جیسے بیت الکریم یعنی کریم کا گھر
  - ۲۔ شرف و شریف مثلاً بیت اللہ، بیت المعمور۔
  - ۳۔ ایسا مقام جو کسی مخصوص شے کے لئے ہو مثلاً بیت الخلا
- بیت البرمید -



اس سے مراد خاتون خانہ ہوتی ہے یعنی گھر میں رہائش پذیر افراد میں کی ایک فرد ورنہ تمام رہنے والوں کے لئے اہل خانہ بولا جائے گا۔ چاہے وہ بیوی ہو یا بچے یا کوئی اور قرابت دار۔ مخصوص حالات میں جبکہ گھر کا کتبہ صرف دونوں یعنی میاں و بیوی پر مشتمل ہو تو اہل خانہ سے مراد صرف بیوی اخذ ہوگی مگر یہ تخصیص ہے عموم نہیں۔ البتہ چونکہ بیوی بھی گھر کا ایک فرد ہوتی ہے بلکہ ملکہ خانہ ہوتی ہے لہذا ایم اہلیت سکتی ہونے کی مراعات سے بیوی کو محروم کرنے کے حق میں ہرگز نہیں ہیں۔ ہمیں اگر اعتراض ہے تو وہ یہ ہے کہ طاہر صاحب "اہل بیت" سے صرف اور صرف بیوی مراد لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی اہل خانہ کو قبول نہیں کرتے جو کہ ہر خانہ سے غلط ہے۔ خود انہوں نے "اہل بیت" سے شوہر کے اخراج کے باوجود مجبوراً یہ اقرار کیا ہے کہ " (بیوی) شوہر کے ساتھ رہتی ہے جو اس کی زندگی کا محور و مرکز ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ ایسا بھی ممکن ہے کہ "بیت" گھر اور خانگی سرگرمیوں سے بیوی کے خاص تعلق کا محتاج نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر بتا دیجئے "بیت اللہ" کے لئے کون سی خاتون آپ کے خود تراشیدہ معنی کو عملی جامہ پہنائے گی۔ ظاہر ہے کہ گھر تو موجود ہے مگر گھر والی کوئی نہیں۔ اسی طرح اس دنیا میں نہراؤں گھر ایسے بھی ہیں مجو بیویوں کے بغیر دیگر اہل خانہ کی موجودگی میں آباد ہیں۔ اور سینکڑوں گھر ایسے ہیں جو بیویوں کے ہوتے ہوئے بھی برباد و ویران ہیں۔

الامان! اللہ ایسی بیوی کی کو نہ دے! پس آپ ہی کے فزود سے معلوم ہوا کہ بیوی

اگر شوہر کو اپنی زندگی کا محور و مرکز سمجھ کر گھر میں رہے تو افراد اہل بیت میں شمار ہو سکتی ہے نہ کہ اس کا دخول دیگر سارے کنبہ اور گھر کے مکینوں کا اخراج ہوگا۔ پس بیوی "اہلیہ" تو ہو سکتی ہے مگر "اہل بیت" کلی ہرگز نہیں۔ آپ کا مزعومہ مفہوم نہ ہی لغوی لحاظ سے درست ہے اور نہ ہی عملاً کسی معاشرہ میں ایسی مثال مشاہدہ میں آتی ہے۔ محتتم "گھر والی ہونا"، "گھر کی ہونا"، "خاتون خانہ ہونا" "ملکہ خانہ ہونا" سب صحیح ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بیوی گھر کے اندر اور باقی سارے گھر والے گھر سے باہر۔ اللہ تعالیٰ ایسی بیوی کسی دشمن کو بھی نہ دے۔ الامان!

حضرت ابراہیم کی اہل بیت

کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

"قرآن مجید میں جو عربی زبان اور عربی لغت کا سب سے مستند مخزن ہے اہل بیت جہاں کہیں استعمال کیا گیا ہے بیوی کے لئے ہی کیا گیا ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے کہ:-  
**قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ امْرِئٍ**  
**اللّٰهُ رَحِمْتُ اللّٰهُ وَبَرَكَتُهُ**  
**عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ**  
**اِنَّهُ حَبِيْبٌ مَّحِيْبٌ** ۷

۷۱ القفس (سورہ نمبر ۲۸ آیت نمبر ۱۲) میں زوجہ عمران (والدہ موسیٰ) کو اور الاحزاب (سورہ نمبر ۳۳ آیت ۳۳) میں ازواج مطہرات کو "اہل بیت" کہا گیا ہے۔

تفسیر سخانی میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے :-  
وہ بولے کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے۔ اے  
گھروالی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ بے شک  
وہ ستائش کے قابل بڑا بزرگ ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری سیرت کی مشہور کتاب ”رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ“  
(مطبوعہ شیخ غلام علی ۱۹۶۶ء، جلد دوم ص ۱۳۲) میں رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ  
وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْنَا أَهْلُ الْبَيْتِ کا ترجمہ کرتے ہیں :-  
”اے گھروالی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں“  
مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن میں ترجمہ

اس طرح ہے :-

انہوں نے کہا: کیا تو اللہ کے کاموں پر تعجب کرتی ہے؟  
اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تجھ پر ہوں اے اہل خانہ  
ابراہیم! بلاشبہ اسی کی ذات ہے جس کی ستائشیں کی جاتی  
ہیں اور وہی ہے جس کے لئے ہر طرح کی بڑائیاں ہیں۔  
مولانا امین احسن اصلاحی نے تدبر قرآن میں اس طرح  
ترجمہ کیا ہے :-

وہ بولے، کیا خدا کی بات پر تعجب! اللہ کی رحمت اور  
برکتیں نازل ہوں۔ آپ پر اے اہل بیت نبی۔ بے شک  
وہ سزاوار حمد و بزرگ ہے۔

اور ملکیت جعفریہ کے سب سے مستند مترجم فرمان علی صاحب  
بھی اس کا یہی ترجمہ فرماتے ہیں :-

وہ مرستے بولے (ہائیں) تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو  
اے اہل بیت (نبوت) تم پر خدا کی رحمت اور اس کی  
برکتیں نازل ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ قابلِ حمد  
(دشنا) بزرگ ہے۔

غرض اہل بیت کے معنی گھروالی، بیوی اور زوجہ کے ہیں۔ اسی  
اہل بیت کا اختصار اور مخففت اہلیہ ہے جسے اردو میں کثرت سے استعمال  
کیا جاتا ہے۔ باہمی ملاقات کے موقع پر جب پوچھتے ہیں کہ ”بھی آپ  
کے اہل و عیال کیسے ہیں؟“ تو وہاں بھی اہل سے مراد بیوی ہوتی ہے  
اور عیال سے مراد بچے۔

اس تفصیل سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ جس طرح  
اردو میں ”گھروالی“ (جو اہل بیت کا ترجمہ ہے) یا اہلیہ کہنے  
سے سوائے بیوی کے اور کوئی شخص مراد نہیں ہوتا، اسی طرح  
عربی میں بھی (خصوصاً قرآن مجید میں) اہل بیت کہنے سے بیوی  
کے علاوہ دوسرے اشخاص مراد نہیں لئے جاسکتے۔

۱۔ ماں مجازی طور پر اولاد و اقارب یا متبعین کو بھی اگر اہل بیت  
میں شمار کر لیا جائے تو دوسری بات ہے۔ مگر مجاز کو مجاز  
ہی رکھنا چاہیے۔ اسے حقیقت نہیں بنا دینا چاہیے۔  
(ص ۱ تا ص ۱ کتاب مذکورہ)



# اہل بیت حلیل کی تشریح (جواباً)

قرآن اور اہل بیت

طاہر المکی صاحب کا یہ دعویٰ کہ قرآن مجید یا زبان عرب میں متعمل "اہل بیت" سے مراد بیوی ہے۔ محتاج ثبوت ہے۔ ہمیں قرآن شریف میں صرف ایک ہی مقام ایسا ملا ہے جہاں "اہل بیت" استعمال کیا گیا ہے۔ وہ سورہ قصص کی بارہویں آیت ہے۔ جس کے بارے میں حاشیہ آرائی کی گئی ہے۔ اس میں والدہ موسیٰ (زوجہ عمران) کو مراد لیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مقصود اُمّ الموسیٰ ہی ہیں کیونکہ موسیٰ کی ماں ہونے کی حیثیت سے نہ کہ عمران کی زوجہ ہونے کے باعث چنانچہ آیت موصوفہ اس طرح ہے کہ :-

وَحَرَمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَصْحُونَ ﴿۸۱﴾

ترجمہ اشرف علی تھانوی صاحب :- "اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دودھ پلانے والوں کی بندش کر رکھی تھی۔ سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچے کی پرورش کریں اور وہ (دل سے) اس کی خیر خواہی کریں" (سورہ قصص ۸۱)

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہر مکتب فکر کے مترجم قرآن نے اس آیت میں استعمال شدہ "اہل بیت" کا ترجمہ بایں مراد و مفہوم کیا ہے اور کسی ایک نے بھی "بیوی" مطلب نہیں لیا ہے۔

موقع و محل کے مطابق بھی اس جگہ "بیوی" کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا اس کا سیاق و سباق قرآن مجید ہی سے نقل کیا جاتا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے خوف سے ان کی والدہ نے دریا میں بہا دیا۔ اور وہ محل فرعون میں پہنچ گئے تو حضرت آسیہ زین فرعون نے حضرت موسیٰ کو بیٹا بنا لینے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اور ظلم فرعون سے جناب موسیٰ کو بچا لیا۔ اب ان کو دودھ پلانے کی ضرورت تھی موسیٰ نے حکم الہی کی عورت کا دودھ نہ پیا۔ کیونکہ وہ معصوم پیغمبر تھے۔ اب فرعون دبی بی آسیہ کو کسی ایسی اتالیقی دودھ پلانے والی دانی کی ضرورت تھی جس کا دودھ حضرت موسیٰ پی لیں۔ اُدھر اُمّ موسیٰ فراق فرزند سے نڈھال تھیں۔ انہوں نے بیٹی خواہر موسیٰ کو خبر خیریت موسیٰ کے حاصل کرنے کی غرض سے محل میں روانہ کیا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمیشہ نے یہ صورت حال دیکھی کہ جناب موسیٰ کی عورت کے دودھ کو منہ نہیں لگاتے اور محل والے پریشان ہیں تو موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے معالمتِ تقیہ میں ان کو مطلع کیا کہ ایک گھر ایسا ہے جو اس بچے کی خیر خواہی کے ساتھ دیکھ بھال اور پرورش کر سکتا ہے چنانچہ یہ آیت ہمیشہ موسیٰ ہی کا مکالمہ ہے۔ اس وقت نہ ہی موسیٰ کو "بیوی" کی ضرورت تھی اور نہ ہی فرعون یا آسیہ کو کہ انہیں "بیوی" کا پتہ دیا جاتا بلکہ ضرورت ایسے گھرانے کی تھی جس میں موسیٰ کی پرورش ہو سکے۔ اگر معاذ اللہ اس مقام پر مطلوب بیوی فرض کر لیا جائے تو بہت ہی بے ہودہ اور خطرناک مفہوم ظاہر ہو جائے گا۔

افسوس ہے کہ لوگ دشمنی اہل بیت میں بغیر سوچے سمجھے محض حدود و عداوت میں من گھڑت قسم کی تاویلات قرآن کریم کی اپنی آخرت خراب کرتے ہیں۔ ہر کیفیت سورہ قصص کی آیت ۹ سے آیت ۱۳ تک ترجمہ ملاحظہ فرمائیے اور طاہر الملکی صاحب کی چالبازی دیکھئے۔ کہ کس طرح وہ دینی اصطلاحات میں من مانی کاروائیاں کر رہے ہیں۔

”اور فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ) نے (فرعون) سے کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل مت کرو۔ عجب نہیں کہ بڑا سوگرم کو کچھ فائدہ پہنچا دے۔ ہم اس کو اپنا بیٹا ہی بنالیں۔ اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی۔ اور (ادھر یہ قطعہ ہوا کہ) موسیٰ کی والدہ کا دل (خیالات مختلفہ کے بحوم سے) بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال (سب پر) ظاہر کر دیتیں۔ اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے۔ ہم کہ یہ (ہمارے وعدہ پر) یقین رکھتے (بیٹھی) رہیں۔ انہوں نے موسیٰ کی بہن (یعنی اپنی بیٹی) سے کہا کہ ذرا موسیٰ کا سراغ تو لگا۔ سو انہوں نے موسیٰ کو دور سے دیکھا اور ان لوگوں کو (یہ) خبر نہ تھی (کہ یہ ان کی بہن ہیں اور اسی فکر میں آئی ہیں) اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دودھ پلائی کی بندش کر رکھی تھی۔ سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ (دل سے) اس کی خیر خواہی کریں۔ غرض ہم نے موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس (اپنے وعدہ کے موافق) واپس پہنچا دیا۔ تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ (فراق کے) غم میں نہ رہیں۔ اور

تاکہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا (موتا) ہے۔ لیکن (افسوس کی بات ہے کہ) اکثر لوگ (اس کا) یقین نہیں رکھتے۔

{مترجم قرآن مولوی اشرف علی تھانوی ص ۶۱۵ اور طہ} {مطبوعہ ملک دین محمد انسٹیشنرز لاہور (احسان شریفی)}

پس معلوم ہوا کہ قرآن مجید جو عربی زبان اور عربی لغت کا سب سے مستند مخزن ہے اس میں ”اہل بیت“ ایک ہی جگہ استعمال ہوا ہے اور اس مقام پر مطلب ”بیوی“ نہیں بلکہ گھر و گھرانہ ہے۔ طاہر صاحب نے حاشیہ میں جو سورہ احزاب کا حوالہ دے کر تحریر فرمایا ہے اس میں ”اہل بیت“ کہا گیا ہے۔ حقیقت کے برعکس ہے۔ حوالہ آیت میں ”اہل بیت“ نہیں بلکہ ”اہل البیت“ ہے۔

”اہل البیت“ اور قرآن جس طرح قرآن میں مستعمل ”اہل بیت“ کے معنی بیوی ثابت نہیں ہوئے۔

اسی طرح ”اہل البیت“ سے قرآنی مراد بیوی نہیں ہے۔ یہ مرکب ہمارے قرآن میں صرف دو جگہوں پر آیا ہے۔ ایک سورہ احزاب میں اور دوسرے سورہ ہود میں۔ سورہ ہود کی آیت ۷۳ فاضل طاہر الملکی نے بطور شہادت تحریر کی ہے۔ طاہر صاحب نے اس کا جواز و ترجمہ کیا ہے وہ تفسیر بالرأے کا مظہر ہے۔ ورنہ قرآنی آیت میں ”اے گھروالی! کی عربی عبارت قطعی طور پر موجود نہیں ہے۔ اور عربی میں صیغہ جمع مذکر استعمال ہوئے جن کا اردو ترجمہ صیغہ واحد مؤنث میں کیا گیا ہے۔ لہذا ہم ایسے اختراعی و مزعومہ تراجم پر بحث کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ لغوی اعتبار ہی سے یہ لغو قرار



پا جاتے ہیں۔

جیسا کہ ہم گذشتہ بیان میں وضاحت کر چکے ہیں کہ بیوی کے اہل بیت سکنی ہونے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسی طرح سورہ ہود کی محمولہ آیت میں زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی سارہ کے خلیل خدا کی اہلیہ ہوتے ہوئے ان کے اہل بیت میں داخل ہونے پر بھی ہمیں کوئی عذر نہیں ہے کیونکہ نبی صاحبہ نہ صرف ہم نسب خلیل تھیں بلکہ معصوم امتیاد کا سلسلہ ان کے لہجے سے جاری ہوا۔ بحث و نزاع یہ ہے کہ اس آیت میں استعمال شدہ لفظ "اہل البیت" سے صرف "زوجہ ابراہیم" مراد لینا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔ چنانچہ آئیے ہم اس نزاع کو کتاب خداوندی کے جانب لوٹاتے ہیں اور اسی سے پوچھتے ہیں کہ "اہل البیت" سے مراد کیا ہے۔ لہذا اس آیت کے سیاق و سباق پر غور فرمائیں۔ سورہ ہود کی آیت نمبر ۶۹ سے ۷۳ تک کا رکووع نقل کیا جاتا ہے :-

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيدٍ ۝ اور انہوں نے (ابراہیم کو) سلام کہا۔ (اور ابراہیم نے) جواب سلام دیا۔ پھر (ابراہیم) جلدی سے ایک کچھڑے کا بھٹا ہوا گوشت لے آئے۔

فَلَمَّا رَأَوْا أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكَّرَهُمْ وَآوَجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۝ (اور ساتھ کھانے بیٹھے) کہ دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کی طرف نہیں

بڑھتے تو ان کی طرف سے متجسس ہوئے جی میں خوف لگا۔

قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمِ لُوطٍ ۝ (فرشتوں نے) کہا ڈرے نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

وَأَمَّا أَنْتَ يَا إِبْرَاهِيمُ كَيْفَ فَضَحَكْتَ فَلَيْسَ لَهَا بِاسْحَقَ ۝ اور (ابراہیم کی) بیوی (سارہ) کھڑی ہوئی تھیں کہ حالانکہ ہوں گی۔ ان کو

وَمِنْ وَرَاءِ اسْحَقَ يَعْقُوبُ ۝ بشارت ہوئی اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔

قَالَتْ يَوِیْلَتِي أَيْدِي وَآلٍ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي ۝ وہ کہنے لگیں اے ہے کیا اب میں بڑھاپے میں بچہ جنوں کی جبکہ میرے

شَيْخًا ۝ إِنَّ هَذَا الشَّيْءُ عَجِيبٌ ۝ شیخا ۝ ان ہذا الشیء عجیب ۝ شوہر ضعیف ہیں یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔

قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمْتُ لُوطَ وَبَرَكَتُهُ ۝ فرشتے بولے تعجب کرتے ہو اللہ کے امر سے اللہ کی رحمت ہو اور برکت ہو تم

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۝ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ پر گھر والو بے شک وہ (اللہ) حمید و مجید ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ ۝ پھر جب ابراہیم کا خوف جاتا رہا اور ان کے پاس بشارت (اولاد)

الْبُشْرَى بَجَاءَ دَلْنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ۝ بھی آچکی تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں سفارش کرتے گئے۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَلِيمٌ ۝ آوَاهُ مِنْ يَدٍ ۝ بے شک ابراہیم بڑے حلیم الطبع اور رقیب القلب تھے۔

ان عام ترجمہ منسٹری کیا گیا ہے۔



وَأَنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَزِدُ ۝  
ہیں ہے۔ اور جو بات ہم چاہتے ہیں وہ تم خوب جانتے ہو۔

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ أَوْ أَوْىٌّ رَّكُنٌ  
لوٹنے کہا کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط

شَدِيدٌ ۝

تلقہ میں پناہ لے سکتا!

قَالُوا يَلُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصْلُوا إِلَيْكَ  
(فرشتے بولے) اے لوط! ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔

فَأَسِرْ بِاهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ  
(فکرت کرو) یہ لوگ تمہارے قریب نہیں آسکتے۔ تم گھجرات رہے  
اپنے گھر والوں سمیت نکل جاؤ۔ اور تم میں سے کوئی ادھر مڑ کر بھی نہ

مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرًا تَكُنْ إِنَّهُ مُصِيبُهُمَا مَا أَصَابَهُمْ  
دیکھو ماسوا تمہاری بیوی کے کہ اس پر یقیناً عذاب نازل ہونے والا  
ہے وہی جو ان لوگوں پر نازل ہونے والا ہے اور ان (کے عذاب)

إِنْ مَّوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝  
کا وعدہ کس صبح ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے۔

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا  
پھر جب ہمارا (عذاب کا) حکم آن پہنچا تو ہم نے (بستی کی زمین  
کے طبقے) اُلٹ کر اس کے اوپر کے حصے کو نیچے کا بنا دیا اور اس پر

عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ مَّنصُودَةٍ ۝  
ہم نے کھرنے دار سخت تار ٹوڑ برساتے۔

يَا بَرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ  
(دہم نے کہا) اے ابراہیم! اس بات پر بہت نہ کر کیونکہ اس بارے میں  
رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝  
تیرے رب کا امر آچکا ہے۔ بے شک ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو گھس  
طرح بھی نہیں ٹل سکتا ہے۔

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سَيِّئًا بِهِمْ وَضَاقَ  
جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے پاس (لوگوں کی صورت میں) آئے

بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ۝  
ان کے خیال سے رنجیدہ ہوئے اور ان کی آمد پر تنگدل ہوئے اور کہا یہ  
سخت مصیبت کا دن ہے۔

وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا  
اور ان کی قوم (فرشتوں کے لڑکے سمجھ کر بدآراء دہ سے) دوڑتی ہوئی آتی اور وہ

يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۖ قَالَ يَقَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي  
لوگ اس سے پہلے بھی یہ کام کرتے تھے لوٹنے (ان کو دیکھ کر) کہا اے قوم!

هَؤُلَاءِ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْزَوْا فِي  
یہ میری بیٹیاں (بناتِ قوم) ہیں۔ ان سے بیاہ کر دو کہ یہ تمہارے واسطے صاف

صَافِيَّاتٌ هُنَّ أَمْوَالُ اللَّهِ حَلَالٌ حَرَامٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ  
سختی ہیں (جائز و حلال ہیں) خدا کا خوف کرو اور مجھ میرے ہممانوں کے  
بارے میں رُسو اد کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی مجھدار آدمی نہیں ہے۔

قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ  
ان (بد بختوں نے) جواب دیا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہمیں بیٹیوں کی حاجت

مُسَوِّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۚ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ  
جن پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نشان بنائے ہوئے تھے

بَبَعِيدٍ ۝

اور وہ بستی (ان ظالموں) (کفار مکہ) سے کچھ دور نہیں۔

قَابِلِ تَوْجِبَةٍ وَغُورٍ

آیت ۶۹ سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ فرشتے "بشارت" حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس لائے۔ آپ نے خاطر و مدارات اور مہمان نوازی کے تحت تمام طعام فرمایا۔ لیکن جب مہمان فرشتوں نے کھانے کی جانب ہاتھ نہ بڑھائے تو حضرت ابراہیم کو تعجب ہوا۔ حضرت بی بی سارہ زنان خانہ میں کھڑی ہیں اور انہوں نے مہمانوں کی گفتگو سماعت فرمائی کہ وہ اُن کے شوہر کو بتا رہے ہیں کہ ہمیں اللہ نے بھیجا ہے قوم لوط کی طرف بی بی صاحبہ کو حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کی ولادت کی خوشخبری ملی تو آپ کو تعجب ہوا۔ یعنی میاں و بیوی دونوں حیران ہوئے تو فرشتوں نے کہا۔ تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتے ہو۔ اے گھر والو۔ اللہ کی رحمت و برکت تمہارے گھر پر جاری رہے۔

غور کیجئے جہاں صرف بی بی سارہ مراد ہیں وہاں ہر جگہ مینوہ واحد مونث ہی استعمال ہوا ہے۔ لیکن آیت ۷۳ میں جمع مذکر حاضر استعمال کر کے اہل و عیال ابراہیم مراد لی گئی ہے جس میں خود جناب خلیلؑ، بی بی سارہ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ (جن کی بشارت ہوئی ولادت ابھی نہیں) کو داخل کیا گیا ہے۔ کیونکہ برکت نسل کی بشارت ہے۔

خطاب حضرت ابراہیم ہی سے ہے۔ چنانچہ آیت ۷۷ میں ہے کہ ابراہیم کا خوف زائل ہوا۔ ان کو بشارت (اولاد) مل گئی۔

واضح ہو کہ زوجہ ابراہیم کو آیت ۷۷ میں جہاں اہل میں داخل شامل کیا ہے۔ وہاں آیت ۷۸ میں زوجہ لوط کو خارج بھی کیا ہے۔

پس آیت میں "اہل البیت" سے مراد صرف زوجہ ابراہیم لینا درست نہیں ہے۔ بلکہ وہاں اولاد ابراہیم شامل ہوگی جو باعث تعجب ہوئے۔ اسی طرح طاہر صاحب کا یہ لکھنا کہ "اہلیۃ" "اہل بیت" کا مخفف ہے کسی لغت سے ثابت نہیں ہے۔ نیز جب ہم اہل و عیال کی خیریت دریافت کرتے ہیں اس سے مراد تمام گھر والے ہوتے ہیں نہ کہ صرف بیوی۔ ورنہ غیر شادی شدہ یا رنڈ وے آدمی سے کیا پوچھا جائے گا؟ خبردار! کسی سے صرف بیوی کا حال پوچھنا عموماً معیوب اور اکثر خطرناک ہوتا ہے اور رواج کے مطابق "بال بچوں" کی خیریت کا دریافت کر لینا بیوی و بچوں کے لئے محیط ہو جاتا ہے۔ کسی سے خصوصاً اس کی بیوی کے احوال پوچھنا جبکہ کوئی رشتہ داری یا قرابت نہ ہو، موجب عتاب ہو سکتا ہے۔ لیکن بچوں کی خیریت دریافت کرنا ایسے خدشہ و خطرہ سے مبرا ہوگا۔

عیال بھی عربی زبان کا لفظ ہے۔ چنانچہ اس سے مراد زن و فرزند، کنیہ، رشتہ دار اور وہ سب افراد ہوتے ہیں جن کا نان و نفقہ اپنے ذمہ لیا ہو۔

المختصر اردو زبان میں "اہل بیت" کا ترجمہ "گھر والی" کر کے دراصل گھر کے دیگر افراد کو بے گھر بنا دینے کے مترادف ہے۔ بیوی کے لئے "اہلیۃ" کا لفظ ہی موزوں ہوگا۔ چنانچہ عربی زبان میں کسی



بھی مقام پر اہل بیت سے مراد صرف بیوی نہیں ہوتی ہے تاہم کذب صرف مشہور و بیوی دونوں پر مشتمل ہو۔ خصوصاً قرآن مجید میں کسی بھی مقام پر اہل بیت سے مراد صرف بیوی نہیں کی گئی ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ قرآن میں لفظ اہل بیت صرف ایک مرتبہ وارد ہوا ہے۔ اور یہ تذکرہ گذشتہ صفحات میں دیدار میں کر دیا ہے البتہ اہل البیت کا استعمال دو مرتبہ ہوا ہے۔ ایک تو سورہ ہود میں جس میں حضرت سارہ کو داخل کیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسی سورہ و رکوع میں حضرت لوط کی زوجہ کا اخراج کیا گیا ہے۔

پس اہل بیت سے مراد گھر والے ہوتے گھر والی نہیں۔ عموماً گھر والی بھی اس کے ساتھ ہیں تو گھر اور گھر والی کا تعلق اتنا کمزور ہے کہ صرف تین لمحوں کا بھی اعتبار نہیں قائم رہے یا نہ رہے۔ صاحب زبان چلاؤ "طلاق طلاق طلاق" گھر والی گھر سے باہر نہ کوئی تعلق نہ ہی واسطہ۔ (مگر شیعوں میں ایسا نہیں ہے)۔

لیکن اقرباً اور خویش گھر والوں کو گھر سے محفوظ و البتہ حاصل ہوتی ہے۔ کہ ان کا رشتہ گھر سے باہر ہونے کے باوجود بھی قائم رہتا ہے۔ مثلاً بھائی اگر گھر چھوڑ بھی جائے تو رشتہ قائم رہے گا۔ بھائی گھر سے بھاگ بھی جائے تو بھی فہرست افراد خانہ میں داخل رہے گا۔ لیکن بیوی گھر والی ہونے کے باوجود کسی بھی وقت گھر سے بیگانی ہو سکے گی۔ پس جس طرح بیوی کا رشتہ مجازی ہوتا ہے اور حقیقی نہیں۔

اسی طرح اس کا تعلق گھر کے ساتھ مجازی و نسبتی ہو گا نہ کہ حقیقی۔ سچائی کہ اگر خوئی رشتہ دار عورت بھی اس رشتہ میں منسلک ہو جائے تو اس کی خوئی رشتہ دارانہ مراعات پر مجازی مراعات غالب آجائیں

## قرآن کا ناطق فیصلہ

۵۱ قرآن مجید نے اس معاملہ کا براہِ اختصار حل پیش کیا ہے۔ اسلامی فلسفہ میں رشتہ داری معیارِ فضیلت نہیں ہے بلکہ نیک اعمالی کو کوٹنی بنایا گیا، اس اصول کے عین مطابق اللہ نے "بیوی" کو اہل بیت سے خارج کر کے ظاہر الملکی اور ان کے بھی خواہوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے چنانچہ منقولہ بالا سورہ ہود کی آیت ۸۱ جو اس طرح ہے کہ :-

قَالُوا يَلُوطُ إِنَّا رُسلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسِرْ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرَاتُكَ إِنَّهُ مُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصَّبَاحُ ۚ أَلَيْسَ الصَّبَاحُ بَقَرِيبٍ ۝ ٣٦

(فرشتے بولے) اے لوط! ہم تمہارے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ تم تک دسترس نہیں پاسکتے تم کچھ رات باقی رہے اپنے اہل بیت) سمیت نکل بھاگو اور تم میں سے کوئی پیچھے نہ مڑ کر نہ دیکھے مگر تمہاری بیوی نہیں کہ اس پر بھی وہی عذاب یقیناً نازل ہو گا جو ان لوگوں پر ہونے والا ہے۔ بے شک وعدہ صبح کا ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے؟

اب ظاہر الملکی صاحب کا اگر قرآن حکیم پر ایمان ہے تو انصاف سے بتائیں کیا لوط کو بیویوں سمیت رات رہے نکل جانے کا حکم ہوا؟ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہوئے وہ سب معاذ اللہ ان کی ازواج تھے۔ کوئی بھی صاحب عقل اس بات کو تسلیم نہ کرے گا۔ بلکہ تمام مکاتب فکر کے اسلامی علماء نے یہاں اہل سے مراد "گھر والے" ہی ہے اور متبعین اگر یہ لفظ بیوی کے علاوہ کسی دوسرے پر نہیں بولا جاتا تو پھر خدا نے



قرآن میں بے محل کیوں استعمال کیا ہے؟ اب چونکہ عام طور پر گھر والوں میں گھر والی بھی فرد شمار ہوتی ہے لہذا تخصیص کے ساتھ حضرت لوط کی بیوی کو اہل بیت سے مجھ کر دیا گیا۔

واضح ہو کہ حضرت لوط کی بیٹیوں کو ان کے اہل میں داخل کیا گیا ہے اور بیوی کو خارج۔ پس بیٹی کا اہل میں داخل ہونا قرآنی دستور ہے لہذا اولاد و اقارب یا متبعین مجازاً شمار نہ ہوں گے۔

## ازواج رسولؐ کی تمام خواتین پر فضیلت ص ۹

اس بغلی عنوان کے تحت قاضی مصنف تحریر کرتے ہیں کہ:۔  
”اہل بیت“ کے معنی سمجھ لینے کے بعد اب دیکھئے قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ، ازواج مطہرات یعنی اہل بیت رسولؐ (رسول اللہ کی گھر والیوں) کی عظمت و رفعت کا کس صراحت و وضاحت سے اظہار فرماتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

يُنْسَاءُ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (۳۳)  
اے نبیؐ کی بیویو! (تم حرم محترم نبوی ہو، تمہارے گھر مہبط وحی ہیں، تمہارے ہی گھروں میں قرآن و حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے اس لئے تمہارے یمن و سعادت کا کیا کہنا) تمام دنیا کی عورتوں میں کوئی عورت تمہارے ہمسر نہیں (بلکہ تمہارا درجہ اور مرتبہ سب سے بلند اور سب سے عظیم ہے)

اس آیت کی تفسیر میں قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ:۔  
النِّسَاءُ میں جنس انوثیت کا ہر ایک فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ پھر لفظ أَحَد بھی موجود ہے۔ اور جب نفی کے لئے لفظ أَحَد

کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس وقت نفی بدرجہ اتم ہوتی ہے غور کرو وَلَاحِدٌ يَّكُنْ لَّكَ كَفْوًا أَحَدًا (کوئی بھی خدا کا ہمسر نہیں) میں بھی ہی أَحَد ہے۔

عرض نفی میں أَحَد کا استعمال کسی استثنا کا موقع نہیں رہنے دیتا۔ اس لئے ثابت ہو گیا کہ ازواج النبیؐ کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر، متمیز اور شان خاص کا ہے۔ (رحمۃ للعالمین جلد دوم ص ۱۳)

ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے حاشیہ پر صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:۔

یعنی تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر، جہاں کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔ (ترجمہ اعلیٰ حضرت مطبوعہ تاج کپنی)

اور مفتی احمد یار خاں بدایونی تفسیر نور العرفان (مطبوعہ ادارۃ کتب اسلامیہ گجرات) کے ص ۶۷ پر لکھتے ہیں:۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرمؐ کی بیویاں تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور جزا و سزا کا ڈوگنا ہونا ان کے لئے ہے کہ ان پر اللہ کی نعمتیں سب سے زیادہ ہیں۔۔۔۔

اور فرمایا میں تم کا کبریا یعنی جنت میں اس ڈوگنے اجر کے سوا خاص روزی تمہارے لئے مخصوص ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اولاد پاک سے ازواج

مطہرات افضل ہیں۔ کیونکہ یہ حضرات جنت میں حضور کے ساتھ ہوں گی۔ اور خاصی روزی کی حقدار۔۔۔۔۔ اور فرمایا اَسْتَنْ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو) بلکہ تم تمام جہان کی اولین و آخرین عورتوں سے افضل ہو۔ از حضرت آدمؑ تا روز قیامت کوئی کبی نہ تمہاری ہمسر نہ ہوگی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ازواج مطہراتؑ اولادِ طیبہ و طاہرہ سے افضل ہیں، کیونکہ نساء سب کو شامل ہے۔ ملتِ جعفریہ کے امام التفسیر جناب طبرسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

يُنِسَاءَ النَّبِيِّ اَسْتَنْ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (اے نبی کی بیویو! دنیا کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں) فرما کر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام خواتین پر ازواج مطہراتؑ کی فضیلت کا قطعی اظہار فرمادیا۔ (مجمع البیان مطبوعہ تہران ج ۸ ص ۳۵۵)

اور شیخ الطائفة (بارہ امامی فرقے کے پیشوا) جناب طوسی فرماتے ہیں:-

لَا شَمَا ظَهَرَ سُبْحَانَهُ فَفِيْلَتُهُنَّ عَلَى سَائِرِ النِّسْوَانِ بِقَوْلِهِ لِنِسَاءِ النَّبِيِّ لَسْتَن كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ -

اللہ تعالیٰ نے اس آیت اَسْتَنْ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ میں اَحَد کا لفظ فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے ہر ہر فرد شامل ہو جاتا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے نبیؐ کی بیویو! انہیں رسول اللہؐ سے جو تعلق ہے اس کی بنا پر دنیا کی کوئی خاتون عیالاتِ قدر اور منزلت کی بلند میں نہ تمہارے مشابہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔ (تفسیر البیان مطبوعہ نجف ۱۹۴۲ء ج ۸ ص ۳۳۸)

ازواج مطہراتؑ کی اس فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ حسی طرح کائنات میں کوئی بشری آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نہیں اسی طرح کائنات کی کوئی عورت اہل بیت رسولؑ (رسول اللہؐ کی گھریلو) کی طرح نہیں۔ تفسیر البحر المحیط میں ہے:-

فَلَمَّا أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ كَاَحَدٍ مِّنَ الرِّجَالِ كَذَلِكَ نَرْوَاهُ لِلنَّبِيِّ لَسْتَن كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ كَمَا فِي مَثَلِ تَشْتَرِيْنَ بَقَرِيَّةً - دُنْيَا فِي كَوْنِ عَوْرَتٍ نَهْنِي - (تفسیر البحر المحیط ج ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ)

لَا نَمَا قَال كَاَحَدٍ، وَلَمْ يَقُل كَوَاَحِدَةٍ لِأَنَّ أَحَدًا نَفِي عَامِدٍ لِلْمَذْكُورِ وَالْمَوْثِقِ وَالْوَاَحِدِ وَالْجَمَاعَةِ أَيْ لَا يَشْهَكُن أَحَدٌ مِنَ النِّسَاءِ فِي جَلَالَةِ الْقَدْرِ وَعَظَمِ الْمَنْزِلَةِ لِمَا كُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ -



اور احکام القرآن میں ہے :-

اے رسولؐ کی اہل بیت اگرچہ تم بھی اوروں کی طرح انسان ہو مگر فضل و شرف میں دنیا کی کوئی عورت تمہاری ہمہری نہیں کر سکتی جس طرح پیدائش کے اعتبار سے اگرچہ آنحضرتؐ بھی بشر ہیں مگر فضیلت و منزلت میں کوئی شخص بھی ان جیسا نہیں ہے۔

(احکام القرآن، قاضی ابن العربی مطبوعہ مصر ۱۹۵۸ء ج ۳ ص ۱۵۲۳)

جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت دوسرے آدمیوں کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسے غلاموں کے مقابلہ میں آقا اور مالک کی، اسی طرح آپؐ کی ازواج مطہراتؓ کی حیثیت باقی تمام خواتین کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسی کنیزوں کے مقابلہ میں خود مختار خاتون اور مالک کی۔

(تفسیر خازن و تفسیر کبیر امام رازی ص ۱۳)

سبب

لست من احد من النساء فی الفضل والشرف، فانهن وان كن من الادمیات فلیس كاحدھن، كما ان لمبی صلی اللہ علیہ وسلم وان كان من البشر جبلة، فلیس منھم فضیلة ومنزلة۔

## بحث فضیلت در جواب

بلاشبہ حقیقت اپنی جگہ پر اٹل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بابرکات کی یہ قدرتی فضیلت ہے کہ ان کو غایت کائنات، افضل المخلوقات کی رفاقت اور چادر رحمت اللعالمین کا سایہ نصیب ہوا۔ رسولؐ کون و مکان کے ساتھ رشتہ ازدواج کا شرف حاصل ہوا۔ اپنی اس خوش بختی پر وہ محذرات جتنا بھی ناز کریں کم ہے ہمیں اتہات المؤمنین کے مراتب و درجات سے نہ ہی کوئی انحراف ہے اور نہ اختلاف، مقصد بحث محض اس غلط فہمی کو دور کرنا ہے کہ ”اہل بیت“ سے مراد صرف ”رسول اللہؐ کی کھروالیاں“ ہیں۔ چنانچہ ہم نے از روئے قرآن مجید اور لغت زبان عرب سے ”اہل بیت“ کے حقیقی معنی بیان کئے اور طاہر الملکی صاحب کی غیر مدلل بحث کا مسکت جواب دیا اور ثابت کیا کہ ”اہل بیت“ کے معنی محض ازواج لینا پر گزرتے نہیں۔ اگر ایسا صحیح ہوتا تو حضرت نوح علیہ السلام کی زوجہ زمرہ اہل سے جدا نہ کیا جاتا۔

### مذموم اندازی

طاہر صاحب نے ایک اور گمراہ کن شوشہ چھوڑا ہے۔ بلکہ میری نظر میں قرآن مجید جیسی مقدس کتاب پر دست اندازی کرنے کی مذموم جرات کی ہے۔ کہ کلام اللہ کی عبارت آیت کا خود ساختہ ترجمہ کر کے عوام الناس کو بھٹکانے کی کوشش کی ہے۔ سورہ احزاب کی تیسویں آیت کے اس فقرے کو اپنا مطلب نکالنے کی ناکام واردات کی ہے۔ پوری آیت

یوں ہے۔  
 نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنَّ الْأَقْبَنِينَ  
 فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ  
 مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا

ترجمہ: "اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں  
 ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم (ناحرم مرد سے) بولنے میں (جسکے  
 بوقت ضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس سے) ایسے شخص  
 کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی  
 ہے اور قاعدہ (حقیقت) کے موافق بات کہو"

(مترجم قرآن مجید مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)  
 لفظی رد و بدل کے ساتھ دیگر تمام مشہور و معتبر مترجمین  
 اور مفسرین نے اسی مطلب کو بیان کیا ہے۔ بے شک مخاطب ازواج رسول  
 ہیں لیکن اس آیت میں کسی طرح بھی کوئی مجوز ایسا نہیں لکھتا ہے جس  
 سے ازواج کا تمام عورتوں سے من کل الوجوہ افضل ہونا ثابت  
 سکے۔ البتہ اس سے ماخوذ ہوتا ہے کہ عام عورتوں اور ازواج پیغمبر  
 میں امتیاز پایا جاتا ہے۔ ویسا فرق جو ایک غلام یا کنیز کے لئے اُس کے  
 آقا کی زوجہ کا ہوتا ہے۔ کسی نبی کا حرم رسول مقبول میں داخل ہونا  
 یقیناً بہت ہی بڑا اعزاز ہے۔ چنانچہ یہی بات اللہ نے ازواج رسول  
 پر واضح فرمائی ہے کہ عام عورتوں اور ازواج النبی میں فرق ہے۔  
 انداز بیان سمجھ اس طرح ہے کہ ازواج کو ان کے مقام کی پہچان کروانے  
 ہوئے نصیحت کی جارہی ہے۔ مثلاً یہ ہے کہ۔

کسی معزز و شریف گھرانے کے لڑکے کے بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو  
 اس کو سیدھی راہ پر لانے کے لئے اس طرح نصیحت کی جاتی ہے کہ۔  
 "برخوردار تم اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ ہو۔ معمولی آدمی نہیں ہو۔ لہذا  
 غیر شریفانہ حرکات تمہارے خاندانی وقار کے خلاف ہیں۔ تم نیک ماں  
 باپ کی اولاد ہو۔ شریف خون ہو۔ کم سے کم اپنے بزرگوں کی شرافت و  
 توقیر کو مد نظر رکھو۔ ان کی نیک نامی کو بڑھ نہ لگاؤ"

چنانچہ اسی اسلوب سے پروردگار عالم نے اہبات المسلمین کو  
 خطاب کر کے آگاہ کیا ہے کہ اے نبی بیو! تم شاہ لولاک کی بیویاں ہو۔  
 لہذا اپنی شان ارفع کو پہچانو کہ تم معمولی عورتیں نہیں ہو۔ لہذا تقویٰ  
 کی جانب مائل ہو۔ ناحرموں کے ساتھ عام عورتوں کی طرح نزاکت و  
 اداسے گفتگو مت کرو۔

اب جبکہ آیت میں فضائل کا ذکر ہی نہیں ہے تو پھر کیسے ثابت ہو گیا  
 کہ ازواج النبی کا درجہ (ماسوا و زوجہ رسول) ہونے کی تخصیص کے ہر ایک  
 عورت سے بالاتر، متمیز اور شان خاص کا ہے۔ ہمارے نزدیک سید  
 کائنات کے جلال عقد میں آجانا کسی نبی کے لئے باعث افتخار و برتری و  
 امتیازی شان تو ضرور ہے مگر افضلیت جامع و کلی اور چیز ہے۔

**لفظ اَحَد کا استعمال**  
 لفظ اَحَد کے استعمال سے جو فائدہ  
 ظاہر الملکی صاحب یا تافہی منصور پوری  
 صاحب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ آیت میں دستیاب نہیں ہے۔ اولاً  
 تویہ آیت زمرہ فضائل میں نہیں آسکتی ہے کیونکہ بیان توصیفی نہیں  
 بلکہ تنبیہی ہے۔ دوم یہ کہ اَحَد کے لفظ سے فاضل مکی نے جو



دلیل بنائی ہے وہ درست نہیں کیونکہ آیت کے الفاظ ادھور سے لئے گئے ہیں۔ اور بقیہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے جبکہ آیت میں کسی جگہ وقف نہیں ہے۔ بات کاٹ کر مطلب براری کے لئے من پسند ٹکڑا لے لیا گیا ہے اور باقی جملے کے حصہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی کہہ دے کہ "نماز کے قریب مت جاؤ" لیکن اگلی بات نہ کہے۔

اگر طاہر الملکی صاحب، قاضی سلیمان منصور پوری صاحب، مفتی احمد خان صاحب یا دیگر صاحبان نظریہ "احد" ہی سے نفی بدرجہ اتم پیدا کرتے ہیں اور استثناء کا موقع نہیں رہتے دیتے ہیں تو پھر ہم ایک فرضی (غلط) دعویٰ بلند کرتے ہیں کہ۔

**جہنم میں کوئی نہیں جائے گا** خداوند تعالیٰ فرماتا ہے

الْعَلَمِينَ "تمام جہانوں میں سے کسی ایک کو بھی عذاب نہ دوں گا" (المائدہ ۱۱۵ پ)

محولہ بالا منقولہ ٹکڑا سورہ مائدہ کی ۱۱۵ ویں آیت کا آخری حصہ ہے۔

اس عبارت میں بھی "احد" کا لفظ مستعمل ہے۔ لہذا طاہر صاحب اور ان کے ہم مشربوں کی نقل میں (نقل کفر کفر نباشد) ہم کہتے ہیں کہ کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ کیا ایک بھی صحیح الدماغ مسلمان ہمارے اس استدلال کو درست مان لے گا؟ اگر مانے گا تو جہنمی جسے دوزخ سے چمکا ر املنے کی جھوٹی آس مل جائے گی یا پھر یا گل۔

پس اگر اس مقام پر "احد" کا استعمال کسی کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رہنے کی دلیل نہیں ہے حالانکہ یہ کلام دعید یہ ہے اور لفظی اعتبار سے اعلان عام معلوم ہوتا ہے تو پھر "احد" سے طاہر صاحب کی خیالی دیگ کیسے یکا سکتی ہے۔

لہذا مشتاق عرض کرتا ہے کہ جس طرح کوئی معذب لفظ "احد" کی آڑ لے کر عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح لفظ "احد" سے ازواج النبیؐ کو دیسی فضیلت حاصل نہیں ہے جس کا پرچار طاہر صاحب کر رہے ہیں۔ سورہ احزاب کی اس آیت پر بقیہ گفتگو ہم آئندہ کریں گے یہاں سورہ مائدہ کی آیت ۱۱۵ پوری نقل کر کے آگے بڑھتے ہیں۔

قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدَ مِّنْكُمْ فَأَنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شتائی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا دینا جہاں والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا۔

علیٰ الحدیث القیاس جب "احد" ہی سے بات نہ بنی تو "النساء" سے امید کیسے برآ سکتی ہے۔ قاضی سلیمان صاحب کی محض عقیدت مندی ہے کہ وہ "النساء" میں جس انسویت کا ہر فرد شامل کر رہے ہیں۔ اگر ایسے ہی استدلال پر کام چلے تو پھر بتائیے

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِۦ لَكَفٍ خُسْرٍ ۝

سے نوح انانی (بشمول مرد و عورت) خسارے میں ہے۔  
 یا یوں کہوں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ کسی فاسق و فاجر  
 کا فرد شرک زمین کی قید نہیں۔ اب اگر کوئی ناہنجار، بدکردار شخص انسان  
 ہونے کے ناطے سے اس مقولہ کے بل بوتے پر دعویٰ کرتا رہے کہ میں  
 اشرف المخلوقات ہوں تو کیا اسے تسلیم کر لیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

شیدہ الکابریں مثلاً علامہ طبرسیؒ اور شیخ طوسیؒ وغیرہ کی منقولہ  
 عبارات اس بات کے شواہد ہیں کہ ہم ازواج النبی کے مراتب و درجہ  
 کے ہرگز منکر نہیں ہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کی تمام ازواج حسب مراتب جلال و قدر اور منزلت بلند پر  
 فائز ہیں۔ کوئی دوسری عورت ان کی اس فضیلت میں شریک نہیں ہے۔

لیکن ملحوظ خاطر رہے کہ یہ فضیلت خاص رشتہ رسولؐ سے  
 نسبت رکھتی ہے۔ اور اس کا استحکام تقویٰ پر ہے۔ کیونکہ دین اسلام  
 نے محض رشتہ داری پر بغیر کوئی معیار فضیلت تسلیم نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج سے جہاں دوسرے اجر کا وعدہ فرمایا  
 ہے وہاں دوسرے عذاب سے بھی ڈرایا ہے۔ بہر حال اُن معظمت  
 کے مرتبے ہم جیسے گنہگار کیا بیان کر سکتے ہیں۔ ہماری آجہات کے لئے  
 صرف یہی ایک فضیلت اُن کو دیگر عام عورتوں سے ممتاز کر دیتی ہے  
 کہ بعد از وفات رسولؐ کوئی بھی شخص اُن سے نکاح نہیں کر سکتا۔  
 وہ بہر حال میں رسولؐ کی ازواج ہی ہیں۔ وہ تاجدارِ نبوتؐ کی ہمار لیا  
 اور ہم ان کے نوکر و غلام ہیں۔

طاہر المکی صاحب نے علامہ قاضی ابن العربی کی احکام القرآن  
 سے جو عربی عبارت نقل کی ہے، اس کا ترجمہ خود راسخ ہے۔ اصل

عبارت میں اہل بیت کے لفظ نہیں ہیں۔ نہ ہی اس کے ہم معنی کوئی  
 لفظ موجود ہے۔ علمی خیالات ہے کہ لسانہ کی بجائے اہل بیت لکھ دیا  
 جائے۔ اسی کو تحریف کہا جاتا ہے۔

اس لغوی عنوان کے تحت  
 ازواج مطہرات تمام خواتین  
 کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں

دنیا کے مردوں کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسوۂ  
 حسنہ ہے اسی طرح تمام دنیا کی خواتین کے لئے اہل بیت رسولؐ  
 (ازواج مطہرات) کی حیات مشعل راہ اور نمونہ ہے۔

تفسیر مواہب الرحمن - تفسیر المرائی مصری - تفسیر القبر ان  
 مولانا مودودی اور مشہور شیعہ تفسیر القیام (مطبوعہ مکتب)  
 کتابتیں تبصرہ ص ۱۱۱

## خواتین کے لئے اسوۂ حسنہ

بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ تمام  
 مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اور حضورؐ کی اطاعت و رفاقت  
 میں بسر کی گئی ازواج کی پاکیزہ زندگیاں تمام مسلمات کے لئے مشعل راہ  
 اور نمونہ ہیں۔ حضورؐ پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت شعار،  
 فرمانبردار، خدمت گزار اور قناعت پسند بیبیوں کی زندگیوں کا ایک  
 ایک نمونہ اُمت کی بیبیوں کے لئے ہدایت کا سنہرا پیغام ہے۔ جنت کا  
 پیرا نہ ہے۔ اللہ اُن عالی بخت خدوات کے نقش قدم پر چلنے کی



ہر عورت کو توفیق عطا کرے۔

ازواجِ مطہرات کے  
متعلق آیہ تطہیر

اس بغلی عنوان کے تحت طاہر صاحب  
تحریر کرتے ہیں:-

”اہل بیت رسولؐ (ازواجِ مطہرات)

کی اس عظمت و فضیلت کا اعلان و اظہار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے  
اس سے اگلی آیت میں فرمایا:-

--- اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (۳۳)

اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد

بھائی اور جلیل القدر صحابی عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:-

”یہ آیت خاص ازواجِ مطہراتؓ کے لئے نازل ہوئی ہے۔“

تفسیر ابن کثیر۔ احکام القرآن قاضی ابن العربی۔ روح المعانی

تفسیر قرطبی، تفسیر درمنثور، تفسیر مواہب الرحمن، تفسیر بیان

القرآن مولانا اشرف علی تھانوی ان کے علاوہ بھی ۷۷ سے زیادہ

تفسیروں میں اس کا ذکر موجود ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے شاگرد خاص مشہور تابعی حضرت عکرمہ کا بھی یہی

ارشاد ہے اور وہ فرمایا کرتے تھے اگر کوئی شخص اس بات کے متعلق مجھ سے مباہلہ

کرنا چاہے تو میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں (تفسیر روح المعانی تفسیر بیان القرآن وغیرہ)

اس آیت کریمہ کی مفصل تفسیر کا مطالعہ کرنے کے لئے اردو کی مندرجہ کتاب میں

مفید رہیں گی، ان تفسیر کا یہ تطہیر از مولانا عبدالشکور کھٹونی مطبوعہ مکتبہ سافوٹ نور محمد

(بقدر امکان)

اردو کے سب سے قدیم اور سب سے مستند مترجم حضرت شاہ عبدالقادر  
دہلوی (جو حضرت شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے ہیں) اس آیت کا ترجمہ  
اس طرح فرماتے ہیں:

اور خدائے تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ دُور کرے تم سے گندگی اور

ناپاکی کو اسے پیغمبر کی گھر والیوں اور چاہتا ہے پاک کرے

خدائے تعالیٰ تم کو سب گناہوں سے پاک کرنا سب طرح سے

(ترجمہ شاہ عبدالقادر مع تفسیر موضح القرآن مطبوعہ مطبع

احمدی دہلی ۱۳۰۸ھ مندرجہ پنجم ص ۱۱۱)

اور عربی کی سب سے مشہور تفسیر جلالین شریف میں (جو دیوبندی

بریلوی اور المحدث سب تفسیروں کے عربی مدارس کے نصاب درس نظامی میں

بھی شامل ہے) لکھا ہے:-

انما يريد الله ليزهبن عنكم

الرجس اهل البيت اى

ليذهب عنكم الرجس اهل

البيت من اهل بيت رسول

مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی گھر والیاں ازواجِ مطہرات ہیں۔“  
(کتاب زیر جواب ص ۱۴۱۵)

بقیہ گذشتہ صفحہ سے

شاہ عالمی مارکیٹ لاہور (۲) اہل بیت اور اہل سنت، از مولانا سراج الحق چشتی شہر

مطبوعہ بنارس (بجارت) (۳) آیہ تطہیر اور اہل بیت رسولؐ از ڈاکٹر محمد سلطان نظامی

مطبوعہ شرکت ادبیہ پنجاب شاہی محلہ لاہور۔

## آیہ تطہیر کے متعلقین

اس باب میں ہم ناظرین سے خصوصی غور کا مطالبہ کرتے ہوئے عرض گزار ہیں کہ اصل مقتنا زعم ربانین شیعہ وغیرہ شیعہ یہی ہے کہ آیت تطہیر میں ازواج داخل ہیں یا نہیں؟ لہذا ہمارے آئندہ معروضات کو جو قدرے طویل ہیں مبالغہ نازک پر بوجہ خیال نہ فرمائیں۔ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ اس موضوع کو غیر جانبدارانہ تحقیقات سے پیش خدمت کریں۔ دین کے معاملہ میں کوئی دنیوی عنصر غالب نہ آنے دیں۔ چنانچہ سب سے پہلے اس آیہ مبارکہ کے سیاق و سباق کی جانب توجہ فرمائیے۔ سورہ احزاب کے اس رکوع کو ہم پورا نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو آیت ۲۸ سے ۳۷ تک ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ:-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۖ وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۖ يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُضَعَّفْ لَهَا

الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۖ وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُفِيَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۖ يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۖ وَقُرْآنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۖ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ ۚ مِن آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۖ

(سورہ الاحزاب پارہ ۲۱ و ۲۲)

ترجمہ :- اے نبی! اپنی بیویوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی کا عیش اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو سچے مال و منافع دیدوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کردوں۔ ۲۸ اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور عالم آخرت



کو تو تم میں سے نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم ہتیا کر رکھا ہے۔ ۲۹

اے نبیؐ کی بیویو! جو کوئی تم میں ٹھہلی ہے سودگی کرے گی اس کو دوسری سزا دی جائے گی۔ اور یہ بات اللہ کو آسان ہے۔ ۳۰ اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو اس کا دو گنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔ ۳۱

اے نبیؐ کی بیویو! (خبردار) تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو (بشرطیکہ) اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔ تو (لہذا) تم (نا محرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس کا ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے دل میں بیماری ہے۔ اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کرو۔ ۳۲ اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔ اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔ اور تم نمازوں کی پابندی رکھو۔ اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور اللہ کا اور اس کے رسول کا کھنہ مانو۔

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھو اور تم کو (ہر طرح ظاہراً و باطناً) پاک و صاف رکھے۔ ۳۳

اور تم ان آیات الہیہ کو اس علم (احکام) کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ رازدان ہے پورا خبردار ہے۔ ۳۴

(ماخوذ ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

آیہ تطہیر منکرین کے ناپاک ارادے خاک میں ملاتی ہے

آیہ تطہیر منکرین اہل بیت اطہار کے لئے بہت ناگوار مضمون ہے کیونکہ اس آیہ پاک سے ان کے ناپاک ارادے خاک میں مل جاتے ہیں۔ بعض علمائے متقدمین کی بڑی تعداد نے اس معاملہ میں خاموشی اختیار کرنا بہتر خیال فرمایا ہے اور یہ کہہ کر دامن چاگئے ہیں کہ ہم پنجین پاک کو مانتے ہیں۔ یہ آیت واقعی ان کی شان میں ہے۔ تجھ نے بات کو ذرا بڑھا کر کہا کہ ٹھیک ہے یہ آیت پنجین پاک کے حق میں نازل ہوئی مگر ازواج رسولؐ بھی اس میں شامل ہیں۔ ایک طبقہ یہ کہتا ہے کہ حقیقت میں اس آیت کی مصداق حضورؐ کی بیویاں ہیں لیکن آنحضرتؐ نے حضرات اربعہ کو بھی داخل فرمایا ہے۔ مگر آج کے دور میں ایک گروہ قلیل ایسا بھی ہے جس کے موشگاف مولوی محض سستی شہرت حاصل کرنے کی خاطر خلاف کتاب و سنت حضرات علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور رسول اکرمؐ خاکم بہن اس آیت سے غیر متعلق قرار دیتے ہیں اور صرف انفرادی پیغمبرؐ کو اس کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ بہر حال میدان تحقیق میں اترتے ہیں اور قارئین کو سورہ احزاب کی منقولہ بالا آیات کی تلاوت فرمانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

**تحقیق حق**

عربی دان قارئین آگاہ ہوں گے کہ جس جس مقام پر بھی ازواج کا تذکرہ یا ان سے خطاب کیا گیا ہے وہاں ہر جگہ پر صیغہ مخاطب مؤنث استعمال کیا گیا ہے مثلاً ان کنتن۔ ترون الحیوة الدنیا۔ فتعالین۔ امتعن۔ امرکن۔ منکن۔ لیستن۔ ان القیتن۔ فلا تخضعن۔ قلن۔

بیونکن۔ لاتبرجن۔ ائمن۔ ائین۔ اللعن۔

الغرض سارا خطاب جمع مؤنث صیغہ کے ساتھ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں ازواج مراد ہیں قدرت نے وہاں صیغہ جمع مؤنث استعمال کیا ہے۔ لیکن محض ایک مقام پر قاعدے سے ہٹ کر صیغہ جمع مذکر بولایا گیا ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ خطاب ایسے افراد سے ہے جن کی کثرت نہ ہو۔ پس گرامر کے لحاظ سے آیت تطہیر ازواج کے لئے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس صورت میں صیغہ مؤنث ہونا چاہیے تھا۔

آیت تطہیر سے پہلے اور بعد کے بیان پر غور کرنے سے اس بات پر قویٰ مرکوز ہوتی ہے کہ کلام میں وعدہ جزا کی نسبت وعید سزا بہت زیادہ ہے آیات کے مفہوم سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بھی ازواج کی بات ہے وہاں ان کو تنبیہ کی جا رہی ہے، ڈرایا گیا ہے، نصیحت کی گئی ہے اور آخرت کے خوف کا اظہار کیا گیا ہے۔ مثلاً فرمایا گیا ہے کہ اگر تم کسی امرِ ناحشہ کی مرتکب ہوگی تو تم کو دو گنا عذاب دیا جائے گا۔ یا یہ کہ اگر تم طلب دنیا کی خواہش مند ہو تو خوبی کے ساتھ رخصت لے لو۔ پھر حکم کہ اپنے گھروں میں قیام کرنا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو وغیرہ وغیرہ۔

تہدید ہی بیان کا یہ سارا سلسلہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ازواج کا بیان کردہ منہیات کا مرتکب ہونا خارج از امکان نہیں تھا۔ لہذا خدا نے ان کو خبردار کیا۔ پس ان میں سے جو نبی مرکب گئی، اس نے اپنے مقام کو پہچان لیا۔ جو نہر کی اس کی یہ لغزش مطلوبہ مقام کے کھو جانے کا سبب بنی۔ اللہ خوب راز دان ہے۔

کلام میں اکثر تخصیص و تبعیض نظر آتی ہے۔ "من" تبعیضی کا

استعمال ہوا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ بعض اجرِ عظیم یا رزقِ کریم کی حصہ دار ہیں لیکن بعض کے لئے خدا شہ عذاب کا بیان ہے۔ جیسا کہ خط کشیدہ عبارتوں سے ظاہر ہے۔

پھر یہ کہ کسی بھی جگہ عموم نہیں بلکہ سب بات مشروط ہے۔ مثلاً اگر دنیا پسند ہو تو رخصت حاصل کرو، اگر اللہ اور رسول و آخرت کو چاہتی ہو تو تمہارے لئے اجرِ عظیم مہیا ہے۔ اگر بے ہودگی ہوگی تو دوسری سزا ملے گی، اگر حسنات بجالاؤ گی، خدا و رسول کی اطاعت کرو گی تو دو گنا اجر ملے گا۔ رزقِ کریم تیار پاؤ گی۔ تقویٰ اختیار کرو گی تو شانِ امتیازی کے مالک ہو گی علیٰ ہذا القیاس۔

ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جب ہم دیکھتے ہیں تو چار تطہیر کسی بھی غیر معصوم کو اپنے اندر نہیں آنے دیتی ہے۔ اور یہ خلعت شریف بر غیر معصوم کے لئے ناموزوں نظر آتا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ آیت کا تعلق ازواج سے نہیں ہے تو پھر اس مقام پر کوئی کیوں آئی جہاں ازواج ہی کا تذکرہ ہے تو ہمارا جواب یہ ہے کہ چونکہ ازواج کو تہدید ہو رہی تھی لہذا ممکن ہے کہ اس تہدید میں اہل بیت کو بھی شامل سمجھ لیا جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی سے اعراض فرما کر اہل بیت اطہار کی جانب دھوکے کلام کو پھیر دیا تاکہ امت پر عیاں ہو جائے کہ اہل بیت اطہار اس تہدید سے بالاتر ہیں۔ قرآن مجید میں اس قسم کی اور مثالیں بھی ملتی ہیں جس طرح کہ واقعہ معراج النبی کے ساتھ سفر موسیٰ کا بیان ہے۔

دوم یہ کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب نزول نہیں ہے۔ امکان ہے کہ یہ آیت اس مقام پر بوقت ترتیب لکھ دی گئی ہو۔ اس پر مفصل بحث کے لئے ہمارے کتاب "حقیقت تحریر قرآن" کا مطالعہ کیا جائے۔



## دیگر وجوہات

کیا گیا ہے۔

۲۔ لفظ "یرید" مضارع ہے۔ جو حال و مستقبل دونوں پر حاوی ہوتا ہے۔ گویا اہلبیت ہمیشہ طاہر و پاک رہیں گے۔ مگر احادیث میں کتبہ الحیثیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج مخصوص ایام میں طہارت سے جدا ہوتی تھیں۔

۳۔ منقولہ بالا رکوع ہی میں یہ ہے کہ اے پیغمبر کی بیویو! تم میں سے جو بھی کوئی صریح ناشائستہ حرکت کرے گی اس کو دو گنا عذاب ہو گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ازواج سے ایسے افعال کا سرزد ہو جانا امکان میں باقی رہ گیا۔ جبکہ آیت تطہیر میں بیان کردہ طہارت ارادہ خداوندی سے ہے۔ یہ تضاد ازواج و آیت تطہیر میں مجدائی پیدا کرتا ہے۔

۴۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزول آیت سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارت کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ غلط علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے۔ معلومات خداوندی میں سے علم الہی انہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادہ خدا اذہاب رجب کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

۵۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزول آیت سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارت کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ غلط علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے۔ معلومات خداوندی میں سے علم الہی انہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادہ خدا اذہاب رجب کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

۶۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزول آیت سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارت کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ غلط علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے۔ معلومات خداوندی میں سے علم الہی انہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادہ خدا اذہاب رجب کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

۷۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزول آیت سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارت کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ غلط علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے۔ معلومات خداوندی میں سے علم الہی انہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادہ خدا اذہاب رجب کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

۸۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزول آیت سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارت کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ غلط علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے۔ معلومات خداوندی میں سے علم الہی انہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادہ خدا اذہاب رجب کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

۹۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزول آیت سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارت کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ غلط علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے۔ معلومات خداوندی میں سے علم الہی انہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادہ خدا اذہاب رجب کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

۱۰۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزول آیت سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارت کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ غلط علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے۔ معلومات خداوندی میں سے علم الہی انہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادہ خدا اذہاب رجب کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

۱۱۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزول آیت سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارت کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ غلط علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے۔ معلومات خداوندی میں سے علم الہی انہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادہ خدا اذہاب رجب کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

۱۲۔ اگر یہ عذر کیا جائے کہ نزول آیت سے قبل ایسا خدشہ ہو سکتا تھا لیکن بعد میں ان کو طہارت کاملہ نصیب ہوئی تو ایسا مفروضہ غلط علم خدا کی نفی کرے گا۔ کیونکہ تطہیر اخبار میں ہے۔ معلومات خداوندی میں سے علم الہی انہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک ارادہ خدا اذہاب رجب کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔

## عبداللہ ابن عباس سے منسوب تفسیر

طاہر المکی صاحب نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا ہے کہ انہوں نے آیت موصوفہ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت خاص ازواج کے لئے نازل ہوئی۔ لیکن مکمل حوالہ نقل نہیں فرمایا۔ بالقرضی محال ہم نے مان لیا۔ عکرمہ کی دعوت مباہلہ کو بھی قبول کر لیا اور بیان کردہ

اردو کتب کا مطالعہ کرنے کی رحمت بھی اٹھائی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان صاحب نے آیت کے پہلے حصہ کو ازواج کے لئے بتایا۔ اور ممکن ہے کہ ابن عباس نے جنگ جمل میں یہ آیت تلاوت بھی کی ہو کہ

"اے ازواج رسول! تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور جہالت کی رسموں کے موافق (در بدر) مت پھرو۔ الخ

لیکن آیت تطہیر کے متعلق تو ابن عباس کا بیان یہ ہے کہ:-

"ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نو (۹) مہینے تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے رہے کہ آپ ہر روز ہر ایک نماز کے وقت علی ابن ابی طالب کے دروازے پر تشریف لاکر فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے اہل بیت اللہ! کا تو لوں یہی ارادہ ہے کہ تم کو رجب سے پاک رکھے اس طرح جیسے کہ پاک رکھنے کا حق ہوتا ہے۔

(اخر جہ ابن مردویہ تفسیر درمنثور جلال الدین سیوطی جوالہ از رنج المطالب ص ۶۳)

اب جبکہ ابن عباس ہی کی زبان سے دراہل بیت کا تعارف ہو گیا تو پھر عکرمہ یا دیگر لوگوں کی بات کا کیا اقتدار ہو گا۔ (تفسیر درمنثور آپ کے ماخذوں میں شامل ہے) تاہم تمام حجت کے لئے کچھ حوالہ جات بطور ثبوت نقل کئے جاتے ہیں تاکہ طاہر صاحب کے بیان کردہ ۷۵ سے زائد تفسیروں کا بھید عیاں ہو جائے۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب ۲۲۸ جلد ۳ ص ۵۳۷ حدیث ۱۵۵ (پرانی کتابوں میں باب فضائل اہل بیت النبی" الگ سے قائم ہے اور یہ حدیث جز السابح کے صفحہ ۱۳ پر ہے۔ مگر

۲۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب ۲۲۸ جلد ۳ ص ۵۳۷ حدیث ۱۵۵ (پرانی کتابوں میں باب فضائل اہل بیت النبی" الگ سے قائم ہے اور یہ حدیث جز السابح کے صفحہ ۱۳ پر ہے۔ مگر

۳۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب ۲۲۸ جلد ۳ ص ۵۳۷ حدیث ۱۵۵ (پرانی کتابوں میں باب فضائل اہل بیت النبی" الگ سے قائم ہے اور یہ حدیث جز السابح کے صفحہ ۱۳ پر ہے۔ مگر

۴۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب ۲۲۸ جلد ۳ ص ۵۳۷ حدیث ۱۵۵ (پرانی کتابوں میں باب فضائل اہل بیت النبی" الگ سے قائم ہے اور یہ حدیث جز السابح کے صفحہ ۱۳ پر ہے۔ مگر

۵۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب ۲۲۸ جلد ۳ ص ۵۳۷ حدیث ۱۵۵ (پرانی کتابوں میں باب فضائل اہل بیت النبی" الگ سے قائم ہے اور یہ حدیث جز السابح کے صفحہ ۱۳ پر ہے۔ مگر

ان کے علاوہ تنویر سے زائد کتب میں احقر نے مطالعہ کیا ہے کہ آیت  
تفسیر کے مصداق پنجتن پاک ہیں۔ موطا، امام مالک، مستدرک امام حاکم  
اور کتاب الاحکاف وغیرہ ان میں شامل ہیں۔  
سہولت قارئین کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ چند اقتباسات کا  
ترجمہ پیش خدمت کر دیا جائے تاکہ حجت تمام ہو جائے۔

**ابن تیمیہ کا اقرار** امام اہل سنت علامہ ابن تیمیہ جیسے شیعہ دشمن  
اس موقف کی تائید میں یہ لکھتے پر غیور ہیں کہ:  
”یہ صحیح ہے۔ اس کو امام احمد حنبل و ترمذی نے اُم سلمہ سے  
اور مسلم نے اپنی صحیح میں عائشہ سے روایت کیا ہے۔“ اس کے بعد  
علامہ موصوف حدیث کسا نقل کرتے ہیں۔  
(دیکھئے منہاج السنۃ جلد ۳ ص ۷)

**ازواج رسول کی گواہی** جمع بین الصحیحین میں علامہ حمیدی  
نے بخاری و مسلم سے چھالیسویں حدیث  
بابت آیہ تطہیر اُم المسلمین بی بی عائشہ سے نقل کی ہے۔  
جمع بین الصحاح السنۃ میں رزین بن معاویہ اندلسی نے  
بخاری، مسلم، موطا امام مالک، سنن البوداؤد۔ صحیح کبیر نسائی اور  
سجستانی سے یہی روایت کیا ہے۔  
رزین کی منقولہ روایت کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

”حضرت اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ یہ (آیہ تطہیر) آیت میرے گھر  
میں نازل ہوئی میں دروازہ کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ پس میں نے  
عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا میں اہل بیت میں نہیں ہوں؟ حضور

ابن جریر میں نے اس باب کا عنوان لکھنے سے گریز کرنا شروع کر دیا۔  
۲۔ مسند امام احمد بن حنبل

جزاؤں ص ۲۳، جز ثلث ص ۲۸۵، ص ۲۵۹، ص ۱۵۱،  
جز رابع ص ۵ اور ص ۱۔ جز سادس ص ۲۹۲، ص ۲۹۶،  
ص ۲۹۸، ص ۳۰۲، ص ۳۲۲۔

۳۔ صحیح ترمذی ک ۲۲ سورہ ج ۷، ک ۳۱، ص ۹۰ اور ۹۰۔

۴۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص ۲۷۵ باب مناقب اہل بیت النبی۔  
نوٹ:- کتب حدیث میں مناقب اہل بیت اور فضائل  
ازواج کے ابواب کا جداگانہ ترتیب دیا جانا اس کی دلیل  
ہے کہ محدثین کے نزدیک ازواج اور اہل بیت الگ الگ ہیں  
اگر اہل بیت اور ازواج میں فرق نہ ہوتا تو یہ علیحدہ علیحدہ  
باب بنانے کی ضرورت نہ ہوتی۔

۵۔ نزل الابرار مرزا محمد بن معتمد خاں ص ۵ اور ص ۱

۶۔ تفسیر درغیشور علامہ جلال الدین سیوطی جزء ۵ ص ۱۹۸

۷۔ منہاج السنۃ علامہ ابن تیمیہ جلد ۳ ص ۷

۸۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب علامہ ابن عبد البر جلد ۲ ص ۱۵

۹۔ مسند البوداؤد الطیالی الجز الثامن ص ۲۷۲ حدیث ۲۰۵۵

۱۰۔ مصابیح السنۃ امام بغوی الجز الثانی ص ۲۷۸

۱۱۔ اشعۃ الطمعات شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد چہارم ص ۲۷۸

۱۲۔ بیابیع المودۃ سلیمان قندوزی ص ۱۰ تا ص ۱۰۹

۱۳۔ نور الابصار علامہ شبلی نجفی ص ۱۰

۱۴۔ اسعاف الراغبین بر جاشیہ نور الابصار ص ۹۸-۹۹ علامہ محمد صبا



نے جواب دیا تیری عاقبت بخیر ہے لیکن تو ازواج رسول میں ہے۔ اس وقت اس گھر میں فقط رسول خدا، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام تھے۔ حضورؐ نے ان کو اپنی چادر کے نیچے لے لیا۔ اور عرض کیا اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے رحب کو دُور رکھ اور ان کو اس قدر پاک کر دیا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ یہ حدیث فرزند ان اسلام کے لئے قول فیصل قرار پاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خود سرکار کائنات سے شرف زوجیت حاصل ہے۔ ان کا بیان اس قدر صاف ہے کہ تمام ایہام رفع کرنے کے لئے کافی ہے۔ جیسا خود نبیؐ فرماتی ہیں کہ انہوں نے اپنے شوہر نامدار سے دریافت فرمایا:

”یا رسول اللہ! انت من اهل البيت؟“

اے اللہ کے رسول! کیا میں اہل بیت میں نہیں ہوں؟

حضورؐ نے جواب دیا۔

”انک علی خیر اللہ من ازواج رسول اللہ“

تو خیر پر ہے لیکن تو ازواج میں ہے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جواب ناطق فیصلہ کر دیتا ہے کہ ازواج اور اہل بیت میں فرق ہے۔ ازواج اور ہیں اور اہل بیت اور ہیں۔

اب جبکہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج اور اہل بیت کا فرق ظاہر کر دیا تو امت کے کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ

رسول خدا کے فیصلے کو بدل کر اپنے قیاسی فیصلوں پر عملداری کی دعوت دے۔ پس عالم چاہے کتنے ہی پایہ کا ہو، کتاب خواہ جتنی بھی مستند ہو حکم رسولؐ اور گواہی زوجہ رسولؐ کے مقابلے میں کوئی اقتدار نہیں رکھتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف صریح الفاظ بلکہ صریح عمل سے اہل بیت کی مراد ہستیوں کا تعارف کروایا ہے۔ تاکہ لوگ اچھی طرح پہچان کر لیں۔ چنانچہ مشہور شیعہ دشمن علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب صواعق محرقہ (جو تردید شیعہ میں تحریر ہے) میں لکھتے ہیں کہ:

”امام احمد بن حنبل نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ تطہیر پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم۔ اور علامہ ابن جریر نے مرفوعاً ان الفاظ سے روایت کیا ہے یہ آیت (تطہیر) پانچ نفوس نبوی، فاطمہ، علی، حسن و حسین کے لئے ہے۔ نیز طبرانی نے روایت کیا اور مسلم نے اس طریقے سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے ان حضرات کو ایک چادر میں لپیٹ کر یہ آیت تلاوت فرمائی اور چادر میں ان چاروں کو لے کر فرمایا:

”اللہم ہولاء اہل بیتی وحامتی ای خاصتی اذهب عنهم الرجس وطہرہم تطہیراً“

اے اللہ! یہ میں میرے اہل بیت۔ ان سے ہر طرح کی نجاست کو اس طرح دُور رکھ اور ان کو پاک رکھ جیسے پاک رکھنے کا حق ہوتا ہے اس گاہ ام سلمہ نے عرض کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا تو اپنے مقام خیر پر ہے اور دیگر روایت میں ہے کہ تلاوت آیہ تطہیر

کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اُن سے میری جنگ ہے جو ان سے جنگ کرے۔ جو ان سے صلح رکھے میری اُن سے صلح ہے۔ اُن کا بھی خواہ میرا ہی خواہ، اُن کا دشمن میرا دشمن ہے۔

(برابرین قاطعہ فارسی ترجمہ صواعق محرقة)

ابن حجر کی منقولہ عبارت کے بعد اب ہم اپنے موقف کے حق میں اصحاب رسولؐ اور صحابیات کی فہرست گواہان پیش کرتے ہیں، اور عدالت صحابہ کا واسطہ دے کر انصاف طلب کرتے ہیں۔

## فہرست گواہان

محدثین و مفسرین کے مطابق آیہ تطہیر کئی مرتبہ اور متعدد موقوف پر نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ ہم کچھ اصحاب رسولؐ اور صحابیات کے اسناد و درج کرتے ہیں جنہوں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ آیہ تطہیر پنجین پاک کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس فہرست میں ایسی بلند پایہ شخصیتیں ہیں کہ اگر بالقرض محال طاہر الملکی اور ان کے ساتھیوں کی یہ بات مان لی جائے کہ اہل بیت سے مراد محض ازواج ہیں اور پنجین پاک اس سے خارج ہیں تو عدالت صحابہ مجروح ہو جاتی ہے۔ نیز فاسد عقیدہ ان ہستیوں کے لئے متجوز نہ ہو جاتا ہے جن کو آسمان اسلام کے مہر و مادہ و نجوم و خورشید قرار دیا جاتا ہے۔ لیجئے چند نام ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ حضرت انس بن مالک (خادم رسولؐ)

۲۔ حضرت سعد بن وقاص (فرد عشرہ مبشرہ)

۳۔ حضرت عائشہ (صدیقہ و ام المومنین)

۴۔ حضرت ام سلمہ (زوجہ رسولؐ)

۵۔ حضرت زینب بنت صفیہ

۶۔ حضرت صفیہ بنت شیبہ

۷۔ حضرت ابوسعید خدری

۸۔ حضرت جابر ابن عبد اللہ

۹۔ حضرت علی ابن ابی طالب (خلیفہ راشد)

۱۰۔ حضرت فاطمہ (بنت رسولؐ)

۱۱۔ حضرت حسن بن علی (نواسہ رسولؐ)

۱۲۔ حضرت حسین بن علی (سبط پیغمبرؐ)

۱۳۔ واثلہ بن الاسقع

۱۴۔ سہل سعدی

۱۵۔ عمر بن ابی سلمہ

۱۶۔ زید بن ارقم

۱۷۔ ثوبان

۱۸۔ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب وغیرہم۔

## فہرست مصدقین

مندرجہ ذیل علمائے اہل سنت و محدثین، مفسرین اور مورخین نے آیہ تطہیر کو پنجین پاک علیہم السلام کی شان میں نازل و محدود ہونے کو بیان کیا اور اس حدیث (کساء) کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ یعنی



بارے موقت کی تصدیق کی ہے۔

- ۱۔ امام احمد بن حنبل ۲۔ امام مالک ۳۔ امام شافعی
- ۴۔ امام ابو حنیفہ ۵۔ امام مسلم ۶۔ امام ترمذی
- ۷۔ امام ابو داؤد ۸۔ عبد اللہ ابن احمد بن حنبل ۹۔ حافظ ابو نعیم
- ۱۰۔ اخطب خوارزمی ۱۱۔ ابراہیم شامی ۱۲۔ امام طبرانی
- ۱۳۔ امام سمعانی ۱۴۔ امام حاکم ۱۵۔ امام تعلبی
- ۱۶۔ امام واحدی ۱۷۔ ابو قاسم حکانی ۱۸۔ ابن عروہ
- ۱۹۔ امام جلال الدین سیوطی ۲۰۔ امام بغوی ۲۱۔ امام زحیحی
- ۲۲۔ امام فخر الدین رازی ۲۳۔ ابوبکر رازی ۲۴۔ نظام الدین تیار
- ۲۵۔ بیضاوی ۲۶۔ خطیب بغدادی ۲۷۔ ابن عبد البر
- ۲۸۔ ابن عقدہ ۲۹۔ عبد ربہ ۳۰۔ علامہ طبرانی
- ۳۱۔ محب الطبری ۳۲۔ ابن جریر ۳۳۔ سبط ابن جوزی
- ۳۴۔ مسلم ابن قتیبہ ۳۵۔ علامہ ابن تیمیہ ۳۶۔ سلیمان قندوزی
- ۳۷۔ ابن حجر مکی ۳۸۔ عبد العزیز محدث دہلوی -
- ۳۹۔ عبد الحق محدث دہلوی ۴۰۔ جمیع اللہ امرتسری وغیرہم

## واثلہ کا بیان

امام احمد، ابو ہاتم، حاکم، بیہقی، دیلمی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی مشہور تفسیر و تفسیر میں روایت کی ہے کہ

”واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا

حضرت علی کی تلاش میں حضرت سیدہ فاطمہ کی خدمت میں گیا۔ وہ فرمائی کہ علی بارگاہِ رسول میں گئے ہیں۔ میں ان کے انتظار میں رہی ہوں۔ چنانچہ رسالت پناہ جناب علی اور حسین علیہم السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہو گئے اور بیٹھ گئے۔ جس کو داہنے زانو پر اور حسین کو بائیں زانو پر اور حضرت علی و فاطمہ کو اپنے سامنے بٹھالیا اور ان پر چادر ڈال کر یہ آیت پڑھی اِنَّہٗمَ یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ۔۔۔۔۔“

صحابی رسول حضرت ابو سعید الخدری کا فیصلہ کن بیان

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا قال انہا نزلت فی خمسۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و علی و فاطمہ و الحسن و الحسین علیہم السلام۔ (آخر جہ احمد، الطبرانی و عند ابن جریر و مرفوعاً الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا لیتا نزلت فی خمسۃ فی و فی علی و الحسن و الحسین و فاطمہ کذا فی الصواعق المحرقة و هذا الحدیث حسن علی رايہ اکثر العلماء قال لا لیدخشی فی نزول الابرار و ایضاً اخر جہ السیوطی فی تفسیرہ الدار المنثور)

یعنی مشہور صحابی رسول حضرت ابو سعید الخدری روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ حدیث نازل فرمائی ہے۔

امام ابن جریر نے اس حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ آیت پانچ ہستیوں کی شان میں اُتری ہے یعنی میرے، علی، فاطمہ، اور حسن و حسین کے لئے۔ علما کی کثرت نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

## میدانِ مباہلہ میں اہل بیت کا تعارف بذریعہ رسولِ صادق بزبانِ سعد بن ابی وقاص

امام مسلم نے اپنی صحیح میں، امام ترمذی نے اپنی صحیح میں امام نسائی نے خصائص میں اور امام احمد بن حنبل نے مسند میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ :-

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هذا الآية فقل  
تعالوا ندع ابائنا وابنائكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم  
ثم نبتهل فنعلن لعنة الله على الكاذبين دعار رسول  
الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال  
الله هولا اهل بيتي -

صحابی رسولؐ (فردِ عشرہ مبشرہ) حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ یہ آیت (مباہلہ) کہ (اے رسولؐ عیسائیوں سے کہہ دو کہ) ان کو چھوؤ تم اپنے بیٹے لائیں اور تم اپنے بیٹے لاؤ تم اپنی عورتیں لائیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ تم اپنے نفس لائیں اور تم اپنے نفس لاؤ پھر دعا کریں کہ اللہ جھوٹوں پر لعنت ہو۔ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلا کر فرمایا۔  
”اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔“

صاحب البیت حضرت رسالت مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختلف مواقع پر عملی طور پر اپنے اہل بیت (طہارت) کا تعارف کرانا فعلِ عبث تو نہیں سکتا ہے۔ لیکن مباہلہ کے وقت جبکہ الفاظ میں شرکت غیر کی پوری کجغالب بھی ہے حضورؐ کا کسی دوسرے فرد کو ”اہل بیت“ میں شامل نہ کرنا ایک طرف تو اس بات کی برہانِ عظیم ہے کہ نفوسِ خمسہ ہی اہل البیت حقیقی ہیں تو دوسری جانب اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حضراتِ خمسہ معصوم ہیں۔ کیونکہ مقامِ مباہلہ پر صرف معصوم افراد ہی کی ضرورت تھی کہ کاذبین پر لعنت کی بددعا مطلوب تھی۔ لہذا ایسے افراد کی ضرورت تھی جنہوں نے کبھی بھی ہوا یا قصداً جھوٹ نہ بولا ہو۔ اور سوائے خمسہ معصومین کے اس وقت کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اس معیار پر پورا اتر سکتا۔ اگر ازوج آیت تطہیر کی مصداق ہوتیں تو ضرور ان کو بھی بلا یا جاتا۔ حالانکہ نساء میں ان کو بھی شامل کیا جاسکتا تھا۔ لیکن چونکہ عصمتِ کاملہ کا فقدان تھا لہذا صرف حضراتِ خمسہ کا انتخاب کیا گیا۔

مباہلہ کا واقعہ سلسلہ میں ہوا ہے۔ عیسائیوں نے محض شرکاء مباہلہ کو دیکھ کر ہی دستبرداری اختیار کر لی تھی۔ اور غیر مسلم ہوتے ہوئے صداقت و طہارت نیچتیں پاک کو تسلیم کر کے عملاً شکست مان لی تھی مگر افسوس ہے کہ کلمہ اسلام پڑھنے کے دعویداران اُن برگزیدہ نفوس کے مقامِ عظمت کا انکار کر کے اپنی کم ظرفی کا ثبوت دیتے ہیں۔

الغرض ان کثیر شواہد کی موجودگی میں کہ جن میں خود ازوج بھی بطور گواہ ہیں۔ اصحاب کا گروہ کثیر راوی ہے اور علما کی اکثریت تائید میں ہے کہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آیت تطہیر نفوسِ خمسہ کی شان میں ہے۔ اور ازوج



آیت تطہیر تہا ری شان میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ ہم نے اس کے برعکس صحیح کتب سے مرفوع و صحیح احادیث کے اثبات کے ساتھ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچائی ہے کہ آیت تطہیر منجسین پاک کے حق میں نازل ہوئی۔ نیز یہ کہ ازواج اس آیہ میں داخل نہیں ہیں۔ آئیے اب ہم کچھ وجوہات بیان کرتے ہیں جن کے باعث ازواج النبی آیہ تطہیر کی مصداق قرار نہیں دی جاسکتی ہیں۔

## ازواج آیہ تطہیر میں کیوں شامل نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ ازواج کو آیہ تطہیر کا مصداق ٹھہرانا نہ صرف کتاب و سنت کے برعکس ہے بلکہ صداقت دین حق کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ آیہ موصوفہ میں وارد طہارت کاملہ اس بات کا تقاضا کرے گی کہ اس کا مصداق صاحب عصمت ہو۔ یعنی معصوم ہو۔ ایک غیر جانبدار شخص 'آلودگی حیض'، حالات جنابت کی ناپاکی اور قبل از قبول اسلام کفر و جہالت کے تذکرے دیکھ کر ایسی طہارت کے دعویٰ کا مضحکہ اڑائے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ اجتہادی غلطیوں کی موجودگی بھی مانع طہارت مطلوبہ نہ ہوگی۔ اندرین صورت صداقت کلام الہی پر حرف آئے گا کہ اللہ جس کا ارادہ ازلی ہے۔ ایک جانب تو ظاہری و باطنی طہارت کاملہ کا اعلان کرتا ہے تو دوسری طرف ظاہری نجاست سے بھی پاک نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں باطنی ضلالت کا بھی اذباب نہیں کرتا۔ پس ایسی خطرناک صورت میں علم خدائے علیم کی بھی نفی ہوتی ہے۔ الغرض جب التداوہ کتاب اللہ کی مختلف ہو کر معاذ اللہ غیر معتبر ہو گئے تو پھر حکم بدہن،

سے اس آیہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔  
عجب ہے کہ ابن عباسؓ اگر حدیث قرطاس روایت کریں تو ان کو عمنہم کچھ کر قبول نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی صحیح روایت ان سے منسوب ہو جو کہ ان کی اس کم سنی سے بھی زیادہ صغیر سنی میں مروی ہو تو اسے قبول کیا جائے۔ یہ طریقہ درایت کے ضابطہ سے ٹکراتا ہے۔ بہر کیف یہ معتبر بات ہے۔ حقیقت میں ابن عباس سے ایسی کوئی بھی مرفوع حدیث مروی نہیں جس سے ثابت ہو کہ آیت تطہیر ازواج کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی صاحب کا غلط ترجمہ کر دینا حقائق کو شبہل نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح تفسیر جلالین میں صاحب تفسیر کا اہل بیت سے ازواج مراد لینا بھی حجت نہیں ہو سکتا ہے جبکہ اس کے خلاف تردید کا ایک طویل سلسلہ موجود ہے۔

لاکھ باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ جب خود صاحب البیہت نے اہل البیہت کا تعارف متعدد مرتبہ کروادیا۔ مگر میں بھی اور میدان میں بھی تو پھر کسی باہر والے کی بات کا کیا اعتبار ہوگا۔ جب تک یہ احادیث صحیحہ ذخیرہ کتب میں محفوظ ہیں۔ اہلبیت و ازواج کا فرق موجود ہے۔

ہم تو اس مسئلہ کا بڑا آسان حل پیش کرتے ہیں۔ نہ لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت ہے نہ طویل تحریر کی احتیاج۔ دو اور دو چار۔ ازواج کو آیت تطہیر کا مصداق ٹھہرانے والے لوگ اپنی صحاح میں سے کوئی مرفوع حدیث رسولؐ پیش کر دیں جس میں حضورؐ نے اپنی بیویوں/بیوی کو فرمایا ہو کہ

رسول و اہلبیت رسول کا کیا اعتبار رہے گا۔ پس پورا دین ہی منہدم ہو جائے گا۔

لہذا تحفظ ناموس دین الہیہ کے لئے ضروری ہے کہ دین کو اللہ رسول کے احکامات کی حدود میں قائم رکھا جائے اور اپنے ناقص خیالات کو دین کے معاملات میں پیش نہ بنایا جائے کیونکہ تفسیر بالرائے کو ای لئے ممنوع ٹھہرایا گیا ہے۔

پس از روئے قرآن مجید لغت و گرامر عربی، احادیث پیغمبر، تفاسیر قرآن بمطابق روایات اصحاب النبی و صحابیات رسول، ازوائی النبی، اہلبیت الرسول اور علمائے اسلام کی کثیر تعداد کے شواہد سے پوری طرح ثابت ہوا کہ آیت تطہیر حضرات خمسہ سرکار ختم الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدۃ النساء العالمین، صدیقۃ الکبیرہ فاطمہ الزہراء، سیدۃ الاولیاء امیر المومنین علی بن ابی طالب، امام العباسی حسن بن علی اور سید الشہداء حسین مظلوم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان عصمت و طہارت میں نازل ہوئی ہے۔

## ”ارشاد رسول سے مزید تائید“

اس عنوان کے ذیل میں طاہر المکی صاحب تحریر کرتے ہیں  
”خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو اہل بیت کے الفاظ سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی کے قصہ میں منقول ہے

فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأنطلق  
الی حجرۃ عائشہ  
فقال السلام علیکم  
اہل البیت ورحمۃ  
اللہ فقالت وعلیک  
السلام ورحمۃ اللہ  
کیف وجدت اہلک؟  
بارک اللہ لک  
فتقدی حجر لساءہ  
کلھن یقول لھن  
کما یقول لعائشہ  
ویقلن لہ کما  
قالت عائشہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر حضرت عائشہ کو السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ (اے میری اہل بیت اللہ کی طرف سے تم پر سلامتی اور رحمت ہو) کہہ کر سلام فرمایا حضرت عائشہ نے جواب میں عرض کیا آپ پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔ اور آنحضرت سے حضرت زینب کے متعلق دریافت کیا کہ آپ نے اپنی اہلیہ کو کیا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ اسی طرح رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جا کر ان سب سے اسی طرح سلام کیا جس طرح حضرت عائشہ سے سلام کیا تھا اور سب نے سلام کا اسی طرح جواب دیا۔ جس طرح حضرت عائشہ نے دیا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ احزاب آیت یا ایہا الذین آمنوا اتدخلو بیوت النبی ج ۲ ص ۲۷۷ صحیح بخاری مترجم اردو مطبوعہ)



محمد سعید قرآن محل کراچی جلد ۲ ص ۸۹۲ حدیث ۱۹۰۳، التاج الجامع  
الاصول، کتاب التفسیر مطبوعہ مہر ۱۹۶۲ء ج ۴ ص ۲۱ بحوالہ  
بخاری، مسلم و ترمذی۔

اور مشہور شیوخ مؤلف ملا باقر مجلسی کی کتاب حیات القلوب  
میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
کو ان الفاظ سے سلام کیا کرتے تھے کہ السلام علیکم یا اہل البیت اے  
میری اہل بیت (گھر والی) تم پر سلام۔ (دیکھئے حیات القلوب  
مترجم اردو جلد ۲ ص ۱۸۸ پانچواں باب فضائل حضرت خدیجہ  
شائع کردہ مکتبہ امامیہ لاہور)

(حقیقی اہل بیت رسول ص ۱۶-۱۵)

## بے جانتائیہ کی تردید

حضرت خلق عظیم، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلاق عالم  
نے مجسم اخلاق قرار دیا ہے۔ دین اسلام ایسا مہذب دین ہے جس  
پر ہر تہذیب و تمدن کی شرافتوں کو رشک آتا ہے۔ اس دین شریف  
کے اخلاقی ضابطے، معاشرتی تمدن کے قواعد اتنے فطری اور مفید ہیں  
کہ بود و باش کی تمام مشکلات پر قابو پانے کے لئے کافی ہیں۔ چنانچہ  
ادب و آداب سکھانے پر اسلام نے خصوصی توجہ کی ہے۔ ان ہی میں  
ایک طریقہ سلام بھی ہے۔ سلام کے احکامات کو رائج کر کے اسلام  
نے بنی نوع انسان کی باہمی اخوت و محبت کو استحکام بخشا ہے۔

چنانچہ حضور کی حیات طیبہ میں آپ کے خصائل و شمائل میں یہ بات خصوصاً  
نظر آتی ہے کہ حضور سلام کی پابندی فرماتے تھے۔ آپ سب کو سلام کہا  
گوتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس عادت کو اختیار کرنے کی تلقین فرماتے  
تھے۔ چنانچہ کتب احادیث میں کتاب الآداب کے تحت "باب السلام"  
کا عنوان قائم کیا گیا ہے جس میں سلام کی اہمیت و ضرورت، فضیلت و  
فوائد پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔  
حضور اکرم اُمّت کو جو بھی تعلیم دیا کرتے خود اس پر عمل فرما  
کر دکھاتے تھے تاکہ اُمّت کے لئے ان کی سنت رہنمائی کا نشان  
قرار پائے۔ حکم عام ہے کہ حضور نے فرمایا۔  
"جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو۔ اور جب  
گھر سے باہر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کر کے جاؤ۔"  
(مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۴۵)

"عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
قال یا نبی اذا دخلت علی اہلک وسلم یكون برکتہ  
علیک وعلی اہل بیتک۔" (ترمذی)  
(صحابی رسول) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیٹا جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو  
سلام کر تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے برکت کا  
موجب ہوگا۔

(یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ بیوی کو سلام کرو اور باقی اہل خانہ  
کو سلام نہ کرو بلکہ افراد خانہ کو سلام کرنے کا حکم ہے۔ یعنی اہل بیت  
سے مطلب گھر والے ہیں نہ کہ صرف گھر والی۔)

اللہ وبرکاتہ اهل البيت انما يريد الله  
ليذهب... الآية الصلوة رحمكم الله كل  
يوم خمس مرات

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جناب  
رسولؐ خدا نو ماہ تک روزانہ بعد نزول آیہ تطہیر حضرت علی بن ابیطالب  
کے دروازے پر ہر ایک نماز کے وقت تشریف لاتے تھے اور فرمایا  
کرتے تھے اے اہل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر آیت  
تطہیر تلاوت فرمایا کرتے تھے اور پھر فرماتے "الصلوة رحمکم اللہ"  
روزانہ پانچ وقت حضور اکرمؐ ایسا کرتے تھے۔

(تفسیر درمنثور جلال الدین سیوطی)

اس روایت کی تائید مندرجہ ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے۔  
"ابو الجراح رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ میں نو مہینے خدمت اقدس  
رسولؐ مقبول میں رہا (اس عرصہ میں) جب صبح ہوتی تو حضورؐ حضرت فاطمہؑ  
کے دروازہ پر تشریف لے جا کر فرماتے اے اہل بیت! اللہ تم پر  
رحم کرے بحقیق اللہ کا ارادہ ہے کہ اے اہلبیت تم کو ہر نجاست  
(ظاہری و باطنی) سے پاکیزہ رکھے اور تم کو ایسا پاک بنائے کہ  
جیسے پاک بنانے کا حق ہوتا ہے۔"

اس روایت کو طبرانی، ابن جریر، ابن مرددہ نے رقم کیا ہے اور  
علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور میں درج فرمایا ہے۔  
بعض روایات میں ہے کہ آیہ تطہیر نازل ہونے کے چھ ماہ بعد  
تک حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور رہا کہ روزانہ

عادات رسولؐ میں کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ حضورؐ جب بھی کسی گھر  
میں قدم رنجہ فرماتے تو اس میزبان گھر والوں کو سلام کہتے۔ یہی اگر پہل  
کو بھی استثنائی نہ تھا۔ پھر یہ کہ عموماً سلام میں پہل حضورؐ ہی کی جانب  
سے ہوتی تھی۔ اسی عادت یا سعادت کے مطابق حضورؐ اپنی ازواج کو  
بھی سلام فرمایا کرتے تھے اور اہل بیتؑ کے الفاظ سے مراد گھر والے  
ہی ہوتے تھے صرف زوجہ نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر آپؐ سوائے اپنی  
بیویوں کے کسی دوسرے کے لئے "اہل بیت" کے الفاظ نہ فرماتے تھے۔  
یہ بات خلاف واقعہ ہے۔

**نو ماہ کا عمل رسولؐ**  
ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ ہمیں "بیوی"  
کے اہل بیت میں ہونے پر کوئی اعتراض  
نہیں ہے۔ قابل اعتراض بات یہ ہے کہ "اہل بیت" سے مراد صرف بیوی  
نہیں اور اہل البیت جو مصداق آیہ تطہیر ہیں وہ گھر والوں میں سے  
مخصوص پانچ افراد ہیں جن کے حق میں یہ آیہ نازل ہوئی۔ کیونکہ خود  
رسولؐ پاکؐ نے اہل بیت اطہار کو اپنے دیگر گھر والوں میں سے جدا کر کے  
خصوصی طور پر متعارف کروایا۔ ایک معقول عرصہ تک ان پر ہر نماز کے  
بعد سلام فرمایا تا کہ ازواج، رشتہ داروں اور اہل بیت اطہار میں  
امتیاز واضح ہو جائے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ کی یہ روایت ہم گذشتہ بیان  
میں نقل کر چکے ہیں۔

"قال شہدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
تسعة اشهر یا تہی کل یوم باب علی بن ابی طالب  
عند وقتہ کل صلوة فیقول السلام علیکم ورحمۃ



علی الصبح آپ خانہ بتول پر نماز فجر کے وقت تشریف لایا کرتے تھے اور  
 اُن کو "یا اہل بیت" سے مخاطب کر کے آیت تطہیر تلاوت فرماتے تھے۔  
 "عن النبی بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا یہ بیاب فاطمہ ستہ اشہر اذا خرج  
 الی الصلوٰۃ الفجر ليقول الصلوٰۃ -

یا اہل البیت انما یرید اللہ لیزہب عنکم  
 الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً"

"النس بن مالک سے مروی ہے کہ عرصہ چھ ماہ تک سرور کائنات  
 جب نماز صبح کے لئے نکلے تھے تو فاطمہ کے دروازے پر آکر فرمایا کرتے تھے  
 "اے اہل بیت تحقیق اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ — الخ"

۱۔ صحیح ترمذی تفسیر سورہ احزاب و باب مناقب -

۲۔ مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۳۸۵

۳۔ روضۃ الندیہ صلاح الامیر ص ۳

۴۔ مستدرک علی الصحیحین امام حاکم ج ۳ -

۵۔ درمنثور سیوطی ج ۵ ص ۱۲۵

اسی طرح اب ابوسعید الخدری کا بیان مینے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ لما نفل  
 علی فاطمہ جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین  
 صباحا الی بابہا یقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ و  
 بركاتہ الصلوٰۃ مرحکم اللہ - انما یرید اللہ لیزہب  
 عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً انا حرب لمن

حاربکم وسلم لمن سالکم -

(اخترجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جب علی و فاطمہ کا نکاح ہو گیا  
 تو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس دن تک برابر صبح کو سترہ  
 بارہ کے در اقدس پر تشریف لاتے رہے اور فرماتے تھے السلام علیکم  
 ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نماز کا وقت ہے خدا تم پر رحم کرے بے شک خدا  
 اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا ہے کہ اے اہل بیت (اٹھائیں) تم کو ہر طرح کی  
 ناپاکی سے محفوظ رکھے اور اس طرح پاک رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے کا  
 حق ہوتا ہے۔ میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے جنگ  
 کرے اور صلح رکھنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح رکھے۔  
 روایات کے اس قاتر کے بعد اس ضمن میں مزید بحث کی ضرورت  
 تو نہیں رہ جاتی ہے کہ اہل بیت اٹھارہ کون ہیں۔ تاہم بدیہی امر کو مد نظر  
 رکھتے ہوئے ہم مزید گفتگو کرتے ہیں۔

آیہ تطہیر نبی پاک کے توسل سے آئی۔ اس بات سے کون مسلمان  
 انکار کر سکتا ہے کہ قرآن مجید کے معانی و مطالب حضور سے بہتر کوئی  
 دوسرا نہیں سمجھ سکتا ہے۔ جب آپ نے انتہائی موثر طریقے سے بتا  
 دیا کہ آیہ تطہیر میں لفظ اہل البیت سے کون سے گھر والے افراد  
 مراد ہیں اور یہی بہتر طریقہ تعلیم ہوتا ہے کہ مطلوبہ معنی کو افعال سے  
 ظاہر کیا جائے جسے آج کل آپ لوگ پرنٹنگ میکل کہتے ہیں۔ تو پھر کوئی  
 وجہ نہیں ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے حضور کی تشریح کو تسلیم نہ کریں۔  
 آپ نے مقصود اہل بیت اٹھارہ کو جو کہ مصداق آیہ تطہیر تھے

چادر میں جمع فرما کر (یعنی گھر کے اندر چادر کا گھر بنا کر) متعارف کروا دیا کہ اہل بیت تطہیر سے مراد صرف آپ خود، آپ کے نفس علی، آپ کی بضعتہ فاطمہ، آپ کے ریکائناتین حسنین مکرّمین علیہم السلام ہیں اور ان کے علاوہ جو بھی ہیں اس عبا کے گھر سے باہر ہیں۔ حتیٰ کہ زوجہ صالحہ نے داخلے کی خواہش کا اظہار بھی کیا تو آپ نے باوجود غلظت عظیم ہونے کے اُن کو اجازت داخلہ در کسا دینے سے گریز فرمایا۔ پھر مسلسل نو مہینے تک آپ ہر نماز کے وقت روزانہ باواز بلند اعلان فرماتے رہے لوگوں کے سامنے ”اللہم حولاء اہلبیتی“ کا ڈھنڈورہ پیٹتے رہے اور اُمت کو ذہن نشین کرانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی کہ آیت تطہیر کے مصداق ”اہل بیت“ کون ہیں۔ اعلان عام کے اس عملی طریقے کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ لوگ اہل بیت کے حقیقی مفہوم سے واقف نہ ہوں۔ رسول مقبولؐ نے جب اتنے شاندار مؤثر طریقے سے تمام شبہات کو دور کر دیا تو اب اُمت کے کسی بھی فرد کو یہ جرات نہیں ہو سکتی کہ اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم وضع کرے۔ اہل بیت تطہیر میں ازواج کو داخل کرنا دراصل رسول صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کا ارتکاب کرنا ہے۔ اور ایسے مرتکب کے دماغ کا یہ خبط ہے کہ وہ معاذ اللہ صاحب القرآن نبی معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ عالم القرآن ہے۔

خبردار! چونکہ خود شارع علیہ السلام نے اس مسئلہ کا حل عملاً متعدد مواقع پر اہل بیت اطہار کا تعارف کروا کر حتمی طور پر پیش کر دیا ہے۔ اس لئے بحیثیت کلمہ گو مسلمان ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا ہے

کریم حضورؐ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کریں۔ کیونکہ سورہ احزاب ہی میں فرمانِ خداوندی ہے کہ:-

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمِئِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا مُبِينًا ﴿۱۰۱﴾ الْأَحْزَابُ

”اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی قضیہ کا فیصلہ فرمادیں کہ ان (امت) کو اس معاملہ میں کوئی اختیار (باقی) رہے۔ اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریحی گمراہی میں پڑا ہے۔“

پس اپنی من مانی ناولیوں پر فیصلہ رسولؐ کو قربان کر دینا اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہے۔ اور ہم پناہ مانگتے ہیں ایسی صریح گمراہی سے جس میں حکیم رسولؐ کی سرتابی ہو۔ لہذا ہمارا ایمان ہے کہ حقیقی اہل بیت اطہار پانچ نفوس آل عبا ہیں۔ ازواج ان میں داخل نہیں ہیں۔

ساری بحث کو سمیٹ کر ہم طاہر الملکی صاحب سے صرف یہ پوچھتے ہیں کہ کیا رسول مقبولؐ نے اپنی کسی زوجہ کو اہل بیت کے الفاظ سے مخاطب کر کے کسی بھی موقع پر آیت تطہیر کی تلاوت فرما کر کہا کہ یہ آیت خدا نے تمہارے لئے نازل کی ہے۔ اگر کوئی ایسا ثبوت مل جائے تو پیش کر دیا جائے۔ ہم ان کی بات مان لیں گے۔ ورنہ محض اہل بیت سے خطاب کافی نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ خطاب گھر کی بلی کے لئے بھی جاقز کہا گیا ہے۔



## خود ساختہ مفہوم کا تجزیاتی جواب

اولاً تو صاحب القرآن کے آیہ قرآنی کا مفہوم بالوضاحت بیان کرنے سے بعد کسی بھی غیر معصوم کا کوئی وضعی مفہوم پیش کرنا دینی امور میں دست درازی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریح کے بعد اس میں رد و بدل کرنے کا کوئی شرعی جواز نہیں رہ جاتا لہذا طاہر الملکی صاحب کے بیان کردہ مفہوم کو اصولی طور پر زیر بحث لانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تاہم محض انہام و تفہیم کی خاطر ہم اس کا تجزیہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ گذشتہ بیان میں ہم نے قرآن مجید احادیث رسولؐ اور زبان عربی کی گرامر سے ثابت کیا کہ ”اہل بیتؑ“ سے صرف بیوی مراد نہیں ہوتی ہے بلکہ گھر کے سب افراد اس میں شامل کئے جاسکتے ہیں حتیٰ کہ علمائے گھر کی بلی تک کو اہل بیت میں شمار کیا ہے۔ جیسا کہ روایت ہے :

”حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ بلی بھی اہلبیت میں سے ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۳۹)

اسی طرح سنی امام اعظم حضرت ابوحنیفہ نے اپنے استاد حماد بن انہول نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ بلی کا جوٹھا (کھلنے میں) کوئی حرج نہیں کیونکہ بلی منجملہ اہل بیت کے ہے۔

(کتاب الاثنا عشر منصف قاضی ابو یوسف ص ۷)

## آیت کا حقیقی مفہوم

اس بغلی عنوان کے تحت طاہر الملکی صاحب نے لکھا ہے کہ :-  
”ان حقائق کے مطابق اہل بیت کا مفہوم یہ ہے کہ :-

”اے نبیؐ کی گھر والیو! ہم نے تمہیں تمام عورتوں پر جو برتری اور فضیلت کا شرف عطا فرمایا ہے اور دنیا کی خواتین کے لئے تمہیں جو مثالی نمونہ قرار دیا ہے وہ اس لئے کہ تمہارا تزکیہ نفس کر کے تمہیں بالکل پاک صاف کر چکے ہیں۔ کیونکہ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں (انما یرید اللہ) تو اسے کر کے رہتے ہیں لہٰذا اَمْرٌ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَهُ

كُنْ فَيَكُونُ) یہی وجہ ہے کہ جب ہم نے تمہارے تزکیہ نفس کا ارادہ کیا تو کُنْ فیکون کے اصول کے تحت فوراً تمہارا تزکیہ ہو گیا۔ اور تم دنیا کی خواتین کے لئے نمونہ بن گئیں۔“

چونکہ اس آیت کریمہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کے لئے وَلِيْطَهَّرْكُمْ تَطْهِيراً (پاکیزہ) کا لفظ استعمال ہوا ہے اس لئے تمام مسلمان انہیں ازواج مطہرات کہتے ہیں یعنی پاک بیبیاں۔

(کتاب زیر بحث ص ۱۷-۱۶)

نہج

قال اهل بيتي عليا وفاطمة والحسن والحسين فجعني بهم فالتقي عليهم النبي صلى الله عليه (وآله) وسلم كساء ثم رفع يديه ثم قال اللهم هؤلاء آلِي فضل علي محمد وآل محمد وانزل الله عز وجل انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت وليطهركم تطهيرا۔

هذا حديث صحيح الاسناد قد صحت الرواية على شرط الشيخين انه علمهم الصلوة على اهل البيت كما علمهم الصلوة على آله۔

ترجمہ:- (اسناد عربی میں دیکھئے) حضرت عبداللہ بن جعفر ابن ابیطالب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزول وحی کے آثار محسوس فرمائے تو ارشاد کیا کہ "میرے پاس بلاؤ" "میرے پاس بلاؤ" حضرت ام المومنین صفیہ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول! کس کو بلائیں؟" آپ نے فرمایا "میرے اہل بیت علی وفاطمة حسن وحسین (علیہم السلام) کو بلاؤ" پس وہ چاروں صاحبان تشریف لائے۔ تو حضور اکرم نے ان کے اوپر ایک چادر ڈالی اور پھر (دعا کے لئے) ہاتھ بلند کر کے فرمایا۔ "اے اللہ میری آل ہیں۔ درود بھیج محمد اور آل محمد پر۔ اس وقت خداوند تعالیٰ نے آیت تطہیر نازل فرمائی۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے کہ شرط شیخین (بخاری و مسلم) کے مطابق صحیح ہے۔ حضور نے اہل بیت پر اسی طرح صلوٰۃ بھیجنے کو فرمایا جس طرح آل پر (گویا آل اور اہل بیت اطہار ایک ہی ہوئے) (مسندک علی القسین ج ۳ ص ۱۷۶ کتاب معرفۃ الصحابہ مناقب اہل بیت رسول اللہ)

لہذا ہماری بحث لفظ "اہل بیت" پر نہیں کیونکہ اس سے اہل بیت نسب، اہل بیت سکنی وغیرہ تمام مراد لئے جاسکتے ہیں اور متفق بین الفریقین حدیث رسولؐ ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے اپنے مقرب صحابی جناب لقمانؑ اُمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنے "اہل بیت" فرمایا۔ اگر نعوذ باللہ بقول طاہر صاحب اہل بیت کا مطلب زوجہ ہے تو پھر موصوف غور فرما کر بتائیں کہ سلمان فارسیؑ کو یہ اعزاز حضورؐ نے کن معنوں میں عطا فرمایا تھا؟

اس بحث میں ہمارا کر و مدعا "اہل بیت اطہار" ہیں۔ جن کی شان میں آیہ تطہیر اُتری۔ خود پیغمبرؐ نے اپنی زوجہ محترمہ کو چادر میں داخل ہونے سے روک کر گھر کے باقی افراد پر واضح کیا کہ آیہ تطہیر کے مصداق وہ مخصوص گھر والے ہیں جو اس چادر تطہیر میں جمع ہیں۔ یہ اجتماع و جلسہ ہم پہلے دو ازواج یعنی بی بی عائشہ اور بی بی ام سلمہ کے گھروں میں ان کی زبانی بطور شہادت تحریر کر چکے ہیں۔ آئیے اب تیسری ام المومنین کے گھر سے گواہی ملا حظم کریں۔

"حدثني ابو الحسن اسمعيل بن محمد بن الفضل بن محمد الشعرائي ثنا جدي ابو بكر بن ابي شيبة الجراي ثنا محمد بن اسمعيل بن ابي قديك حدثني عبد الرحمن بن ابوبكر المليكي عن اسمعيل بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب عن ابيه قال

لما نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الرحمة هابطه قال ادعوا الى ادعوا لي فقالت صفية من يا رسول الله؟



اب اس معیار پر ہی معاملہ صاف ہو جاتا ہے کہ آیا ازواجِ پیغمبرؐ آئینہ تطہیر میں شامل ہیں کہ نہیں۔ آئینہ سے مستفاد طہارت "عصمت" کہلاتی ہے۔ اب آپ خود ایمان سے جواب دیجیے کہ کسی بھی مسلمان نے (جس میں خود طہر صاحب شامل ہیں) یہ دعویٰ کیا ہے کہ ازواجِ النبیؐ منعصوم تھیں۔ اگر جواب ہاں میں ہو تو ثبوت پیش کر کے حقیر کی اصلاح فرما دیجیے۔ ورنہ محض عداوتِ اہل بیتِ اطہار میں نہ ہی اپنی عاقبت خراب کیجیے اور نہ ہی دوسروں کو گمراہی کے راستہ پر ڈالنے۔

**میرے بھولے بھائی** میرے بھولے بھائی! ازواجِ رسولؐ میں کئی تو ایسی محذرات تھیں کہ پہلے غیر مسلم تھیں۔ حضورؐ کے جبارہ عقد میں آنے پر مسلمان ہوئیں۔ بتلایے عصمت و طہارت کہاں رہی؟ کیا اللہ کے ارادے ایسے ہوتے ہیں کہ اس کے اپنے علم ہی کی نفی ہو جائے۔ کہیں تو مشرک کو نجس قرار دے اور اسی کو تاجِ آئینہ تطہیر سونپ دے۔ کیوں صاحبِ اشیاعوں پر بدائے مسئلہ میں فتنہ کرتے کرتے خود ہی بہکی بہکی باتیں شروع کر دی ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اسلام لانے سے پہلے اور آیت کے نزول سے قبل تو وہ طہر نہ تھیں مگر مسلمان ہو کر شرفِ زوجیت پانے کے بعد اور آیت کے نازل ہونے پر مطہرات ہو گئیں تو "ائمہ" کے حصر اور "یرید اللہ" کے ازلی و قدیم ارادہ کا کیا بنے گا؟ اب تو دونوں صورتیں خطرناک ہیں۔ یا تو ازواج کو آیتِ تطہیر کی چادر اور ٹھالیجے پر یا پھر خدائے ذوالجلال کو عاجز و بے خبر تسلیم کر لیجیے۔ کچھ بھی کیجیے بچھٹانا بڑے گا۔

اس حدیث میں بھی رسول مقبولؐ نے آیت کا حقیقی مفہوم سمجھا دیا ہے۔ اور اپنی ترجمہ جرمہ ہی کے سوال میں جواباً تشریح فرمائی ہے کہ میرے اہل بیتِ اطہار علیٰ طاہرہ حسن اور حسین (علیہم السلام) ہیں۔ نبی صاحب کے سامنے ان چاروں کو چادر میں لیا ہے اور درود شریف پڑھا ہے۔ اور اس موقع پر بھی آئینہ تطہیر کا نزول ہوا ہے۔

اسے عظیم الشان اہتمام کے بعد کسی ایماندار شخص کے لئے یہ گنجائش ہی نہیں رہتی ہے کہ وہ "محکمہ رسول اللہ" کا قائل ہو کر ہوئے آپ کا بیان کردہ مفہوم نہ مانے اور من مانا مفہوم گھڑے۔ ہم خاکیلئے اہل بیتِ رسولؐ کے لئے تو اتنا بہت کافی ہے۔ تاہم ناصبیوں کی تسلی و تشفی کے لئے تھوڑی عقلی بحث بھی کر لیتے ہیں۔

**کیا آئینہ تطہیر ازواج پر چسپاں ہو سکتی ہے؟** طاہر الملکی صاحب اور ان کے تلمیذوں سے ہم غور کرنے کی گزارش کرتے ہیں کہ وہ ازراہِ خدا کم سے کم یہ تو سوچیں کہ آیا آئینہ تطہیر ازواجِ النبیؐ پر چسپاں ہو بھی سکتی ہے یا نہیں؟

طاہر صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ کن فیکون کے اصول کے تحت ہو جاتا ہے۔ خاکسار مشتاقِ ان کی اس بات کو تھوڑا بڑھا کر واضح کرتا ہے کہ اللہ کا ارادہ بھی ازلی ہوتا ہے۔ جس طرح وہ خود قدیم ہے اسی طرح ارادہ خدائے قدیم بھی قدیم ہوتا ہے۔ چلیے ہم اس متفقہ بات پر ہی فیصلہ کئے لیتے ہیں کہ جس طہارت کاملہ کا اللہ نے آئینہ تطہیر میں "اہل بیت" کے لئے ارادہ فرمایا کیا فی الحقیقت وہ حضرات "رجس" سے طہر و پاک تھے؟

آیہ تطہیر قرآن مجید کی آیت ہے جو کہ اپنی تفسیر آپ بھی چلے ذرا کتاب الہی سے پوچھتے ہیں کہ اس میں بر خشک و تر کا علم موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ تطہیر کی مطلوب عصمت ازواج کو حاصل نہ تھی کیونکہ بقول شما نمایاں و خاص محبوب محبوب خدا حضرت ام المسلمین عائشہ اور حضرت نبی بنی حنفیہ کے بارے میں خدائے صاحب ارادہ قدیم وازی نے فرمایا ہے ”فقد صبغت قلوبکمھا“ یہ بات صریحاً طہارت و عصمت کے منافی ہے۔ اگر کجی قلب کو طہارت کے معنی دینا آپ کی ٹو کشتہ زری میں ہو تو ہمارے پاس کیا علاج ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایسا مرض ہے کہ اس مرض سے خدا نے اپنے رسول کو مغر ماری کرنے سے روک دیا۔ سورہ تحریم کے مذکور الفاظ پر ہم آئندہ صفحات میں تفصیلی گفتگو پیش کر رہے ہیں۔

اس مقام پر مزید گزارش یہ ہے کہ وفاتِ پیغمبر کے بعد والے حالات، سرزد لغزشیں، اجتہادی غلطیاں وغیرہ بہر حال گناہ تھے۔ اور یہ ساری باتیں طہارتِ کاملہ کے متعارض ہیں۔ ان کی موجودگی میں ایک ہی نتیجہ برآمد ہو سکے گا یا تو یہ اقرار کیا جائے کہ قادر مطلق اپنے ارادہ کو پورا کرنے پر قادر نہ ہو سکا یا پھر ازواج کو آیہ تطہیر سے الگ سمجھا جائے۔ فیصلہ خود کیجیے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے! طاہر صاحب نے جو آیت کا غیر حقیقی مفہوم وضع کیا ہے۔

در اصل قرآن وحدیث سے اس کے خلاف برآمد ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں اس مقام پر جہاں بھی ازواج سے خطاب ہے وہاں ان کو تنبیہ کی گئی ہے۔ اور ایسے خدشات کا اظہار ہے کہ وہ منہیات کی

مربک ہوں۔ لہذا ڈرایا دھمکایا گیا ہے اور ایسا انداز بیان ادبی و عقلی لحاظ سے مطلوبہ طہارت کے لئے عوزوں نہیں ہوتا ہے۔

خود اپنی طرف سے طاہر صاحب نے یہ لکھ کر کہ ”تمہارے تزکیہ نفس کا ارادہ کیا تو کن فیکون کے اصول کے تحت فوراً تمہارا تزکیہ ہو گیا۔ ازواج کو غیر ست اہل بیت اطہار سے عملاً خارج قرار دیا ہے۔ کیونکہ تطہیر و تزکیہ میں فرق ہوتا ہے۔ عصمت و طہارت کاملہ کے لئے تزکیہ کافی نہیں ہوتا ہے۔ یہ بحث میری کتاب ”ذکاۃ الاذہان بجواب جلاۃ الاذہان“ المشہور ”نہار تمہاری دس ہماری“ زیر جواب سوال ۱۱ ص ۶۵ میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔

پس جب بقول شما تزکیہ ہوا جس سے عصمت مستفادہ نہیں تو پھر یہ دعویٰ بے دلیل ہوگا کہ وہ خواتین کے لئے مثالی نمونہ بن گئیں نیز صرف لوگوں کے مطہر کہہ دینے سے ضروری نہیں کہ خدا بھی کسی ممدوح عوام کو فی الواقعہ مطہر بنا دے یہ

## ”ازواجِ مطہرات کے متعلق حضور کیلئے ہدایت“

اس عنوان کے ذیل میں طاہر الملکی صاحب رقمطراز ہیں کہ:

”اہل بیت رسول (ازواجِ مطہرات) کو پاک و مطہر کرنے

لے کہنے والے کا منہ بند نہیں کیا جاسکتا۔ لوگ رسول کو تو نور کہنا گناہ سمجھتے ہیں لیکن حضرت عثمان کو ”ذیل نور والا“ کہہ جاتے ہیں۔



کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمادیا کہ :-  
 ”اے پیارے نبی! ایسی با عظمت اور پاکیزہ بیویوں کو اب تم  
 طلاق نہیں دے سکتے کیونکہ یہ کڑی سے کڑی آزمائش میں بھی پوری  
 اُتر چکی ہیں۔ اب یہ ابد تک تمہاری بیویاں اور تمہاری اہل بیت ہیں“

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ  
 بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ (۵۲)

اور امت مسلمہ کو بتادیا کہ

• یہ اہل بیت رسول قیامت تک کے لئے اہل بیت المؤمنین  
 یعنی تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ (وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۝۳۳)  
 • اسی وجہ سے پیغمبر کے بعد اب کوئی ان سے نکاح  
 نہیں کر سکتا۔

(وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۝۳۳)  
 (کتاب زیر جواب ص ۱۸۷)

## جواب ہدایت

طاہر المکی صاحب کا ”اہل بیت رسول“ کی خطوط وحدانی میں  
 ”(ازواج مطہرات)“ کے لفظوں سے اکثر تشریح کرنا اس بات کا  
 بین ثبوت ہے کہ اختراعی معنی اُن کے اپنے ہیں اور امت مسلمہ کی  
 اکثریت اس مفہوم سے نا آشنا ہے۔ پھر روایت لفظی کی طرز پر  
 باقاعدہ ” کے ساتھ اپنی عبارت کو کلام خداوندی کا ترجمہ  
 ظاہر کرنا درحقیقت تحریف فی القرآن ہے۔ ورنہ وہ ان الفاظ کا

۱۰۵  
 عربی متن قرآن میں دیکھا کر منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ قرآنی عبارتوں  
 کو اپنے مفہوم کے سانچے میں ڈھال کر پیش کرنا اور اپنی کلام کو خدا کی  
 کلام میں ملانا ملکی قوانین و مروجہ کے مطابق بھی قابلِ لغزیر ہے۔ اور  
 شرعی لحاظ سے تو یہ بات سخت مذموم ہے۔

پھر یہ کہ جب طاہر صاحب کے نزدیک اہل بیت سے مراد ہی  
 ازواج ہیں تو پھر ”تمہاری بیویاں اور تمہاری اہل بیت“ کے مہمل جملہ سے  
 کیا مطلب ہوگا؟ آیت بھی ادھوری نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ اصل الفاظ  
 قرآن یوں ہیں۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ  
 بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ  
 يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا ۝۳۳

ترجمہ :- ان کے علاوہ اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں  
 ہیں۔ اور نہ یہ درست ہے کہ آپ ان (موجودہ) بیبیوں کی جگہ دوسری  
 بیبیاں کر لیں۔ اگر آپ کو ان دوسریوں کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو  
 آپ کی مملوکہ (لونڈیاں) ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز (کی حقیقت اور  
 آثار و مصالح) کا پورا نگران ہے۔

(ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی)

ہم اس بات سے متفق ہیں کہ حضور کو یہ ہدایت موصول ہوئی کہ  
 اب وہ موجودہ بیویوں کے بعد اور کوئی نکاح نہ فرمائیں۔ ان کو تبدیل  
 نہ کریں ماسوا لوندیوں کے مگر یہ ہدایت آیہ تطہیر میں ازواج کے  
 شمولیت کی دلیل نہیں ہے۔

طاہر صاحب کا یہ لکھنا کہ :-

”اہل بیت رسولؐ (ازواج مطہرات) کو پاک و مطہر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمادیا کہ ”اس بات کا ثبوت ہے کہ ازواج اس سے پہلے پاک و مطہر تھیں جو کہ ارادہ خداوندی کے خلاف ہے۔“

خاص قابل توجہ امر یہ ہے کہ اس آیت سے ما قبل ولی آیت میں خدائے تعالیٰ نے حضور کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ جسے چاہیں رکھیں اور جسے چاہیں نہ رکھیں۔ ایک خصوصی رعایت کے بعد ارشاد ہے کہ :-

”ان (ازواج) میں سے آپ جس کو چاہیں اور جب چاہیں الگ کر دیں اور جس کو (جب) چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ اور جن عورتوں کو آپ نے الگ کر دیا تھا اگر پھر آپ ان کے خواہاں ہوں تو بھی آپ پر کوئی مضائقہ نہیں۔“ (الاحزاب ۵۱)

پس اس مراعت سے صاف معلوم ہوا کہ باوجودیکہ حضور کو مزید نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا مگر موجودہ ازواج پر ان کا اقتدار اختیار مندرجہ بالا منقول آیت کی روشنی میں قائم و بحال رہے گا کیونکہ ”جس کو چاہیں اور جب چاہیں“ کا اختیار عام اور دائمی ہے جیسا کہ الفاظ سے ماخوذ ہے۔

یہ بھی مد نظر رہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی زوجہ کو الگ کریں گے تو اس کا باعث ”ناراضگی رسولؐ“ اور ناخوشگوار ہو گا۔ اسی طرح جن کو پہلے الگ کرنے کا تذکرہ کیا گیا وہاں بھی باہمی رنجشیں ہوں گی۔ جو سب کچھ مانع طہارت کا ملہ ہے۔

طاہر صاحب کا خواہنا وہ اس بات کو خدا کی طرف منسوب کرنا کہ ”اب تم طلاق نہیں دے سکتے“ بالکل خلاف واقعہ اور متعارض قرآن مجید ہے۔ حالانکہ حضور کو اس بات کا دائمی اختیار ہے کہ ”جس کو جب چاہیں الگ کر دیں“

ازواج النبیؐ کا مسلمانوں کی مائیں ہونا غیر متنازعہ امر ہے۔ لہذا اس پر کسی بحث کی ضرورت نہیں رہے۔ اسی طرح امہات المسلمین سے نکاح کی خواہش حرام ہے۔ لیکن کتب میں ملتا ہے کہ بعض نامور لوگوں نے اس مذموم و حرام ارادہ کا اظہار کیا۔ ان بد بختوں میں امیر طہار الملکی نیز جیسے فاسق و پلید کا نام بھی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب حکم پردہ کی آیت نازل ہو چکی تو ایک مرتبہ حضرت طلحہؓ نے فرمایا کہ اب تو اندھیر ہے کہ ہم لوگ اپنی چچا زاد یوں (پیغمبر کی ازواج) سے بھی پردہ کے باہر سے بات کریں۔ اگر رسولؐ مر گئے تو میں عائشہؓ سے نکاح کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسلمانوں پر ازواج النبیؓ ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔ (تفسیر درمنثور جلد ۵ ص ۲۱۴)

طاہر الملکی صاحب کے مدح اور امیر نیزید ملعون نے خلاف حکم قرآن حضرت عائشہؓ کے ساتھ عقد کرنے کا ارادہ کیا۔ ملاحظہ فرمائیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مشہور کتاب مدارج النبوة۔ الحمد للہ ہم شیعان اہلبیت رسولؐ نہ صرف آل رسولؐ کو اپنا پیشوا مانتے ہیں بلکہ ازواج رسولؐ، اصحاب رسولؐ اور مجتہدین رسولؐ سب ہی کو اپنی اپنی جگہ و مقام پر معزز، محترم اور لائق صد ادب



اقسام ہو سکتی ہیں ان سب میں سب سے زیادہ سخت وہ صورت ہے جس میں ازواج النبی کی شان کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن پاک نے اپنے رسولؐ کے تحت خصوصیت سے اس جزیئے کا ذکر فرمایا ہے۔

رحمۃ للعالمین جلد دوم ص ۱۳۵  
(کتاب زیر جواب ص ۱۸-۱۹)

## مُؤذی رسولؐ ملعون ہے

حسب عادت قبیلہ طاسر الملکی صاحب نے پیش کردہ آیت قرآن کا مطلب بھی اپنے ناقص نظریئے کے سانچے میں ڈھال کر پیش کیا ہے۔ اول الذکر حوالہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید ہی سے اس کی وضاحت دریافت کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ

”اے ایماندارو! (اولین مخاطب اصحاب ہیں یعنی اے صحابو!) تم لوگ پیغمبرؐ کے گھروں میں نہ جایا کرو۔ مگر جب تم کو کھانے کے واسطے اجازت دی جاوے۔ (لیکن) اس کے پینے کا انتظار (نہی) کے گھروں میں بیٹھ کر نہ کرو۔ مگر جب تم کو بلایا جائے تو (ٹھیک وقت پر)

”بیوتہ“ نہیں۔

اعتقاد کرتے ہیں خصوصاً ازواج النبیؐ کو بمطابق حکم قرآن ”مائیں“ سمجھتے ہیں۔ اگر کسی سبب معقول کے باعث کسی ام المسلمین سے بشری و فطری تقاضوں کے تحت سیاسی یا مسلکی اختلاف بھی رکھتے ہیں تو ان حدود سے باہر نہیں جاتے ہیں جو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے متعین کی ہیں۔

## ”ازواج رسولؐ کو اذیت دینا رسول اللہ کو اذیت دینا ہے“

اور خبردار کیا  
★ کہ یاد رکھو! امہات المؤمنین سے گستاخی یا ان کی نافرمانی کر کے انہیں تکلیف مت پہنچاؤ۔ کیونکہ اس طرح رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تکلیف پہنچتی ہے۔

(وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ ۚ) ★ اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی اہل بیت (گھر والوں) سے گستاخی اور ان کی نافرمانی اللہ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔

(إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۚ) مشہور سیرت نگار قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ایذا کے رسولؐ کی جتنی

جاؤ۔ پھر جب کھا چکو تو (فوراً) چلے جایا کرو۔ اور باتوں میں مت لگ  
جایا کرو۔ کیونکہ اس سے پیغمبر کو اذیت ہوتی ہے۔ اور وہ  
تمہارا تکلف میں لحاظ کرتے ہیں۔ اور خدا تو بلا تکلف حق کو ظاہر کرتا  
ہے۔ اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے باہر سے  
مانگا کرو۔ یہی تمہارے دلوں اور اُن (بیبیوں) کے دلوں کے واسطے  
بہت صفائی کی بات ہے۔ اور تمہارے واسطے یہ جائز نہیں ہے کہ  
رسول اللہ کو (کسی طرح) اذیت دو۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس  
کے بوجھیں اس کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بے شک یہ خدا کے نزدیک  
بڑا (گناہ) ہے۔

” (آگاہ رہو) تم کسی چیز کو چھپا دیا ظاہر کرو خدا تو ہر شے سے  
یقیناً آگاہ ہے۔“ (الاحزاب ۵۲-۵۳)

ان آیات سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ ازواج رسولؐ کی شان  
میں وہ کون سا رویہ ہے جو باعث اذیت رسولؐ ہے۔ نیز اذیت  
پہنچانے والے بھی ظاہر ہو جاتے ہیں بس تھوڑے غور کی ضرورت  
ہے۔ تفاسیر میں ہے کہ بوقت نکاح ام المؤمنین حضرت زینبؓ دعوت  
ولیمہ پر اصحاب کا کھانا تناول فرما کر باتوں میں لگے رہنا حضورؐ کے لئے  
ناگوار و باعث اذیت ہوا لہذا وحی کا نزول ہو گیا۔

مجاہد سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ  
کھانا تناول فرما رہے تھے کہ حضرت عمرؓ آگئے۔ آپؐ نے کھانے کو پوچھا تو  
وہ بھی بیٹھ گئے۔ اتفاقاً کھانے میں حضرت عمرؓ کی انگلی بی بی عائشہ  
سے لگ گئی تو حضورؐ کو یہ ناگوار گذرا اور اُسی وقت آیت حجاب

نازل ہوئی۔ (تفسیر درمنثور جلد ۵ ص ۲۱۳)

جہاں تک حضورؐ کی ازواج صالحات کو اذیت دینے کی بات  
ہے بلاشبہ اس کا تعلق ایذائے رسولؐ سے ہو گا۔ لیکن اصل مرکز رسولؐ  
ہیں نہ کہ ”ازواج“ کیونکہ خود ازواج کے لئے بھی ہے کہ اگر وہ رسولؐ  
کو اذیت پہنچائیں گی تو حسب قرآن دوبری سزاوار ہوں گی۔ لہذا قرآن  
تفاسیر سے یہی ماخوذ ہوتا ہے کہ تقدیم و تقصیر رسول اللہ کو حاصل  
ہے۔ ازواج کو نہیں۔ البتہ یہ باعث اذیت ہو سکتی ہیں۔ جس طرح  
حضرت طلحہ کا ارادہ عقیدہ اذیت کا باعث ہوا بسبب عائشہؓ۔ یا  
دعوت ولیمہ میں گپ بازی وجہ ناگواری ہوئی باعث زینبؓ۔ اسی  
طرح حضرت عمرؓ کی انگلی کا حضرت عائشہؓ کی انگلی سے اتفاقاً لگ جانا  
حضورؐ کو برا لگا۔ الغرض مقصود قدرت یہی ہے کہ میرے رسولؐ کو  
کسی بھی قسم کی اذیت نہ دی جائے۔ چنانچہ حکم رسولؐ ہے کہ:-

**ایذائے فاطمہؓ ایذائے رسولؐ ہے**۔ (سوربن مخرمہ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا  
فاطمہؓ میرا ٹکڑا (دل) ہے۔ جس نے اُسے ایذا دی اُس نے مجھے  
ایذا دی۔ (احمد و حاکم)

۲۔ ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا فاطمہؓ  
میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ ایذا دیتی ہے وہ چیز مجھے جو فاطمہؓ کو ایذا  
دیتی ہے۔ (احمد۔ ترمذی۔ حاکم)

**علیؓ کو اذیت دینا رسولؐ کو اذیت دینا ہے**۔ (حضرت سعد بن ابی وقاص سے



مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے علی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ (ابو یعلیٰ - ابو ہریرہ)  
عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے علی کو بُرا کہا۔  
حضرت عمر اس سے کہنے لگے اس قبر کے صاحب کو جانتا ہے؟ یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اودہ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہیں۔ علی کا بجز نیکی کے ذکر مت کرو۔ اگر تم نے ان کی شان گھٹائی تو تو اس قبر کے صاحب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایذا دے گا۔

(مناقب احمد بن حنبل بحوالہ ارجح المطالب ص ۶۳۹)

**حسن کو اذیت رسول کو اذیت ہے** | انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک

روز حضور اپنے دو لشکر پر سو رہے تھے کہ اچانک (امام) حسن (بن علی) تشریف لائے۔ سکتے ہوئے حضور کے سینہ اقدس پر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کو روکا (ٹوکا) پس سید دو عالم نے ارشاد کیا افسوس ہے تم پر اے انس! چھوڑ دے میرے بیٹے کو میرے میوہ دل کو (کیونکہ) جس نے اس کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔ - - - -

(طبرانی فی الکبیر)

**حسین کے روئے سے رسول** | حضرت زید بن زیاد کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ کے گھر سے نکل کر باب فاطمہ سے گزرے۔ اور حسین کو روئے ہوئے سنا (بے تاب ہو کر) فرمایا۔ اے فاطمہ کیا تم نہیں جانتی ہو؟ کہ اس (حسین) کے روئے سے مجھے اذیت پہنچتی ہے۔ (نزل الابرار)

بس کیا کہوں؟ تعجب ہے کہ رسول اللہ کو اذیت دینے کا تذکرہ کرنے والے لوگ اُن کے اہل بیت کے حقوق غضب کر کے مسلسل حضور کو تکلیف دیتے رہتے ہیں۔ ازواج سے محبت رکھنے کے دعویدار اولاد سے عداوت رکھتے ہیں۔

ہم شیعہ محبت رسول میں اس قدر دیوانے ہیں کہ اگر مٹی کے ذرات بھی رسول سے کوئی نسبت پا جاتے ہیں تو ہم خاکِ شفا سمجھ کر ماتھے ٹیک دیتے ہیں۔ عام جانور کو رسول کے ساتھ کوئی واسطہ ہو جائے تو ہم اس کی شبیہ کا احترام کرتے ہیں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے رسول کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی شان میں کسی قسم کی کوئی گستاخی کر کے رسول کو تکلیف دیں۔ اگر ہمارا کسی مائی سے اختلاف بھی ہو جاتا ہے تو معاملہ ماں بیٹوں کا ہے۔ ہمارے ماں اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس موقع پر جنگِ جمل اور اس کے بعد کا اسوہ علویہ ہمیشہ ہمارے پیشِ نظر رہتا ہے۔ ہمارا ماں سے اختلاف بھی ہمیشہ باپ کی حمایت میں ہوتا ہے۔

**ایک لاجواب قرآنی دلیل** | اس آیت (سورہ احزاب ۵۷) میں ایک لطیف نکتہ ہے بلکہ لاجواب قرآنی دلیل ہے کہ اگر لقول طاہر الملک صاحب ازواج کی تطہیر یا تزکیہ نفس

بمطابق آیہ تطہیر بموجب ادارۂ خدائے ذوالجلال ہو گئی تھی تو پھر بعد  
میں اللہ کا یہ فرمان کہ ”ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ“  
یعنی پردہ تمہارے اور ازواج النبی کے درمیان ذریعہ طہارت  
قلبی ہے۔ کیا معنی رکھتا ہے؟  
پس اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس بات کا اٹل ثبوت ہے کہ وہ طہارت  
کاملہ جو آیہ تطہیر میں مقصود ہے ازواج کے ساتھ اس کا کوئی تعلق  
نہیں ہے ورنہ ایسے مظہر افراد کے لئے اس طرح کا حکم دینا ایک بے معنی  
کی بات ہے۔ البتہ یہ فرمانا ”مغنت قلوب“ کے خدائے کو مستحکم کرتا ہے  
جو کہ مانع تطہیر ہے۔

الْفَرْصُ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا وَالْأَجْرُ مَطْلُوعًا  
عمر زدن ہو سکا۔ مگر طاہر الملکی کے امیر مزید ملعون نے اس کا ارادہ  
کر لیا۔ لیکن قدرت جو ارادوں کو توڑ کر اپنے آپ کو منواتی ہے اس کو  
ایسا کرنے سے پہلے ہی زوجہ رسول کو اس جہان فانی سے اٹھالے گئی۔  
پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچانے کی  
سمت صورت یہ ہے کہ اُن محبوبین رسول کو ایذا دی جائے جن کو  
ایذا دینے سے رسول کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اور وہ حضرات اہل بیت  
اطہار علیہم السلام ہیں۔ جن کو طاہر الملکی رسول کے گھری سے باہر نکال  
رہے ہیں۔ جبکہ رسول ان کو گھر کے اندر بھی ملکی کا گھر بنا کر مخصوص و  
مظہر گھر والے بنا بنا کر دکھا رہے ہیں۔ کبھی میدان میں ہجوم عام کے  
سامنے ان کا تعارف ”اہل بیتی“ کہہ کر کراتے ہیں۔ کبھی گھر میں  
گھروالوں کو دکھا دکھا کر ”اللھم ھوْلاً اھلبیتی“ فرماتے ہیں۔

طاہر صاحب کا یہ پرچار براہ راست ازواج رسول کے لئے اذیت رسال  
ہے کیونکہ وہ بالعمل بالقول امہات المسلمین کو جھوٹا قرار دے  
کر بیختم پاک ”گو اہل بیت رسول“ سے خارج قرار دیتے ہیں۔ بی بی  
عائشہؓ بی بی ام سلمہؓ بی بی صفیہؓ جنہوں نے خود بیان کیا کہ ”بیختم پاک“  
اہل بیت اطہار ہیں۔ طاہر صاحب ان بیبیوں کی نافرمانی و تکذیب کرتے  
ہوئے اور ان کی بات کو نہ مانتے ہوئے درحقیقت ازواج النبیؓ  
اہل بیت رسولؐ اور خود حضرت پیغمبرؐ کو اذیت دینے کا ارتکاب کر رہے  
ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ مجزئے کا ذکر کرتے  
ہیں اور کلیے کا انکار کرتے ہیں۔

## ”ازواج مطہرات کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے“

اور فرمایا کہ

☆ یہ تو تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ازواج مطہرات  
(رسول اللہ کی اہل بیت) سے گستاخی یا ان کی نافرمانی کر کے جو کوئی  
انہیں ایذا پہنچاتا ہے وہ دراصل رسول کو ایذا پہنچاتا ہے۔ اس لئے  
یہ بھی سن لو کہ رسول کو ایذا دینے والا حقیقت میں خدا کو ایذا دیتا  
ہے۔ ایسے مودی لوگ ملعون ہیں۔ اور خدا نے ان کے لئے دردناک عذاب  
تیار کر رکھا ہے۔



گھڑی گھڑی، گھڑی گھڑی، تری تری، لعنت ہے شمار لعنت۔  
 واضح ہو کہ آیت منقولہ بالا میں ”اذیت خدا و رسول“ کا ذکر ہے۔  
 اذیت ازواج نہیں ہے۔ لہذا یہ احاطہ و گمان موجود ہے کہ اگر کوئی  
 صحابی، زوجہ یا فرد خاندان رسول بھی خدا اور اس کے رسول کو اذیت  
 پہنچائے گا تو حسب حکم القرآن اس کے ساتھ بھی یہی ہوگا۔ جو عام  
 مودی رسول کے لئے ہے۔ اور ذہن میں رہے کہ خطاب کے اولین  
 مخاطب اصحاب رسول رضی اللہ عنہم ہی تھے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ  
 اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا  
 مُّهِينًا ﴿۵۹﴾ (حقیقی اہل بیت رسول ص ۱۹)

## مودی رسول خدا ہے

خدا کے اس کلام کو عملی طور پر حقیقت کا جامہ ہم پہناتے ہیں کہ  
 ہر مودی رسول کو صبح و شام بے شمار لعنت کرنا اجر عظیم سمجھتے ہیں۔  
 اور مودی لوگوں کے حامیوں نے ہمیں تبرائی مشہور کر رکھا ہے۔ پس  
 رسول کو اذیت خواہ ازواج رسول کو اذیت دینے سے پہنچے یا آل  
 رسول کو تکلیف پہنچانے سے ہم ہر مودی کو ملعون سمجھتے ہیں۔ اور عملاً  
 اللہ کی بات کا مشاہداتی ثبوت ہٹیا کرتے ہیں۔ کہ دشمنان رسول پر  
 دُنیا میں بھی لعنت ہو۔ پس جس کسی نے بھی رسول کی کسی زوجہ کو مودکھ  
 دے کر حضور کو اذیت پہنچائی ہے بے شک وہ ملعون ہے۔ اسی طرح  
 ہر اس فرد پر لعنت ہو جو علی کو اذیت دے کر موجب اذیت  
 پیغمبر ہوا۔ اس پر بھی لعنت ہے شمار ہو جس نے بھی فاطمہ  
 کو تکلیف پہنچا کر ان کے والد کو ایذا دی۔ اُن سب پر ان گنت  
 لعنت جہنوں نے حسن مجتبیٰ کو رنجیدہ کر کے نبی آخر کو اذیت  
 پہنچائی۔ ہر اس پر لاتعداد لعنت ہو جس نے حسین مظلوم پر  
 ظلم کر کے ان کے نانا رسول مقبول کو اذیت دی۔ ایسے تمام  
 مودیوں پر صبح لعنت شام لعنت۔ الغرض مودی رسول پر

## ازواج رسول سے گستاخی کرنے پر سزا

اور

★ — ازواج مطہرات کی بدگوئی کرنے والے ان کے  
 متعلق مخالفانہ پروپیگنڈا کرنے والے (مُرجفون) منافق ہیں اور  
 اُن کے دل مریض ہیں۔

(لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ  
 مَّرَضٌ ﴿۳۳﴾)

★ — ان ملعونوں کا صرف ایک علاج ہے کہ جہاں ملیں وہیں  
 پکڑ کر انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے  
 جائیں۔

(مَلْعُونِينَ ۖ أَيَّمَا ثَقِيفٍ أَخَذُوا وَقَتَلُوا  
 ثَقِيفًا ﴿۳۴﴾)

(کتاب زیر بحث ص ۱۹)

## مُرجفون کی سزا

سورہ احزاب کی ساتھویں آیت ان منافقین مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی جو بظاہر خود کو اصحاب رسولؐ ظاہر کرتے تھے۔ مگر مختلف طریقوں سے مومنین اصحاب کو سناتے تھے مثلاً کبھی مسلمانوں کا لشکر جہاد کے لئے نکلا تو ان لوگوں نے اُن مومنین کے رشتہ داروں کو صدمہ پہنچانے کی غرض سے جھوٹ موٹ اڑا دیا کہ فلاں مارا گیا۔ فلاں قید ہو گیا اور اسی طرح کی جھوٹی افواہیں وغیرہ۔ چنانچہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یوں ہے:

” منافقین وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں مرض ہے۔ اور جو لوگ شہر مدینہ میں بری خبریں اڑا کر تے ہیں اگر یہ لوگ (شرارتوں سے) باز نہ آئیں گے تو ہم تم (رسولؐ) ہی کو ان پر مسلط کر دیں گے۔ پھر وہ تمہارے پاس تھوڑی مدت کے سوا نہیں بھڑبھائی گے“

ظاہر الملکی صاحب نے ان منافقوں کی جھوٹی خبروں کو ”ازواج کے خلاف پروپیگنڈا“ قرار دے کر ایک مزید جھوٹی خبر کو پھیلانے کا پرچار کر کے اس نعرہ کا متبع ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ حالانکہ آیت موصوفہ کا ازواج رسولؐ سے رتی بھر بھی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ ہی انہوں نے ازواج کے بارے میں کوئی اس قسم کی حرکت کی۔ بلکہ ایسا لگتا ہے کہ فاضل مؤلف مسٹر ظاہر ایسی غلط بیانی کر کے خود اپنے آپ کو مرجفون کے زمرہ میں داخل کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ پھر یہ کہ خدا نے ان منافقوں کی اس افواہ بازی کو ”مدینہ“

مکہ و مدینہ بیان کیا گیا ہے۔ اور خدا خود ہی ان کم بختوں کی عمر کو تھوڑا بیان کر کے غلبہ و تسلط پیغمبرؐ کا وعدہ کر رہا ہے۔ پس اس آیت سے ایسا سب سے معلوم نہیں ہوتا کہ کسی مسلمان نے ازواج کے خلاف کوئی پروپیگنڈا کیا ہو۔ یہ سراسر مسٹر ظاہر الملکی کی من پسند تشریح ہے۔ چنانچہ مدینہ کے ایسے منافق جو مجاہد مسلمانوں کو بد دل کیا کرتے تھے۔ اُن کی سزا و علاج خدا نے اس کی اگلی آیت ۶۱ میں بیان کر دی ہے کہ یہ ملعون جہاں ملیں ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

خبردار! ”مرجف“ کے معنی فساد پھیلانے والا اور گڑبڑ ڈالنے والا ہوتے ہیں۔ پس وہ ملعون ہے کیونکہ فتنہ و فساد قتل و غارتگری سے بھی شدید ہوتا ہے۔ پس مسلمان ہونے کا دعویدار اگر ایسی کوشش کرے گا تو اس سے یقیناً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچی گی۔ اسی طرح قرآن مجید کی تفسیر بالرائے کو بھی فساد کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان امراض سے سب کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

## دُور شریف اور ازواجِ مطہرات (آل محمد)

ان بدگوئی کرنے والے مجرم منافقین کے مقابلہ میں ملتِ مسلمہ کو حکم ہوا کہ وہ محمد و ازواجِ محمدؐ کی تعریف و توصیف اور مدح و ثنا کریں۔ اور ان کے لئے رحمت و برکت کی اس طرح دعا کریں جس طرح قرشتوں نے ابراہیمؑ کے لئے رحمت و برکت کی دعا کی اور ان پر درود بھیجا۔ اسی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تمام مسلمان ہر نماز میں محمد و آل محمدؐ پر



نہیں دی گئی ہے؟

۳۔ اور قرآن مجید کی کس آیت سے درود شریف کے لئے یہ الفاظ لئے گئے ہیں؟ وغیرہ۔

آئے ہم آپ کو ان سوالوں کے جوابات بتائیں تاکہ آپ کے دل میں پوری عظمت کے ساتھ اجاگر ہو اور دماغ میں اچھی طرح منقش ہو جائے۔

ابھی چند صفحے قبل ہم نے حضرت ابراہیم اور ان کی اہل بیت (گھروالی) کی شان میں نازل شدہ ایک آیت پیش کی تھی۔ وہ ایک مرتبہ پھر سامنے آئی۔ آیت یہ ہے۔

قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝

فرشتوں نے کہا کیا تم امر الہی پر تعجب کرتی ہو اے گھروالی؟ تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں (آئے، حمید مجید) بلاشبہ وہ حمد کے لائق اور نہایت مجد و بزرگی والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا درود نقل فرمایا ہے۔ جو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام اور اہل بیت ابراہیم (حضرت ابراہیم کی گھروالی) پر بھیجا تھا۔

ہم مسلمان ہی درود شریف اپنے محبوب پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت محمد (آنحضرت کی ازواج مطہرات) پر بھیجتے اور خدا سے التجا کرتے ہیں کہ:-

اے اللہ! جس طرح تیرے فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام

درود بھیجتے اور ان کے لئے خدا سے رحمت و برکت کی التجا کرتے ہیں۔

اس کی تفصیل | یہ تو سب جانتے ہیں کہ نماز کی آخری رکعت میں التجات کے بعد ہم درود شریف پڑھتے ہیں۔ جو

ہو بہو یکساں ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ پہلے درود میں صلاۃ (رحمت) کا لفظ ہے اور دوسرے درود میں برکت کا لفظ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

یعنی پہلے درود میں اگر صل کی جگہ بارک اور صلیت کی جگہ بَارکَت کا لفظ لگا دیں تو دوسرا درود بن جاتا ہے۔ درود شریف کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں:-

”اے اللہ اپنی رحمت/برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت/برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر (اِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ) بلاشبہ تو حمید و مجید ہے“

یہ درود شریف ہم ہمیشہ پڑھتے ہیں مگر اس کا مفہوم نہیں سمجھتے بس طوطے کی طرح سنی ہوئی چیز دہرا دیتے ہیں۔ ہمیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ:-

۱۔ درود شریف میں محمد و آل محمد پر جو درود بھیجی گئی ہے وہ خاص طور پر صلاۃ (رحمت) و برکت کے دو لفظوں کے ساتھ کیوں بھیجی گئی ہے؟

۲۔ اس میں محمد و آل محمد کو ابراہیم و آل ابراہیم کے ساتھ کیوں

ہو رہا ہے حضور اکرمؐ کی مذکورہ پیش گوئی کے مطابق یہ بات بھی عام مسلمانوں کے لئے نئی اور انوکھی ہوگی کہ مسلمان جو نماز میں آل محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں وہ صرف ازواج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے۔ طاہر صاحب سے پہلے یا ان سے نا آشنا موجودہ صفحہ ہستی کے مسلمان درود شریف کے مفہوم سے نا بلند ہیں اور صدیوں سے ”طوطے کی طرح رٹی ہوئی بات دہرا دیتے ہیں۔“ اب دنیائے اسلام کو طاہر صاحب ان کی غلطی سے آگاہ کر رہے ہیں۔ اور اپنے خود ساختہ مفہوم کی تعلیم دے رہے ہیں کہ مسلمان جو آل رسولؐ یا اولاد رسولؐ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں ان کا الیا کرنا درست نہیں ہے۔ دراصل ان کو ازواج پر درود بھیجنا چاہیئے حالانکہ عام مسلمان محافل میں اصحاب و ازواج پر جُدا درود پڑھتے ہیں۔ اور اضافی الفاظ کے ساتھ ”اللہم صلی علی محمد وآلہ واصحابہ وائہ واجہہ“ پڑھتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آل ”اصحاب“ اور ”ازواج“ تینوں میں فرق ضرور ہے۔ اور یہ فرق صدیوں سے نمایاں و عیاں چلا آ رہا ہے۔ لیکن طاہر الملکی صاحب نے ان سب فرقوں کو مٹا کر ایسا فرقہ پیدا کیا ہے کہ اصحاب و آل کو یک قلم خارج کر دیا اور درود کے اہل صرف ”محمد و ازواج محمدؐ“ قرار دیئے۔ ان کے بقول نمازی کے درود کا مفہوم یہی ہے کہ پیغمبر اور ان کی بیویوں پر درود دے۔

طاہر صاحبؒ اپنے نظریاتی درود شریف کی پوری عظمت کو اجاگر کرنے کے لئے اور اپنا مفہوم لوگوں کے دماغ میں منقش کرنے کی خاطر تین سوالات وضع کئے ہیں۔ جو آپ نے ان کجیاں منقولہ برگزشتہ صفحات پر ملاحظہ فرمائے۔ جن کا ماحصل یہ ہے کہ درود میں صلوٰۃ (رحمت)

اور آل ابراہیمؑ (حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ) پر درود بھیجا تھا اور ٹوٹنے قبول فرمایا تھا۔ اسی طرح ہم اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمدؐ (آنحضرت کی ازواج مطہرات) پر درود بھیج رہے ہیں اسے بھی قبول فرما، کیونکہ تو حمید و مجید ہے۔“

(حقیقی اہل بیت رسول ص ۲۲ تا ۲۴)

## درود اور آل محمد علیہم السلام

آج کل ایک مخصوص گروہ کی طرف سے دشمنی خاندان رسالت مآبؐ بغض اہلبیتؑ رسولؐ، عداوت آل نبیؐ کا جس طمطراق سے مظاہرہ کیا جا رہا ہے اور دشمنان کذبہ پیغمبرؐ کے بارے میں جو عجیب و غریب ان سنی باتیں بڑے زور و شور کے ساتھ اشاعت پذیر ہو رہی ہیں انہیں پڑھ اور سن کر صداقت محمدؐ پر ایمان میں مزید استحکام پیدا ہوتا ہے۔ حضورؐ کی حدیث ہے کہ:-

”حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے دجال اور کذاب ظاہر ہوں گے جو ایسی باتیں لے آئیں گے جو کبھی تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے۔ پس ان سے بچو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔“ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۸)

میرے سچے رسولؐ خدا کا یہ ارشاد حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ جو ان جوں زمانہ بیت رہا ہے۔ اعجاز مصطفویؐ کا اظہار



اس کا تعلق "سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" سے تو ہو سکتا ہے۔ لیکن درود شریف سے نہیں۔

۳۔ درود شریف میں لفظ "آل" استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن مجید میں کسی ایک بھی مقام پر عورت (بیوی) کے لئے یہ لفظ وارد نہیں ہوا ہے۔

۴۔ آل ابراہیم کا تعارف قرآن مجید میں اس طرح ہے کہ  
 (۱) اَمْرٌ یَّحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰهُمْ  
 اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتٰنَا آلَ اِبْرٰهیمَ  
 الْکِتٰبَ وَالحِکْمَۃَ ۚ وَاتَّيْنٰهُمْ نُلْکًا عَظِیْمًا ۝

یعنی یا وہ (اللہ کے خاص) لوگوں سے اس فضل کی وجہ سے  
 حد کرتے ہیں جو انہیں اللہ نے دیا ہے (اس کا کیا علاج ہے؟)  
 ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا کی ہے۔ اور ان کو ملک عظیم بھی  
 عطا کیا ہے۔ (سورۃ النساء ۵۴)

ابطاہر صاحب ایمان سے بتائیں کہ اگر آل سے مراد زوجہ ابراہیم  
 ہے تو ان بی بی صاحبہ کو کون سی کتاب عطا کی گئی اور ان کو کس بڑی  
 سلطنت کا حکمران بنایا گیا؟

(ب) سورۃ الحجرات کی آیت ۵۹ ہے کہ  
 اِلَّا اَلْاٰلَ لَوْطٍ اِنَّا لَمُتَّخِیْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

یعنی مگر آل لوط کو ہم سب کو چالیں گے۔ بتایا جائے کہ اگر آل  
 سے مراد زوجہ ہے تو پھر زوجہ لوط پر تو عذاب نازل ہوا۔ یہ کچی ہوئی  
 آل لوط کون ہے؟ کون سی بیوی کو بچا یا جا رہا ہے؟

(ج) اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ

وبرکت کے دو الفاظ کیوں استعمال ہوئے ہیں؟ اور آل محمد کو آل ابراہیم  
 سے تشبیہ کیوں دی گئی ہے؟ اور یہ الفاظ کس آیت سے درود شریف  
 کے لئے اخذ کئے گئے ہیں؟ ان تینوں سوالوں کا جواب انہوں نے سورہ  
 ہود کی ۴۲ ویں آیت کو نقل کر کے دیا ہے۔ جسے ہم ابتداء میں ہدیہ قارئین  
 کر چکے ہیں۔ اور یہ ثابت کر چکے ہیں کہ آیت میں "اہل بیت" سے مراد زوجہ  
 پیغمبر (حضرت سارہؓ) ہی نہیں بلکہ حضرت ابراہیمؑ کے گھر والے اور  
 اولاد ہے۔ اصولاً جبکہ ہم محولہ آیت پر سیر حاصل تبادلہ خیالات کر  
 چکے ہیں اور طاہر صاحب کی تاویل کو بے دلیل قرار دے چکے ہیں مزید  
 گفتگو کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ تاہم رسمی طور پر مزید معروضات  
 پیش خدمت ہیں۔

۱۔ "صلوات" "رحمت" اور "برکت" تینوں الفاظ کے اپنے اپنے  
 مخصوص معنی ہیں۔ درود کے لئے جو حکم ہوا ہے وہ "صلوات" ہے۔  
 یعنی "صلوة" کا۔ اسی لئے مسلمان جب قرآن رسولؐ جب بھی  
 حضور اکرمؐ کا نام نامی بولتے یا سنتے ہیں درود پڑھنا واجب  
 سمجھتے ہوئے "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہتے ہیں۔ یہاں برکت و  
 رحمت کے استعمال کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ہے۔

چونکہ آیت مذکورہ میں سرے سے لفظ "صل" کا استعمال  
 ہی نہیں ہے اور حکم درود میں اس ہی لفظ کی تکرار ہے،  
 لہذا یہ آیت درود شریف سے کوئی تعلق نہیں رکھتی ہے۔

۲۔ سورہ ہود کی محولہ آیت میں مقام تعجب پر فرشتوں کے اہل بیت  
 ابراہیمؑ کے لئے رحمت و برکت کی دعا کرنے کا ذکر ہے۔ لہذا

إِبْرَاهِيمَ وَالْعِزْنَ عَلَى الْعَالَمِينَ (آل عمران ۳۳)  
 بے شک اللہ نے آدم و نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو  
 سارے جہانوں سے برگزیدہ کیا ہے۔

طاہر صاحب جواب دیں کہ آل ابراہیم اور آل عمران سے مراد  
 خاندان و اولاد ابراہیم و عمران ہے یا ان کی بیویاں؟  
 (ج) اللہ تعالیٰ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا ذکر کرتا ہے:

وَاتَى خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَرَائِیْ وَكَانَتْ  
 امْرَأَتِی عَاقِرًا فَهَبْ لَیْ مِنْ لَدُنْكَ وَلَدًا ۖ یٰرَبِّیْ  
 وَیَرِّثُ مِنْ اِلٰی یَعْقُوبَ ۚ وَاجْعَلْهُ رَبِّیْ رَضِیًّا ۝ ۹۱  
 یعنی اور میں موالیوں سے فکر مند ہوں اور زوجہ بامعجز ہے۔  
 پس مجھ کو اپنی بارگاہ سے ایک وارث عطا کر جو میری اور آل یعقوب  
 کی میراث کا وارث ہو۔ اے میرے رب اس کو اپنا پسندیدہ بنا۔  
 (سورہ مزیم ۹۱)

جناب طاہر مکی کے مفہوم کے مطابق حضرت زکریا کی اپنی آل (زوجہ)  
 تو عاقربہ ہے۔ تو پھر یعقوب کی آل کی میراث کے لئے وارث کیوں درکار  
 ہے۔ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے۔ استغفر اللہ۔

پس از روئے قرآن ثابت ہوا کہ آل سے مراد بیوی نہیں۔  
 خاندان و اولاد ہے۔ لہذا جب آل کا مطلب بیوی ہی نہ ہوا تو پھر  
 درود میں ذکر کیا؟ غافلیم۔

۵۔ اگر صلاۃ و رحمت میں فرق نہیں تو پھر حضور کے نام نامی  
 کے بعد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے "رحمت اللہ علیہ" کیوں نہیں

کہا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ درود کا مقصود صلاۃ ہے اور بقیہ  
 حق تبرک ہے۔

۶۔ شہدائے کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ  
 اُولَئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ  
 وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُتَذَكَّرُونَ

(خوشخبری دیدو اے رسول!) کہ ان لوگوں پر ان  
 کے رب کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔  
 (البقرہ ۱۷۵)

اس آیت میں صلاۃ و رحمت کو الگ الگ استعمال کر کے خدا  
 نے فرق ظاہر کیا ہے اور فوقیت صلوات کو ہے۔

۷۔ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ  
 الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرْبٰی عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلٰوٰتِ  
 الرَّسُوْلِ ؕ اَلَا اِنَّهَا قُرْبٰی لَّهُمْ سَیِّدُ خَلْقِهِمُ اللّٰهُ  
 فِی رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ ۹۲

"اعراب میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر  
 ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں۔ خدا کی قربت کے لئے  
 اور رسول کی صلوات کے لئے۔ یہ (بات) ضرور ان کے تقرب کا  
 باعث ہے بہت جلدی اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔  
 بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (التوبہ ۹۲)

اس آیت میں صلوات الرسول و قربت عند اللہ اور رحمت



کی تشریح آئندہ پیش کی جا رہی ہے۔ تاکہ درود کی اہمیت واضح ہو جائے۔

۸۔ ”محمد وآل محمد“ کو ”ابراہیم وآل ابراہیم“ سے تشبیہ اس لئے دی گئی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امام الناس کا عہدہ تفویض کیا گیا اور آجنگاہ نے اس عہدہ جلیلہ کے عہد کو اپنی اولاد میں باقی رکھنے کی استدعا کی (اپنی ازواج میں نہیں بلکہ ذریت میں) اور خدا نے اپنے خلیل کی دعا منظور کر لی اس شرط کے ساتھ کہ یہ عہدہ ظالموں کے لئے نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم وآل ابراہیم کو خلت کے بعد امامت دی گئی مگر نسل در نسل اسی خاندان میں رہی۔ خاتم المرسلین بھی اولاد ابراہیم سے ہیں جس طرح انہوں نے نبوت کے سلسلہ کو مکمل کر دیا اسی طرح حضور کی آل جو کہ آل ابراہیم بھی ہے میں کا آخری امام سلسلہ امامت کا آخری تاجدار ہوگا۔ پس یہ مماثلت یوں ہے کہ ابراہیم وآل ابراہیم پر درود و برکت یہ ہے کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے آخری رسول مبعوث ہوئے جبکہ اولاد رسول میں سے آخری امام زمانہ کو عدل و انصاف سے پُر کر کے اس بات پر تہرہ کرے گا کہ یہ عہد ظالموں کے لئے نہیں عادلوں کے لئے ہے۔ مندرجہ آیت اس موقف کی مؤید ہے۔

وَاِذْ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتٰہُنَّ  
قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۚ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

قَالَ لَا یُنَالُ عَهْدِیْ الظَّالِمِیْنَ ۝۱۱۱

۹۔ قرآن مجید کی کسی آیت سے درود شریف کے رائج الفاظ بظاہر اخذ

دکھائی نہیں دیتے بلکہ درود پڑھنے کا طریقہ حضور اکرمؐ نے بیان فرمایا۔  
۱۰۔ طاہر الملکی صاحب کی تحقیقت یہ ہے کہ معنی درود و صلوات سے بھی ناداشت ہیں۔ سورہ ہود میں فرشتوں کی دعائے برکت و رحمت کو درود سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ نماز میں خود طاہر صاحب کے ہم ملک جب تشهد پڑھتے ہیں تو ان الفاظ کو ادا کرتے ہیں کہ ”التحیات لله والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“

اگر رحمت و برکت کی دعایا رسولؐ کو سلام ہی درود شریف کا مقصد ہوتا نمازی تشہد میں یہ غرض پوری کر دیتا ہے پھر بعد میں درود شریف پڑھ کر نکلا کر نابلے معنی ہوگا۔ طاہر صاحب اگر اپنے تشہد کے دلائل میں یہ دلیل پیش کرتے تو کچھ بات بنتی نظر آجاتی تھی۔ مگر درود میں تو اس کی گنجائش نہیں ملتی۔

پس ”آل“ سے مراد بیوی ہوئی اور ”صل“ سے مطلب طاہر صاحب کی تشریح۔ لہذا ایسی تشریح یا مفہوم جو معارض قرآن و حدیث ہو، بے وقعت ہوں گے۔ اگر رحمۃ اللہ و برکاتہ ہی درود ہے تو پھر یہ تو ہر مسلمان بعد از سلام کہتا رہتا ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ اور جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ، کہا جاتا ہے۔ پھر عام سلام اور درود پاک و خاص میں کیا فرق سوا؟ ایسا عقیدہ ضعیف ان ہی لوگوں کا ہے جو یہ فاش غلطی کرتے ہیں کہ نبیؐ ہم جیسے ہیں

”درود شریف دو حصوں میں کیوں ہے؟“

اب چونکہ فرشتوں کے درود شریف میں دو لفظ رحمت و برکت ہیں

اس لئے ہمارے درود میں بھی دو لفظ ہیں اللھم صل اور اللھم بارک پہلے درود میں صلاۃ ہے۔ جو رحمت کا مترادف ہے اور ہم معنی ہے جیسا کہ ارشاد قرآنی ہے۔

أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ  
یعنی یہ وہ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے صلاۃ ورحمت (ہے) اور دوسرے درود میں برکت (حقیقی اہل بیت رسول ص ۲۳-۲۴)

## درود شریف کے حصوں کی وضاحت

ہم نے عرض کیا ہے کہ سورۃ ہود میں فرشتوں کی دعائے رحمت و برکت کے قفقے کا درود شریف سے بالواسطہ کوئی رابطہ ہی نہیں ہے۔ اور طابہ صاحب نے محض برکاتہ اور حمید مجید کے الفاظ سے یہ استدلال قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا مفروضہ اس لئے غلط ہے کہ خود انہوں نے سورۃ البقرہ کی ۱۵۷ آیت کے الفاظ نقل کئے ہیں اس میں ”صلوات“ اور ”رحمتہ“ دونوں کو الگ الگ استعمال کیا گیا ہے اور وہاں ”و“ بطور عطف کا استعمال بھی ہے نیز طابہ صاحب نے ترجمہ میں بھی ”صلوات ورحمت“ ہی لکھا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود خداوند رحیم نے رحمت اللعالمیٰ فرما کر رحمت مجسم قرار دیا ہے۔ یعنی رحمت تو خود ذات مصطفیٰ ٹھہری۔ اس لئے ”صلوات“ اور ”رحمت“ جو بقولہ ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ غایت درود سے مربوط نہیں ہوتے ہیں۔ رحمت کے عام معنی مہربانی اور بخشش کے ہوتے ہیں اور ان ہی معنی میں بشارت فرزند کے موقع پر

سورۃ ہود میں بر محل استعمال ہوا ہے۔ لیکن درود شریف میں یہ تقاضا نہیں ہے۔ بلکہ حکم درود اس طرح ہے کہ:-  
”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلاۃ بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو تم بھی صلاۃ بھیجو۔“

اب اللہ کی ذات تو رحمان ورحیم ہے وہ تو بے شک اپنے پیغمبرؐ پر مہربانی و بخشش کرتی ہے۔ مگر ہم گنہگار امتی حضورؐ کے لئے کیا مہربانی کر سکتے ہیں؟ یا فرشتے جو خود مفسول ہیں کیا بخشش کر سکتے ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں ہم ”صلوات“ کے ایسے معنی تسلیم کرنا پڑیں گے جو بیک وقت ”اللہ“ ملائکہ اور مومنوں کے لئے حسب مراتب و مقام منطبق ہوں۔  
”صل“ کے معنی = بارش، صاف ستھرا رکھنا۔ جیسے ”صل الحبت المحتلطة بالتراب“ کہ پانی ڈال کر غلہ کو مٹی سے جدا کیا۔

صلوات کے معنی = نماز، دعا، استغفار، درود، رحمت، تسبیح۔ ہمارے ہاں تفسیر قمی میں ہے کہ خدا کی طرف سے صلاۃ کا معنی ان مطہرین کی مدح و ثنا کرنا ہے اور مومنین کی طرف سے دعا کرنا، ان کی فضیلتوں کا اقرار کرنا ہے۔

درود کا حکم قرآن مجید میں اس طرح ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۸۶﴾  
یعنی بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی درود بھیجتے رہو اور ان کو ایسا تسلیم کرو جیسا تسلیم کرنے کا حق ہو تا ہے۔



اس آیت میں صرف صلوات کا حکم ہے۔ لہذا ہمارے ہاں  
 ”اللہم صل علی محمد وآل محمد“ بحکم قرآن عموماً پڑھا جاتا ہے۔  
 باقی عبارت کا صلیت یا باریک و غیرہ تبرکات ہے۔ درود شریف کا اصل لفظ  
 ”صل“ ہے۔ جو سورہ ہود والی آیت میں نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر  
 چکے ہیں۔

پس ظاہر صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ درود شریف کے الفاظ سورہ  
 ہود کی آیت سے لئے گئے ہیں۔ یہ صرف ان کا ذاتی خیال ہے جس کے  
 تحت وہ محمدؐ اور ان کی ازواج پر درود بھیجتے ہیں۔ لیکن ہم یہ معاملہ بارگاہِ  
 رسولؐ میں ان کی ازواج کی وساطت سے پیش کرتے ہیں کہ حضورؐ آپ  
 لائق درود و سلام رسولؐ ہیں۔ لہذا ازراہِ کرم ہماری بحث پر فیصلہ فرما  
 دیجئے۔ چنانچہ روایت ہے کہ:-

**آل محمد کا تعارف! ازواج محمدؐ کی زبانی**  
 (ام المومنین صفیہؓ کا بیان)

”عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورؐ پر وحی  
 نازل ہونے کے آثار ظاہر ہوئے۔ فرمایا میرے پاس بلاؤ، میرے  
 پاس بلاؤ کہ حضرت ام المومنین صفیہؓ نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ  
 تم کو بلائیں؟ آپ نے فرمایا میرے اہل بیت علی و فاطمہؓ  
 حسن اور حسین (علیہم السلام) کو بلاؤ۔ پس وہ چاروں  
 آئے تو حضورؐ نے ان کے اوپر ایک چادر ڈال دی۔ پھر دعا  
 کے لئے ہاتھ اٹھائے فرمایا ”اللہم ھو لا آل محمد“ (پھر دعا  
 علی محمد وآل محمد) اے اللہ میری آل ہے صلوات

بھیج محمد وآل محمد (علیہم السلام) پر۔ اس وقت اللہ نے آیت تطہیر  
 نازل فرمائی۔

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق  
 ہے۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت پر اس طریقے  
 سے صلوات بھیجنے کو تعلیم فرمایا ہے (جس طرح آل پر یعنی آل و اہل بیت  
 ایک ہی ہوئے)

(مستدرک امام حاکم ج ۳ ص ۱۱۱ باب مناقب اہل بیت رسول اللہ)  
 پس دربار رسالتؐ نایت سے فیصلہ صادر ہو جانے کے بعد اب  
 کسی بھی مسلمان کو یہ اختیار نہیں رہ جاتا ہے۔ رسول اللہؐ کے حکم و تعلیم  
 کے خلاف اپنی قیاس آرائیوں کو مسلط کروانے کی مذموم کوشش کرے۔  
 بیہقی نے شہر بل حوشب کی  
 روایت نقل کی ہے کہ زوجہ رسولؐ  
 حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے

**حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا**  
**کی روایت**

مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے کہا  
 اپنے شوہر اور دونوں فرزندوں کو میرے پاس لے آؤ۔ اور جب وہ  
 آئے تو اپنے ہمراہ لے آئیں۔ تو ان پر اپنی چادر اوڑھادی۔ اور فرمایا۔  
 اللہم ھو لا آل محمد فاجعل صلواتک و  
 برکاتک علیہم جعلت صلواتک و برکاتک علی  
 ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید۔  
 یعنی اے اللہ آل محمد ہے۔ تو اپنی رحمت کاملہ اور برکت  
 نازل کر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل کی۔

بے شک توحید و مجید ہے۔“

(ارجح المطالب عبید اللہ بسمل ص ۲۰۱)

مشہور علامہ اہل سنت کمال الدین بن طلحہ شافعی نے مطالب السؤل میں بڑی عمدہ رائے کا اظہار کیا ہے۔ تحریر کرتے ہیں کہ:

”آل کے تمام ممکنہ معنی چار مقدس ہستیوں (یعنی علی، فاطمہ، حسن اور حسین) میں مجتمع ہیں۔ کیونکہ یہی آقائے نامدار کے اہل بیت ہیں اور ان ہی پر صدقہ حرام ہے۔ اور یہی حضرت کے دین کے پورے پیروکار ہیں۔ اور یہی حضور کے طریقے پر چلنے والے ہیں۔

پس آل کے نام کا حقیقت میں ان ہی پر اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔“

(ارجح المطالب ص ۲۹۸)

الغرض ہم جو درود بھیجتے ہیں وہ بمطابق حکم خدا، حسب تعلیم رسول خدا محمد اور ان کی آل اطہار پر بھیجتے ہیں۔ جب خود حضرت بادی عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود کا طریقہ اور مستحقین درود کی ذوات مقدسہ کا تعارف کروادیا۔ اور خود ازواج نے اس کی گواہی بھی دے دی تو پھر مزید کسی تشریح کی ضرورت ہی نہیں باقی رہتی ہے۔

## ”درود شریف کا آخری جملہ“

”اور چونکہ فرشتوں کے درود شریف کے آخر میں ”انہ حمید مجید“ کا جملہ تھا اس لئے ہمارے درود شریف کے آخر میں بھی انک حمید مجید کا جملہ ہے۔

غرض ہمارا درود شریف وہی ہے جو فرشتوں کا درود تھا۔

انہوں نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم (حضرت ابراہیم کی گھر والی) پر درود بھیجا تھا۔ اور ہم اسی کا حوالہ دے کر انہی کے الفاظ میں اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد (حضور کی گھر والیوں) پر درود بھیجتے ہیں، اس لئے نماز والے اس درود کو درود ابراہیمی کہا جاتا ہے۔

یہ ہے وہ درود شریف کا پس منظر اور یہ ہے وہ آیت جس سے ہمارے درود کے الفاظ لئے گئے ہیں۔

(حقیقی اہل بیت رسول ص ۲۳)

## جواب آخری جملہ

جب درود کا اور اس آیت کا آپس میں کوئی تعلق ہی ثابت نہیں ہے تو پھر ساری قلم کاری بیکار ہوگی۔ آیت میں تو ایک تعجب خیز اشارت کا ذکر ہے۔ چراں گے پر فرشتوں نے رحمت و برکت کی دعا کی ہے۔



## دُرود کے الفاظ قرآن کی کس آیت سے لئے گئے ہیں

امام السوفیاء حضرت امام قشیری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: فرشتوں نے جو دعا ابراہیم اور ان کی بیوی کے لئے کی تھی، وہی دعا ہماری شریعت میں باقی رکھی گئی ہے۔ جسے ہم درود شریف میں پڑھتے ہیں۔ (دلائل الاشارات مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۷ء ج ۳ ص ۱۷۷، نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر مطبوعہ بیروت ۱۹۶۷ء ج ۲ ص ۵۶۴) پاکستان کے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

محققین نے لکھا ہے کہ نمازوں میں ہم جو درود پڑھتے ہیں، اس کے الفاظ کو اس آیت سے اقتباس کیا گیا ہے۔  
(فوائد عثمانی مع ترجمہ شیخ الہند مطبوعہ مجنور ۱۳۵۵ھ ص ۲۹۷)  
(کتاب زیر بحث ص ۳۲-۳۳)

## جواب راتم

جب ہم شروع ہی سے اس آیت کا درود سے براہ راست تعلق قبول نہیں کرتے ہیں۔ تو پھر یہ تکرار محض قابل نظر اندازی ہے۔ کیونکہ نہ ہی آیت موصوفہ میں مستعمل لفظ ”اہل بیت“ سے مراد

اہل دستار نسخہ میں حاشیہ کٹ گیا ہے لہذا ترک کیا جا رہا ہے۔

اہلیت ابراہیم کے لئے لیکن درود تو ایسی رفیع المرتبت چیز ہے کہ خود خدا بھی پیغمبر پر درود بھیجتا ہے۔ یعنی یہ درود خاص ہے عام سلوات نہیں ہے۔ یہ درود فرشتے بھی پڑھتے ہیں اور مومنین بھی۔ لیکن رحمۃ اللہ وبرکاتہ ”تو مسلمان کے لئے کہا جاتا ہے۔ جبکہ صل“ کا استعمال مخصوص ہے۔ صرف مستحق کے لئے مستعمل ہے۔ اور یہ بات ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ درود اصل ”اللھم صل علی محمد و آل محمد“ ہے۔ باقی اضافی عبارت تبرکاً کہی جاتی ہے۔ اگر ظاہر صاحب کے نزدیک پورا درود ابراہیمی ہی درود شریف ہے تو پھر جواب دیا جائے کہ جب حضورؐ کا اسم مبارک آتا ہے تو پھر محض ”صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کہنے پر اکتفا کیوں کیا جاتا ہے۔ ساری عبارت کیوں نہیں کہی یا لکھی جاتی ہے؟ یہ ترک بالعموم از خود اس بات کا ثبوت ہے کہ اصل درود شریف ”اللھم صل علی محمد و آل محمد“ ہے اسی لئے ہمارے ہاں درود کا یہ جملہ ضروری اعتقاد کیا جاتا ہے۔ باقی دعائیہ درود تو بہت سے رائج ہیں۔ درود لکھی، درود تاج، درود طوسی، درود دہزاری وغیرہ وغیرہ۔

اگر بالفرض محال ظاہر ملکی صاحب کی بات مان لی جائے کہ سورہ ہود کی آیت میں بیان کردہ واقعہ میں زوجہ ابراہیم اور حضرت ابراہیمؑ پر فرشتوں نے درود پڑھا۔ لہذا خدا نے ان کو عالم پیری میں اسحاقؑ جیسے فرزند اور یعقوبؑ جیسے پوتے عطا کر دیے۔ تو ایک مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ محمدؐ کی آل مذعومہ (زوجہ) کو عالم شباب میں بھی بانجھ ہی رکھا گیا۔ لہذا اس درود کا کیا فائدہ ہوا؟

بیوی ہے اور نہ ہی وہاں "درو" ہے۔ بلکہ سلام و دعا ہے۔ جبکہ درود عام رحمت و برکت کی دعا سے بالاتر ہے اور اس کا مفہوم خاص ہے۔ نام نہاد محققین کی رائے غلطی ہے نہ کہ حتمی۔ اگر ایسے ہی خیالات پر مذہبی عمارت کی استواری شروع کر دی جائے تو بہت خطرناک صورت ہو جائے گی۔ چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ حضرت خلیلؑ نے بیت خداوندی کی تکمیل کے بعد دعا کی تھی کہ "رب اجعلنی مقیم الصلوة ومن ذریئتی" لہذا صلوة ذریت کے لئے ہے۔ نیز آیت میں رحمۃ اللہ و برکاتہ کے الفاظ ہیں۔ جو بعد از درود آپ کے ہاں سلام پھیرنے کے بعد منہ پھیر کر دہرائے جاتے ہیں۔ لہذا درود اور سلام میں فرق ظاہر ہے۔

## ”درو میں آل ابراہیم اور آل محمد سے کیا مراد ہے“

”اس تفصیل سے یہ بات چمکتے ہوئے سورج کی طرح واضح ہو گئی کہ درود شریف میں آل محمد سے مراد ازواج مطہرات ہیں کیونکہ فرشتوں نے جو درود بھیجا تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کسی صاحبزادی یا نواسوں پر نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ مطہرہ پر بھیجا تھا۔ اسی طرح ان کی تقلید میں اور انہی کے الفاظ میں ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات پر درود بھیجتے ہیں۔ سہ

(سہ قرآنی الفاظ سے قطع نظر کر کے اگر آل ابراہیم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور رشتہ دار مراد لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے جانی دشمن اور دنیا کی انتہائی ظالم اور بدترین قوم یہودیوں پر درود بھیجتے ہیں کیونکہ وہ سب حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں۔)

اسی طرح اگر درود شریف کے آل محمد سے حضور کے رشتہ دار مراد لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم کافروں کے سردار طاغوت اعظم ابولہب پر بھی درود شریف بھیجتے ہیں۔ کیونکہ وہ حضورؐ کا چچا اور قریب ترین رشتہ دار تھا۔ اسی بوالعجبی پر حیرت ظاہر کرتے ہوئے امام حیسری نے فرمایا تھا۔

لولم یکن آلہ الا قرابتہ صلی المصلیٰ علی الطاغی ابی لہب  
یعنی اگر یہ غلط بات مان لی جائے کہ آل سے مراد صرف رشتہ دار ہوتے ہیں۔ تب تو درود شریف پڑھنے والے کا درود بے ایمان اور طاغوت ابولہب پر بھی پہنچے گا۔ حالانکہ وہ اسلام کا دشمن اور بدترین جہنمی ہے۔ (نیل الاوطار)

شارع بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی درود شریف کی بحث کرتے ہوئے اعتراف کرتے ہیں کہ :-

وقد اطلق صلعم علی انہ واجہ آل محمد کما فی حدیث عائشۃ ما شبع آل محمد من خبر ما دہم ثلاثہ ایام الخ  
بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو آل محمد فرمایا جیسا کہ ما شبع آل محمد والی حدیث بخاری میں ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۷۲ نیز ج ۱ ص ۲۲۷)



اور فرمایا خیر کم خیر کم لاہلہ و آنا خیر کم لاہلی۔  
(مشکوٰۃ)

”تم میں اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی اہل بیت (بیوی) کے لئے اچھا ہو۔ اور تم میں سب سے زیادہ میں اپنی اہل بیت (گھر والیوں) کے لئے اچھا ہوں۔“

(حقیقی اہل بیت رسول ص ۲۲-۲۴)

## آل ابراہیمؑ اور آل محمدؐ سے کیا مراد ہے

”ہم نے خود ازواج رسولؐ کی گواہی کے ساتھ حقیقی پر رسولؐ جہاتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ”آل محمدؐ“ جن کے لئے درود پاک ہے، سے مراد ”آل عباؑ“ ہیں۔ جن کا تعارف صاحب درود رسولؐ مقبول نے ہر ممکن لفظ سے گھر کے اندر اور باہر اپنی زبان مبارک سے کروایا۔ اور ازواج کو چار سے باہر رکھ کر عملاً بتا دیا کہ ”آل محمدؐ“ اور ”ازواج محمدؐ“ میں فرق ہے۔ فرشتوں کا موعومہ درود پڑھنا محض ظنی استدلال ہے۔ ظنی ثبوت میسر نہیں۔ ہم اس مقام پر ایک بات کہتے ہیں کہ اگر کسی بھی زوجہ پیغمبرؐ سے کوئی قول رسولؐ اس کی تائید میں مل سکے تو پیش کیا جائے جس میں کسی بی بی نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ محمدؐ پر اللہ اللہ کے فرشتے اور اہل ایمان درود بھیجتے ہیں تو ہم مان لیں گے۔“

اسی طرح سورہ ہود کی آیت میں ”صلاۃ“ کا لفظ دکھایا جائے۔

اور صرف بخاری شریف کی اس روایت میں ہی نہیں اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث میں آل محمدؐ سے مراد ازواج مطہرات ہیں۔ مثلاً ایک موقع پر جب کہ شوہروں نے اپنی بیویوں کو تنگ کیا اور مارا پیٹا تھا۔ ان کی عورتیں ازواج مطہراتؑ کے پاس حاضر ہوئیں اور ان کے ذریعے رسول اللہؐ کی بارگاہ میں اپنے شوہروں کی شکایت کی تو رسول اللہؐ نے لوگوں کو اس ظالمانہ طرز عمل سے روکا اور عورتوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنے کی تلقین کی۔ ابوداؤد، ابن ماجہ اور امام بخاری کی تاریخ کبیر میں ہے کہ

نا طاف بال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساء کثیر لیشکون انہ واجھن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد طاف بال محمد نساء کثیر لیشکون انہ واجھن لیس اولئک بخیار کھ۔

بہت سی عورتیں آل رسول یعنی ازواج مطہرات کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے خاوندوں کی شکایت کرنے لگیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تنبیہ فرمائی اور کہا کہ میری گھر والیوں (آل محمد) کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کے زیادتی کی شکایت کر رہی ہیں۔ یاد رکھو اپنی بیویوں کو ستانے والے لوگ اچھے آدمی نہیں ہیں۔

(ابوداؤد و مترجم مطبوعہ محمد سعید قرآن محل کراچی ج ۲ ص ۱۵۷ حدیث ۲۱۸۵ ابن ماجہ مطبوعہ مہر کتاب النکاح حدیث ۱۹۸۵ تاریخ امام بخاری ج ۱ ص ۱۵۷ حدیث ۲۱۸۵)

جبکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہاں نہ ہی اہل بیت سے مراد صرف زوجہ خلیل ہیں اور نہ ہی فرشتوں کے درود پڑھنے کا کوئی ذکر ہے۔ بلکہ رحمت و برکت کی دعا ہے۔ لہذا آپ کا خیالی پلاؤ کہ ہم فرشتوں کی تقلید میں ازواج پر درود پڑھتے ہیں۔ بے وقوفوں کی جنت میں یک رہا ہے۔ جب ابراہیم اور ان کی آل پر درود پڑھا جائے گا۔ تو ان کی صاحبزادی و نواسوں پر پہنچ جائے گا۔ کیونکہ آل کے عمومی معنی قرابت دار ہی ہوتے ہیں۔ اور زوجہ اسی وقت تک قریبی ہے جب تک گھر میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ طاہر الملکی صاحب کو نبی کے رشتہ داروں سے خاص پرغاش ہے۔ حالانکہ بیوی بھی جب تک رشتہ ازدواج میں منسلک نہیں ہوتی گھر والی نہیں بن سکتی۔ میسر شاطر بھائی ایکوں دین میں اپنی ناقص تاویلات کر کے رخنہ اندازی پیدا کر رہے ہیں۔ ابراہیم کی اپنی اولاد کے لئے کی گئی دعاؤں سے کون واقف نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ عہدہ امامت کی درخواست بھی انہوں نے ذریت کے لئے پیش کر دی۔ مگر اللہ کا عہد ظالمین کو نہ پہنچے گا۔ لہذا اولاد ابراہیم سے جو بھی ظالم ہوگا، خارج از مراعات ہوگا۔ پس جب ایسی واضح تخصیص موجود ہے تو پھر یہ کہہ کر گمراہ کرنا کہاں کی دیانت ہے کہ یہودیوں پر درود پڑھنا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ محض دماغ کا خلل ہے۔ اور دروازہ شہر علم سے دور رہنے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ وعدہ ظالمین سے نہیں ہے۔ رہی آل محمد کی بات تو یہ صاف ظاہر ہے کہ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آل اطہار کا بالوفاء محتکلی تعارف کروا کر اس بحث کا دروازہ ہی بند کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی

مستحق نے اس استحقاق کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ جبکہ اصل آل محمد نے متعدد مقامات پر اس اعزاز کا اظہار کیا ہے۔  
از روئے قرآن مجید یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ آل ابراہیم سے مراد وہ اولاد ابراہیم ہے جو ظالمین سے نہیں۔ اور آل محمد سے مراد وہ اولاد رسول ہے جن کو حضور نے خود حکم الہی منتخب کیا اور مصطفیٰ بنایا۔ یہ وہ نفوس ہیں جن پر آل کے لفظ کے جملہ معانی پورے آتے ہیں۔ پس مستحق درود کے علاوہ درود شریف کا فائدہ کسی بھی فرد کو مفاد نہیں، خواہ کوئی کتنا ہی ورد جاری رکھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی بحث میں صرف یہ کہا ہے کہ بخاری کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے آل محمد کے لفظ کا اطلاق ازواج پر کیا ہے۔ اور عام گفتگو میں مجازی طور پر ایسا اطلاق ممنوع نہیں ہے کہ "آل" سے مراد کنبہ و خاندان بھی ہوتے ہیں۔ جن میں بیوی فرد اہل خانہ ہوتے ہوئے شمار ہو جاتی ہے۔ لہذا اس سے کوئی اعراض نہیں کیونکہ اس اطلاق سے استدلال کو تقویت نہیں ملتی ہے۔

اسی طرح جو روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ سے نقل کی گئی ہے۔ اس میں بھی یہی اسلوب بیان ہے لیکن مترجم نے "آل محمد" کا ترجمہ "ازواج مطہرات" کر کے معنوی تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ روایت میں ایسی کوئی وضاحت لفظی موجود نہیں ہے کہ جس سے یہ مطلب اخذ ہوتا ہو کہ عورتوں نے خاص طور پر ازواج رسول سے شکایت کی کہ ان کو اپنے شوہروں سے کوئی رگڑ ہے۔ حالانکہ عمومی معنوں میں آل سے مراد تمام رشتہ داران رسول لئے گئے ہیں۔ خصوصاً



بنی ہاشم اور اولاد عبدالمطلب۔ اسی طرح مشکوٰۃ کی منقولہ عبارت میں لفظ اہل بیت کا ترجمہ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ عربی عبارت میں یہ دخل ثابت نہیں ہے۔ جبکہ حدیث عام ہے اور اس سے مراد گھروالے بھی ہو سکتے ہیں اور اہلیہ بھی۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان تاویلوں سے اور اورادھرا دھرا دھرا دھرا دھرا مارنے سے کچھ حاصل یا وصول نہیں ہوگا۔ کیونکہ بہر حال محض لفظ آل یا اہل کا استعمال درود حقیقی میں شمولیت کے لئے کافی دلیل نہیں ہے۔ اس لئے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل درود آل محمد کا خود تعارف کرا دیا ہے۔

چنانچہ مشہور شیعہ دشمن علامہ اہل سنت ابن حجر مکی جیسے متعصب شخص نے مجبور ہو کر تحریر کیا ہے کہ

”عبا برا ایشاں بر انداخت و دست خود بر ایشاں نہاد و گفت۔  
اللهم ان هؤلا آل محمد فاجعل صلواتك و  
بركاتك على آل محمد و آل محمد حميد مجيد“

(براہین قاطعہ فارسی ترجمہ سواعق محرقت)  
یعنی حضور نے ان پر چادر ڈالی اور اپنا ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ

اے اللہ! شک یہ آل محمد ہیں ان پر صلوات و رحمت بھیج کہ بلاشبہ تو حمید و مجید ہے۔

الغرض چونکہ لغت میں ”آل“ کا لفظ خاص قرابت داروں اور گھر کے لوگوں کے لئے وضع ہوا ہے۔ بلکہ کبھی دور کے رشتہ دار

بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ اس لئے لفظی معنوں میں اسے ہر متعلقہ محل پر بولا جاتا ہے مگر رسول خدا نے ”هؤلا“ کے واضح ارشاد سے تمام مکہ مباحث کو تکرار فرما دیا ہے۔ لہذا ہم عرض کرتے ہیں کہ پیغمبر کے تشریح فرمانے کے بعد امت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے من پسند معنی منتخب کریں۔ جبکہ منتخب کردہ فرد نے کبھی بھی اس قسم کا دعویٰ کرنے کا خیال بھی نہ کیا ہو۔ یہاں تو مدعی سست گواہ چست والی مثال صادق آتی ہے۔ طاہر المکی صاحب کو اگر اپنے قیاس پر یقین دھڑوسہ ہے تو پھر ان سے گزارش ہے کہ وہ کسی زوجہ رسولؐ سے ایسا دعویٰ ثابت کر دیں جس میں بی بی صاحبہ نے خود کو درود خاص کا اہل و مستحق قرار دیا ہو۔ یا پھر اس مطلب میں کوئی قول رسولؐ مرفوعاً کتب صحاح میں سے ڈھونڈ کر دکھایا جائے۔ تاکہ ہماری تشفی ہو جائے۔ ورنہ ہم تو سنت سے آلہ و اصحابہ و ازواجہ کو جدا جدا ہی سنتے آئے ہیں۔ اگر خدا کو ازواج پر ہی درود کہلوانا مقصود تھا تو پھر آل جیسے لفظ کی بجائے ازواج یا نساء استعمال کر دیتا۔

**تھفتہ عائشہ کا ارشاد کہ ہم آل محمد ہیں**

”خود ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ جو یکے از آل محمد (بارہ ازواج مطہرات میں سے ایک) ہیں، مدینہ منورہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں :-

ان کنا آل محمد لنمکت شہرا ما نستوقد بنا ران هو  
الا تمر والماء۔  
ج ۶ ص ۲۹  
(صحیح مسلم مترجم اردو مطبوعہ مکتبہ سعودیہ پریس برنس روڈ کراچی)

ہم آل محمد (ازواج مطہرات) کا یہ حال تھا کہ مہینہ مہینہ کچھ ترک ہمارے گھروں میں چوہے نہیں جلتے تھے۔ ہم سب کھجور اور پانی پر گزارہ کیا کرتے تھے۔

غرض یہ کہ قرآن و حدیث اور درود شریف میں آل محمد سے مراد ازواج مطہرات ہیں۔

**مجازی آل** ہاں مجازی طور پر ہم قبیلہ، ہم قوم بلکہ تمام ماننے والوں کو بھی آل کہہ دیا جاتا ہے۔ اسی لئے بہت سے علمائے درود شریف والے آل محمد میں ازواج مطہرات کے ساتھ تمام مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا۔ جس طرح آل لوط سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو حضرت لوط پر ایمان لائے تھے۔  
تفصیل کے لئے دیکھئے شرح مسلم للنووی اور نیل الاوطار لشوکانی (حقیقی اہل بیت رسول ص ۲۷-۲۸)

## حضرت عائشہ کے قول کا جواب

صحیح مسلم کی جو عبارت طاہر صاحب نے نقل کی ہے۔ اس میں بی بی عائشہ نے آل محمد سے ازواج کا مراد ہونا فرمایا ہے اور نہ ہی خود کو آل محمد کہا ہے۔ بلکہ انہوں نے خاندان رسول کی قناعت

لے کیونکہ کسی شخص کی حقیقی آل اس کی بیوی ہوتی ہے مشہور امام لغت ابن فارس نے معجم مقاییس المغنی میں لکھا ہے "الرجل اهل بيته لانه اليه ملاهم آدمی کی بیوی کو اس کی آل اس لئے کہتے ہیں کہ بیوی کا سہارا اور مددگار صرف اس کا شوہر ہوتا ہے۔

پسندی اور مالی حالت کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ خاندان رسول کی یہ حالت تھی کہ ہمارے گھروں میں کئی مہینے چوہے نہ جلتے تھے اور ہم لوگ کھجوروں اور پانی پر گزارہ کرتے تھے۔ یہاں آل محمد سے صرف "ازواج محمد" مراد لے لینا محض خود سری ہوگا۔ بی بی صاحبہ چونکہ خود بھی شرفِ زوجیت رسول کے باعث کنبہ نبی میں ایک فردِ خانہ تھیں لہذا انہوں نے معیت کا استفادہ حاصل کر کے عام فہم گفتگو کے حسب معمول طرزِ بیان میں یہ حالات بیان کئے ہیں۔ ان کے قول سے یہ گزشتہ بات نہیں ہے کہ آل محمد سے مراد صرف ازواج ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر بیویوں کے علاوہ رسول کے گھر والے کن حالات سے گزر رہے تھے۔ کیا ان کے چوہے جلتے تھے اور وہ پانی و کھجور کے علاوہ کچھ اور چیزوں سے بسر اوقات کرتے تھے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ بی بی صاحبہ نے تمام کنبہ رسول کے بارے میں یہ بیان کیا ہے۔

اور پھر یہ کہ احادیث میں تو یہ بھی وارد ہے کہ صدقات میں قبیلہ قریش تک کو آل میں سمجھا گیا ہے۔ اور پھر آل بمعنی متبعین تو خود آپ کے بقول ہر فردِ مسلمان پر بولا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ آل لوط کو مثال آپ نے خود پیش کی۔

ہمارا مدعا تحقیق آل محمد مستحق درود شریف سے ہے۔ اور حضور اکرمؐ اس کی شناخت و پہچان ہر ممکن طریقہ سے اُمت کو کروا گئے۔ جس سے ثابت ہے کہ قرآن و حدیث اور درود شریف میں آل محمد سے مراد ازواج نہیں ہیں۔ چونکہ بی بی عائشہ کا قول صحیح مسلم سے نقل کیا گیا ہے۔ لہذا ہم اس نزاع کا حل صحیح مسلم ہی سے پیش



کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ ظاہر صاحب اور راقم الحروف اس پر متفق ہیں کہ ”آل“ اور ”اہل بیت“ سے مراد ایک ہی ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ:-

ثم قال واهل بيتي اذكرم الله (رسول خدا) نے پھر فرمایا اور فی اہل بیتي اذكرم الله فی اہل بيتي اذكرم الله فی اہل بيتي فقال له حمصين ومن اهل بيتي يا زيد اليس نساؤه من اهل بيتي والكن اهل بيتي من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال هم ال علي وال عقيل وال جعفر وال عباس قال كل هؤلاء حرم الصدقة قال نعم۔

صحیح مسلم جلد ۲ ص ۵۲۳ حدیث ۱۵۱۴  
کتاب فضائل الصحاب

ان ب پر صدقہ حرام ہے؟ (زید نے کہا)  
جواب دیا۔ ہاں۔

”اس روایت میں مجاہدؒ رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ازواج رسول کو اہل بیت میں بائیں معنی شریک کیا ہے کہ وہ آپ کے اہل خانہ ہیں۔ لیکن مخصوص اہل بیت میں شامل نہیں کیا ہے۔ چنانچہ اسی مقام پر دوسری روایت ہے کہ:-

عن زید بن ارقم قال دخلنا عليه فقلنا له لقد سمعنا من ابيك خيرا لقد صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وصليت خلفه وساق الحديث بغير الحديث ابي حبان غير انه قال الاواني تاركة فيكم ثقلين احدهما كتاب الله عز وجل هو جبل الله من اتبعه كان على الهدى ومن تركه كان على ضلالة وفيه نقلنا من اهل بيتي نساؤه قال لا دایم الله ان المرأة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم يطلقها فترجع الى ابيها و قومها اهل بيتي اصله وعصبته الذين هم هو الصدقة بعده۔

یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ان میں ایک اللہ کی کتاب ہے۔ وہ اللہ کی رسی ہے۔ جو اس کی اتباع کرے گا ہدایت پائے گا۔ جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہوگا۔ اور اس میں ہے کہ پوچھا گیا ”اہل بیت“ کون ہیں؟ کیا بیویاں ہیں؟ کہا ”نہیں“ خدا کی قسم عورت ایک مدت تک مرد کے ساتھ رہتی ہے۔ پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے۔ تو وہ اپنے باپ اور قوم کی طرف چلی جاتی ہے۔ ”اہل بیت“ سے مراد آپؐ کی ذات تھی اور آپؐ کے وہ عصبات جن کو آپ کے بوسہ لینا حرام ہے۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۵۲۲-۵۲۳ حدیث ۱۵۱۴ کتاب الفضائل الصحاب)  
پس صحیح مسلم کی منقول بالا دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ ازواج حقیقی معنوں میں نہ آل میں شامل ہیں نہ اہل بیت میں۔ پھر مجاہدؒ رسول حضرت زید بن ارقم کا اللہ کی قسم کھا کر گواہی دینا اور وہ

سبب بیان کرنا جس کے باعث زوجہ اہل بیت نہیں اس بات کا بین ثبوت  
ہیں کہ طاہر الملکی صاحب کی رائے نہ ہی قرآن کے مطابق ہے اور نہ ہی اسے  
حدیث سے تطبیق حاصل ہے۔

طاہر صاحب نے حاشیہ میں ابن فارس کی لغت کا جو حوالہ پیش  
کیا ہے۔ اس کا مطلب بڑی دیدہ دلیری سے اُٹا بیان کیا گیا ہے حالانکہ  
”الرجل اهل بيته لانه اليه مالهم“ کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی آل  
سے مراد اس کے گھر والے ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے۔ بیوی کو  
آل کے حقیقی معنوں میں کسی لغت میں پیش نہیں کیا گیا ہے۔ یہ ہر امر  
جھوٹ ہے۔ علمی خیانت ہے۔

ایسی طرح مجازی آل کی جو محرف تشریح طاہر صاحب نے علامہ  
نودی کی شرح مسلم شریف سے منسوب کی ہے۔ قطعاً غلط اور خوساختہ  
ہے۔ حالانکہ نودی نے اپنی شرح میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ:-  
”نسأوه ليس من اهل بيته“ کہ ازواج اہل بیت میں شامل  
نہیں ہیں۔ اسی طرح شوکانی کی نیل الاوطار میں ہمیں اس کے سوا  
کچھ نہیں ملا ہے کہ آل سے مراد پیر و کار بھی ہوتے ہیں۔ اور اس پر  
ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ نودی یا شوکانی دونوں میں سے کسی  
نے بھی درود شریف والے آل محمدؐ سے مراد ازواج مطہرات نہیں  
لی ہے۔ ہمیں طاہر صاحب سے اس مطلب کی عبارت کا مکمل حوالہ  
مطلوب ہے۔

ختم شریفوں میں ”آلہ واصحابہ وازواجہ“ کا ورد بھی اس بات  
کا ثبوت ہے کہ ان تینوں میں فرق ہے۔ پس قرآن و حدیث کی روش سے  
”آل محمدؐ کے مراد آل عباؑ ہیں جن کے لئے درود شریف ہے۔

## ازواج مطہرات کی شان میں امام شافعیؒ کے اشعار

درود شریف کی یہی وہ خصوصیت ہے جس کی وجہ سے امام  
ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز میں اس کا پڑھنا سنت اور امام شافعیؒ کے  
زیدک واجب ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

يا اهل بيت رسول الله حبيكم فرض من الله في القرآن انزلہ  
كفاكم من عظيم القدر انکم من لم یصل علیکم لا صلوة له  
(اے اللہ کے رسولؐ کی ازواج مطہراتؑ تمہاری عظمت و شان  
کا کیا کہنا کہ اللہ رب العزت نے خود قرآن مجید میں تمہاری عظمت بیان  
فرمائی اور تمہاری محبت فرض قرار دی تمہاری جلالت شان کے لئے یہی  
کافی ہے جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہ ہوئی)  
کاش ہم مسلمان محمدؐ و آل محمدؐ (ازواج مطہراتؑ) کو اپنے  
لئے نمونہ بنائیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کریں  
(حقیقی اہل بیت رسول ص ۲۷۷)

## امام شافعیؒ کے اشعار کی تشریح

طاہر صاحب کے نقل کردہ حضرت امام شافعیؒ کے اشعار اہل بیت  
الطہار علیہم السلام کی شان میں کہے گئے ہیں۔ اگر یہ ازواج کی شان  
میں ہوتے تو صیغہ مونث استعمال ہوتا۔ لیکن تعصب کا کیا علاج ہے؟  
طاہر صاحب نے ان کو ازواج کے حق میں قصیدہ قرار دیا ہے۔



## امام شافعی کا تبرّ اور تولّا

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حافظہ ابو عبد اللہ جمال الدین محمد بن ابی منظر یوسف زرنندی مدنی نے اپنی کتاب "معراج الوصول فی معرفۃ آل الرسول" میں ان ہی اشعار کو نقل کیا ہے۔ اور طاہر صاحب کا یہ خیال خام ہے کہ امام شافعی نے یہ اشعار ازواج کی شان میں کہے، کیونکہ ایسے ہی اشعار امام شافعی نے اور بھی کہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

اذانی مجلس ذکر و اعلیا  
فاجری بعضہم ذکر و اسواہ  
اذ ذکر و اعلیا و بنیہ  
وقال تجا وند و ایا قوم عن ذی  
بڑت الی المصہین من اناس  
علی ال رسول صلواتہ ربی  
ولعنة لتلك المجاہلۃ

یعنی جب کسی مجلس میں علی، حسن، حسینؑ اور فاطمہؑ زکریہ کا ذکر کر رہا ہوتا ہے تو ان میں سے بعض نے دوسرا ذکر چھیڑ دیا۔ اس کو یقین تھا کہ یہ ناگوار بات ہے۔ جب علیؑ اور ان کے فرزندان کا ذکر کرتے ہیں۔ تو بلند روایات میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اس نے کہا اے قوم اس بات کو چھوڑ دو۔ (مدح پنجتن پاک نہ کرو) یہ رافضیوں کی حدیث ہے۔ میں (شافعی) ایسے (ملعون) لوگوں سے تبرّ کرتا ہوں (بے زاری اختیار کرتا ہوں) جو فاطمہؑ زہرا (سلام اللہ علیہا) کی محبت کو رافضی سمجھتے ہیں۔

(ان) آل رسول پر میرے رب کا درود ہو۔ اور جہالت آل رسول کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت واقع ہو۔

ان اشعار سے معلوم ہوا کہ لائق درود آل محمدؑ امام شافعی کے نزدیک آل اطہار اہلبیت طاہرین ہیں۔ جن میں خصوصاً حضرات علی علیہ السلام، فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں۔

امام شافعی اپنے عقیدے کی مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ: قالوا تر فضت قلت کلاما الرقص دینی ولا اعتقادی (جب انہوں نے) کہا (اے شافعی) تم رافضی ہو گئے ہو تو میں (امام شافعی) نے کہا ہرگز نہیں رقص میرے دین اور میرے اعتقاد میں شامل نہیں ہے۔

لیکن تولیت غیر شک خیر امام و خیر ہاد  
لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ میں بہتر امام اور بہتر ہادی سے تولّا (محبت) رکھتا ہوں۔

ان کا ن حب الوصی رقصا فانی ارفض العباد  
اگر وصی (وصی رسول اللہ امیر المومنین علی علیہ السلام) سے محبت رکھنا رافضیت ہے تو میں تمام بندوں سے زیادہ رافضی ہوں۔ امام شافعی کا تبرّ اور تولّا غور طلب ہے۔ اب امام صاحب کا تقیہ ملاحظہ فرمائیے۔

صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ناقل ہیں کہ امام شافعی سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ اہل بیت اطہار سے تولّا رکھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا:

وہا ن ال کتمانیک حتی کانتی  
واکتم و دی مع صغاء مؤدتی  
بروجواب السائلین لا عجم  
تسلم من قول الوشاة و السلام

یعنی بات کو ہمیشہ چھپاتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں سوال کرنے والوں کے جواب دینے سے گونگا ہوں۔ میں اپنی محبت (اہل بیت کے لئے) کو اپنی مودت کے غلوں و صفائی کے ساتھ پوشیدہ رکھتا ہوں۔ تاکہ چغل خوروں (کشمناں اہلبیت) سے امن و سلامتی میں رہوں۔ (محفوظ رہوں)

## امام شافعی کا برملا اظہار اور اعلان عام

امام شافعی تقیہ سے باہر آکر اعلان کرتے ہیں کہ:-

ان کا نرا مہنا جب آل محمد نلیشہد الثقلان انی رافضی اگر آل محمد سے محبت رکھنا رقص ہے تو میں (شافعی) دلول جہانوں کو گواہ کر کے اعلان کرتا ہوں کہ میں رافضی ہو گیا ہوں۔ پس ہم نے امام شافعی کے اشعار کی تشریح خود ان ہی کے کلام سے پیش کر کے ثابت کر دیا کہ شافعی کے نزدیک اہل بیت رسول، آل نبی اور مستحق درود آل وہ ہی ہستیاں ہیں جو معصوم ہیں جن پر درود بھیجنے کا حکم قرآن و حدیث میں ہے۔ ان ہستیوں کی محبت پر نواصب رافضی ہونے کا اتہام باندھتے ہیں۔ اور چونکہ ازواج کی محبت پر کسی نے کسی کو رافضی نہیں کہا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ شافعی کے نزدیک حقیقی اہل بیت یا آل محمد وہی ہستیاں ہیں جن کی محبت رکھنے پر محی لغین رافضی نام دھرتے ہیں اور یہ ذات آل اطہار علیہم السلام ہی ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت ان پر ہر نماز میں درود بھیجتی ہے۔ امام شافعی سے قبل یہ بات حضرت عمر بن خطاب سے بھی مروی ہے کہ:-

## حفت عمر کا قول

نماز نہیں ہوتی مگر قرأت اور تشہد سے اور نبی اور آل نبی پر درود پڑھنے سے۔  
کاش مسلمان محمد و آل محمد علیہم السلام کو اپنے لئے نمونہ بنائیں کہ ان کے نقش قدم پر چلنے سے تمام گمراہیاں دور ہو سکتی ہیں۔ یہی فلاح کونین کا واحد راستہ ہے۔

## ”مسلم خواتین سے اپیل“

میں اپنی قوم کے نصف بہتر (مسلم خواتین) سے خاص طور پر اپیل کروں گا کہ وہ آل محمد (ازواج مطہرات) کی سیرت کو عموماً اور آل محمد میں بھی سب سے افضل اور شہر علم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نکتہ سیدہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اسوہ حسنہ کو خصوصاً اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔ کیونکہ جیسا آپ نے اچھی پڑھا کہ جس طرح مردوں کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسوہ حسنہ ہیں اسی طرح خواتین کے لئے آل محمد (ازواج مطہرات) اسوہ حسنہ ہیں۔ اور درود شریف میں محمد کے ساتھ آل محمد (ازواج مطہرات) کا تذکرہ کرنے میں ایک نکتہ یہ بھی ہے۔ اللہ صل علی محمد و علی آل محمد

(حقیقی اہل بیت رسول ص ۲۸)

## مومنات سے استدعا

گدائے آستانہ آل محمد ایمان دار خواتین سے استدعا کرتا ہے



پس چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ناس" کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ لہذا ان کی اتباع کا تقاضا ہے کہ بی بی عائشہ کی صداقت پر اعتبار کیا جائے اور فاطمہؓ و شوہر فاطمہؓ دونوں محبوب خدا کے محبوبوں سے محبت رکھی جائے۔ محبت اطاعت کا بھی مطالبہ کرتی ہے درود شریف میں یہ بھی نکتہ ہے ہم اس دعا میں محمد و آل محمد کی قربت حاصل کرنے کی نیک خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ کیونکہ "صل" تہ کے ساتھ ملانے کو بھی کہا جاسکتا ہے۔

واضح ہو کہ ہدایت کاملہ کے لئے عصمت و طہارت ضروری ہوتی ہے۔ "صل" میں بھی یہ معنی موجود ہیں۔ پس چونکہ بعد از نبیؐ عورتوں میں معصومہ جناب سیدہؓ ہیں۔ اور ازواج کو یہ شرف حاصل نہیں لہذا بی بی پاک ہی عالم نسواں کے لئے مکمل اسوۂ حسنہ ہیں۔

کہ وہ آل محمد علیہم السلام کی سیرت کو مشعل راہ بنائیں۔ اور روح البیہیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدۃ النساء العالمین، صدیقۃ الکبریٰ خاتون جنت، حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے اسوۂ حسنہ سے فیض ہدایت حاصل کریں۔ کیونکہ کائنات میں نوع تائیت میں آپ سے بڑھ کر اکمل و جامع نمونہ ہدایت کوئی خاتون نہیں ہے۔ ان کے والد سید المرسلین، ان کے شوہر سید الوصیین، ان کے فرزند سید الشہاب اہل الجنت ہیں عورت کا دائرہ بیٹی، بیوی اور ماں کے رشتوں میں مرکوز ہے۔ اور سیدہ طاہرہ ان تینوں حیثیتوں سے کائنات کی ہر عورت سے من کل الوجوہ افضل ہیں۔ چنانچہ خود شہنشاہ شہر علم کی ایک ملکہ بی بی عائشہ نے اعتراف کیا ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں میں سب سے زیادہ محبت فاطمہؓ سے کرتے تھے۔ ترمذی میں روایت ہے کہ :-

عن جمیع عن عمیر قال دخلت مع عمتی علی عائشہ فقالت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمہ فقیل من الرجال قالت نہ وجھاہ (ترمذی)

جمیع بن عمیر کہتے ہیں کہ وہ اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا کس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت تھی حضرت عائشہ نے کہا فاطمہ سے پھر میں نے پوچھا اور مردوں میں بی بی صاحبہ نے جواب دیا ان کے شوہر (علیؓ) سے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد سوم صفحہ ۲۸۸-۲۸۹)  
فضائل اہل بیت

## باب دوم

”دوازده مطہرات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی بارہ گھر والیوں کی مختصر سوانح“

ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس باب پر ہم تبصرہ کرنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں  
بظاہر اس میں بارہ ازواج کے سوانح بیان کرنے  
کا اظہار ہے لیکن دراصل یہ باب بنی امیہ کی بدنام شخصیتوں کی قصیدہ  
خوانی، خاندان نبوت کی بھجور اور اپنے خود پسند و ممدوح کرداروں  
کی ثنا خوانی ہے۔ چونکہ اصل مضمون سے ان باتوں کا کوئی واسطہ نہیں  
ہے اس لئے ہم ان خارج از موضوع باتوں پر بحث کرنا معقول نہیں  
سمجھتے ہیں۔ لیکن چند اشارات ضروری سمجھے جاتے ہیں۔  
مثلاً طاہر صاحب نے اس باب میں محسن اسلام حضرت ابوطالب  
علیہ السلام جیسے شفیق و مروتی عم رسول کی خدمات کو نظر انداز کیا ہے  
بلکہ ان سے انکار کیا ہے۔ اور ام ہانی کے نکاح کی خواستگاری  
والا قصہ بطور طنز و کید دہرایا ہے۔ ہم ان سب اکاذیب کے پھول  
کو رسالہ ”ام ہانی“ کے جواب میں منہدم کریں گے۔  
رسول مقبول کی سب سے پیاری و محترمہ زوجہ حضرت ملیکہ العربیہ

سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کے سوانح حیات کو بڑے عیارانہ انداز میں پیش  
کر کے اس باب میں بنات النبی کے متنازعہ فیہ الفرقین مسئلہ کو اچھا لایا  
ہے جس کا منہ توڑ جواب ہم نے اپنی کتاب ”بنات رسول“ کا تاریخی جائزہ  
میں بدیع قارئین کیا ہے۔ اسی طرح مسئلہ عقد ام کلثوم کو چھپرے طے کی  
کوشش کی ہے۔ جس کے تاریخ پہلے ہی اپنی کتاب ”افسانہ عقد ام کلثوم“  
میں دندان شکن جواب دے کر توڑ چکے ہیں۔ ”صلح حسن“ کی حقیقت  
کیا ہے؟ اس پر ہماری کتاب ”معادہ صلح حسن“ آرہی ہے۔ مزید ملعون  
کے بارے میں مغفرت والی ام الحرام کی روایت جو بخاری میں ہے اس کا  
کچا چٹھا ہم پہلے ہی اپنی کتاب ”چودہ مسئلے“ میں کھول چکے ہیں۔ حضرت  
عائشہ جو دراصل مصنف کی کتاب کا مرکزی کردار ہیں، ہر مقام پر  
نمایاں نظر آتی ہیں۔ اور حسب العقیدہ ان کے حالات کو خوب بڑھا چڑھا  
کر بیان کیا گیا ہے۔ جن کا جواب ہماری جانب سے ”وفات عائشہ“  
نامی رسالہ میں موجود ہے۔ جسے دہرانا اس مقام پر غیر ضروری ہے۔  
حضرت حفصہ، ام المومنین بی بی ام حبیبہؓ کے حالات بہت ہی مختصر ہیں۔  
لیکن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بجائے بنی امیہ کے سرداروں اور امیروں  
کے ترانے گائے گئے ہیں۔ حضرت سودہ کو صرف ۲ سطروں کا حصہ ملا  
ہے۔ اسی طرح بی بی زینب بنت خزیمہ کو دو سطر دی گئی ہیں۔ بی بی ام سلمہؓ  
کو ۱۲ سطر، بی بی زینب بنت جحش کو دو سطر، بی بی جویریہ کو ۱۲ سطر،  
حضرت صفیہ کو دو سطر، بی بی میمونہ کو ۲ سطر حصے آئے ہیں۔ البتہ حضرت  
مارقہ قبیلہ اور جناب ابراہیم بن محمد کو ۱۲ صفحہ میں خراج عقیدت پیش  
کیا گیا ہے۔



مگر اگر وہ ناواقف قرار دے کر اپنی خود سرائی کے گھنڈ میں حقیقی اہلبیت  
کو اہل بیت رسولؐ سے خارج کر کے مجازی اہلبیت کو حقیقی بنانے کی  
سوتلش کی ہے۔ یعنی حقیقت کو مجاز قرار دینے کی بھونڈی اور مذموم  
جارت کی ہے۔

ہماری اب تک کی ساری گفتگو طاہر الملکی صاحب کی زیر بحث کتاب پر  
مرکوز رہی۔ اور ہم نے ان کی پوری عبارات نقل کر کے جوابی معروضات  
پیش خدمت کئے۔ اس وقت تک ہمارا دائرہ کلام محدود رہا۔ اور ہم  
طاہر صاحب کے وضع کردہ استدلالات کی بیخ کنی میں مصروف رہے۔  
دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ ہم نے پہلے جارج کے خلاف دفاعی کارروائی  
کر کے ان کے حملوں کو پسپا کیا۔ لیکن اپنی ذاتی رائے و تحقیق سے قارئین کو  
مطلع نہ کر سکے۔ لہذا ہم اجازت چاہتے ہیں کہ اُن وجوہات کثیرہ میں سے  
چند ایک بطور نمونہ و بغرض غور پیش کریں۔ کہ جن کے باعث ہم ازواج  
النبیؐ اور اہل بیت رسولؐ میں فرق کے قائل ہیں۔ ان وجوہات کو ہم قرآن  
مجید حدیث رسولؐ، عقل سلیم اور اجماع جلیل جیسے مافذوں کی روشنی  
میں زیر بحث لا کر اپنے موقف کو پایہ ثبوت تک پہنچاتے ہیں کہ ازواج  
پیغمبر اہل بیت اطہار میں داخل نہیں ہیں۔ اور حقیقی اہل بیت نبوت و  
مآلہ حضرات پیغمبر پاک ہیں۔ جن کی شان میں آیہ تطہیر ہے۔

## سبب

طاہر الملکی صاحب کے نزدیک حضورؐ کی ازواج کی تعداد بارہ ہوتی ہے  
جبکہ ہماری تحقیق کے مطابق ازواج پیغمبرؐ پندرہ تھیں۔ ان میں دو کے  
ساتھ عقد تو ہوا مگر جفتی نہ ہوئی۔ ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:-  
عمرہ اور شعبادہ دونوں سے عقد ہوا مگر ازدواجی فعل مخصوص  
نہ ہوا۔ بقیہ تیرہ ازواج النبیؐ کے نام حسب ذیل ہیں:-

- ۱۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ۲۔ حضرت سودہ بنت  
زعمہ ۳۔ حضرت عائشہ بنت ابوبکر ۴۔ حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب  
۵۔ حضرت زینب بنت خزيمة ۶۔ حضرت زینب بنت جحش۔  
۷۔ حضرت رملہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان ۸۔ حضرت ام سلمہ۔  
۹۔ حضرت میمونہ بنت الحارث ۱۰۔ حضرت زینب بنت عیش۔  
۱۱۔ حضرت جویریہ بنت الحارث ۱۲۔ حضرت صفیہ بنت جحش۔  
۱۳۔ حضرت خولہ بنت حکیم جنہوں نے اپنا نفس جناب رسول خدا  
کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں حضورؐ کی ازواج میں دو حرم  
بھی تھیں۔ ایک حضرت ماریہ قبطیہ، دوسری ریحانہ قندقیہ۔  
جو ازواج بوقت وفات رسولؐ حیات تھیں ان کے نام یہ ہیں:  
عائشہ، حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، میمونہ، ام حبیبہ  
صفیہ، جویریہ، سودہ۔

علیٰ ہذا القیاس طاہر الملکی صاحب کی تاریخ دانی کا اندازہ  
اسی سے کر لیا جائے کہ ان کو حضورؐ کی ازواج کی تعداد بھی صحیح معلوم  
نہیں ہے۔ لیکن قلم انہوں نے "اہلبیت" کی حقیقت کے موضوع پر  
اٹھا لیا ہے۔ اور بڑی بے باکی کے ساتھ تمام مورخین، محدثین اور مفسرین

## ہمارا موقف اور اس کے اثبات

### ثبوت ۱

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے کسی ایک بھی زوجہ محترمہ نے کسی مقام پر کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا ہے کہ وہ اہل بیت اطہار میں شامل ہیں۔ اس کے برعکس حقیقی اہل بیت رسولؐ میں داخل ہستیوں نے علانیہ ایسا دعویٰ بلند کیا ہے۔ اور اس اعزاز کو محترمہ بیان کیا ہے۔ مثلاً

### حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا دعویٰ

”جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم ہی وہ اہل بیت ہیں جن سے خدائے عزوجل نے ظاہر و باطن کی برائیاں دور رکھیں۔“  
(ذیلی بحوالہ اسراج المطالب ص ۱۱۱)

### حضرت حیدر کرار کا مجلس شوریٰ سے خطاب

جناب شیر خدا نے مجلس شوریٰ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا،  
”میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ علم رکھتے ہو کہ جب رسول مقبولؐ آخری خطبہ ادا فرماتے کے لئے کھڑے ہوئے کہ جس کے بعد حضورؐ نے کوئی اور خطبہ نہیں دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! میں تم میں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت اہل بیتؑ چھوڑے جاتا ہوں۔ تمہیں چاہیے کہ ان سے تمسک رکھو تا کہ گمراہ نہ ہو۔“

کیونکہ اللہ نے مجھے خبر دی ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے ستنی کہ روز قیامت میرے پاس حوض کوثر پیر وارد ہوں گے۔ پس عمر بن خطابؓ اٹھے ان کے چہرہ پر غصہ نمایاں تھا۔ اور دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول تمام آپ کے گھر میں رہنے والے ہیں اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ میرے اوصیا۔ جن میں کا اول علیؑ ہے جو میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وارث اور میری امت میں میرا خلیفہ اور میرے بعد تمام امت تمام اہل ایمان کا ولی ہے۔ وہ ان کا پہلا ہے پھر میرے دونوں بیٹے حسن و حسین اور ان کے بعد اولاد حسین میں سے تو ایک دوسرے کے بعد یہاں تک کہ وہ حوض کوثر پیر میرے پاس وارد ہوں گے۔ یہ لوگ خدا کی زمین میں اس کے شہداء ہیں۔ اور اس کی مخلوق پر حجت ہیں۔ اس کے علم کے خزانہ دار، اس کی حکمت کے معدن ہیں۔ جس نے ان کی اطاعت کی۔ اس نے خدا کی اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کے اس استفسار پر تمام حاضرین نے متفقہ شہادت دی کہ واقعی ہم گواہی دیتے ہیں کہ جناب رسول خداؐ نے اسی طرح فرمایا تھا۔“

(فرائد سمطین از حافظ صدر الدین المحمینی۔ البلاغ المبین جلد ۱ ص ۱۸۵)

اس کے علاوہ کئی مقامات پر حضرت علیؑ علیہ السلام نے خود کو فرد اہل بیت ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو بتایا۔ اور تعارف کرایا۔



## زبان رسولؐ سے خصوصی تعارف

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت علی علیہ السلام کے فیصلہ پر داد و تحسین فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ اور اس ارشاد کو امام احمد بن حنبل نے یوں نقل کیا ہے۔  
”خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت کے درمیان حکمت کو قرار دیا“

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قادری بشرح حدیث ثقلین از زید بن ارقم)

## فخر طہارت و ناز عصمت سیدہ بتولؑ بنت رسولؐ کا دعویٰ

سیدہ کائنات حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے قفیلہ فدک کے موقع پر خود کو اہل بیت فرمایا۔ اور آپؐ حدیث کساؤ کی راویہ ہیں۔ جو ہم آئندہ ذرا تفصیل سے دہرا رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت میں مرکزی حیثیت نبیؐ یا کساؤ ہی کو حاصل ہے۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”احب اہلی الی فاطمہ“ میرے گھروالوں میں فاطمہؑ مجھے (زیادہ) پیاری ہے۔ (ترمذی و حاکم)

صحیح بخاری، ترمذی، ابوداؤد، نسائی وغیرہ میں ہے کہ دفات سے قبل جب حضورؐ نے سیدہ طاہرہ سے سرگوشی کی اور نبیؐ

روئے لگیں۔ لیکن دوسری بار کان میں کچھ کہا تو ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہؓ کے دریافت کرنے پر بعد میں نبیؐ بی بی پاک نے فرمایا کہ حضورؐ نے ارشاد کیا تھا کہ ”میرے اہل بیت میں تم مجھ سے سب سے پہلے ملو گی“ اس روایت سے نبیؐ صاحبہ کا اہلیت ہونا بزبان خود بگواہی ام المسلمین عائشہؓ بقول سید المرسلینؐ ثابت ہے۔

## امام حسن علیہ السلام کا دعویٰ

عن حسن بن علی قال نحن اهل بیت الذی قال اللہ تعالیٰ انہا یرید اللہ لیدھب عنکم ... الحج۔ حضرت امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔ ہم ہیں وہ اہل بیت جن کے حق میں آیت تطہیر نازل ہوئی۔

(طبقات ابن سعد، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردودہ، جلال الدین سیوطی فی الدر المنثور بحوالہ ارجح المطالب ص ۶۷)

## امام حسینؑ کا دعویٰ

محمد بن عمر بن حسن سے مروی ہے کہ ہم امام حسینؑ کے ساتھ نہر کربلا پر تھے کہ اچانک آپؑ نے شمرؓ کو دیکھا۔ فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا۔ رسولؐ خدا فرماتے تھے کہ میں ایک چنگیری کتے کو دیکھ رہا ہوں کہ میرے اہل بیت کے خون کو چھٹا رہا ہے اور شمرؓ مبروض تھا۔ (ابن عساکر)

اسی طرح جب امام حسینؑ نے روز عاشورہ اتمام حجت کی تقریر فرمائی

ہیں وہ اور میں جن کا وجود اس ارض خداوندی پر قائم ہے۔ جبکہ بیولوں کو اس جہان سے رخصت ہوئے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب اهل السماء و اهل بيتي امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بيتي ذهب اهل الارض۔

یعنی ستارے آسمان والوں کی امان کا سبب ہیں۔ جب ستارے ختم ہو جائیں گے آسمان کے رہنے والے ختم ہو جائیں گے۔ میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے باعث امان ہیں۔ جب میرے اہل بیت دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو دنیا میں رہنے والے بھی ختم ہو جائیں گے۔

(مناقب امام احمد بن حنبل بحوالہ معالم العترة ص ۲)  
پس چونکہ دنیا قائم ہے اور ازواج کا وجود اس دنیا میں نہیں ہے لہذا ثابت ہوا کہ بیویاں حقیقی اہل بیت اطہار میں شامل نہ تھیں اور اصل اہل بیت رسولؐ وہی ہیں جن کا بار ہواں قائم آل محمدؐ ہے اور جو اس دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

ثبوت ۳

امام مہدی کا اہل بیت میں سے ہونا

اخبار پیغمبر میں بے شمار اقوال ہیں کہ زمانہ آخر میں امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا جو کہ اہل بیت رسولؐ میں سے ہوں گے۔ مثلاً ابن مسعود رضی اللہ عنہ

تو خود کو اہل بیت رسولؐ فرمایا۔ نیز اہل کوفہ نے جو خطوط حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کئے ان میں امام پاکؑ کے اہل بیت کہہ کر مخاطب کیا گیا۔

المختصر اصحاب خمسہ صلوٰۃ اللہ علیہم کے علاوہ دیگر ائمہ اہلبیت نے بھی متعدد موقعوں پر خود کو اہل بیت رسولؐ فرمایا۔ اور علمائے متقدمین کی کثرت کے اعتقاد میں یہی حضرات حقیقی اہل بیت اطہار ہیں۔ جیسا کہ قرن اول میں ابوسعید خدری اور تابعین میں سے ایک جماعت جن میں مجاہد اور قتادہ وغیرہ ہیں ان سب کا مذہب یہ ہے کہ آیت تطہیر کے مصداق اہل بیت رسولؐ علی، فاطمہ، حسن، حسین ہی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں تفہیم معالم التنزیل۔  
پس حقیقی اہل بیت رسولؐ کا یہ دعویٰ یا انکار اس بات کا یقین ثبوت ہے کہ ازواج رسولؐ اور اہل بیت طاہرین میں فرق ہے۔

ثبوت ۲ وجود اہل بیت سے دنیا قائم ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جب اہل بیت اس دنیا سے اٹھ جائیں گے تو دنیا ختم ہو جائے گی۔ اہل بیت ہی نزول بارش اور نعمات الہیہ کا باعث ہیں۔ ان احادیث کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو یہ دنیا از خود وجود اہل بیت کی دلیل ہے اگر اہل بیت سے مراد ازواج النبیؐ ہوتیں تو پھر ان بیبیوں کی وفات کے بعد یہ کارخانہ ہست و بود فنا ہو جاتا۔ پس وہ اہل بیت جو امان دنیا



صحیح روایت ہے کہ :-

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
لو لم يبق من الدنيا الا يوم واحد فقال الله تعالى ذلک الیوم حتی  
یبعث الله فیہ رجلاً من اهل بیت یومئذ اسمہ واسم امیہ اسمی  
واسم ابی یملأ الارض قسطاً وعدلاً فما ملئت جوراً وظلماً۔

(اخرجه احمد والبوداؤد وابو نعیم والترمذی قال حسن صحیح)  
یعنی حضور نے فرمایا اگر دنیا میں ایک دن کے سوا کچھ بھی باقی نہیں ہے  
گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اس قدر بڑھائے گا کہ اس میں میرے اہل بیت  
میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا اس کا نام و ولدیت میرے جیسی  
ہوگی وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح کہ وہ  
ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

سنن البوداؤد میں ہے کہ زر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک نہیں مٹے  
گی جب تک کہ عرب کا مالک ایک مرد میرے اہل بیت میں سے نہ  
ہو جائے جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

(ارجح المطالب ص ۲۷۵)

کسی ضعیف سے ضعیف قول کو بھی پیش نہیں کیا جاسکتا ہے کہ  
رسول کی کوئی زوجہ امام مہدی کی صورت میں زمانہ آخر میں ظاہر ہوگی۔  
اگر بیویاں اہل بیت ہوئیں تو ضرور کوئی بیوی اس منصب پر متمکن ہوگی  
پس ”رجلاً من اہل بیت“ کے الفاظ میں میرا اس بات کا ثبوت نہیں کہ  
ازواج اہل بیت تطہیر نہیں ہیں۔

ثبوت ۷

## حضرت علی کی تبلیغ سورہ توبہ کیلئے تقرری

سورہ برأت کی تبلیغ کا یہ واقعہ آخذ یقعدہ ۹ ص ۳۷ کا ہے۔ لکھا  
ہے کہ جناب رسالت نے حضرت ابوبکر کو موسم حج میں سورہ توبہ کی چالیس  
آیات کی تبلیغ پر مامور کیا۔ لیکن حضرت ابوبکر کے روانہ ہوتے ہی جبریل اللہ  
کی طرف سے وحی لے کر نازل ہوئے کہ تبلیغ یا آپ خود کریں یا علی چنانچہ  
حضور نے اُسی وقت حضرت علی کو حضرت ابوبکر کے پیچھے روانہ کیا کہ وہ ان  
سے سورہ برأت کی آیات لے کر تبلیغ کریں۔ آپ نے تقاب کر کے حسب  
حکم نبوی تعمیل کی اور حضرت ابوبکر کو واپس بھیج دیا۔ حضرت ابوبکر نے  
زنجیرہ خاطر ہو کر بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میرے خلاف کوئی وحی آگئی ہے  
حضور نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ تبلیغ یا میں خود کروں یا میرے  
اہل بیت میں کا کوئی کر دے۔ یہ واقعہ مسلم ہے۔ اس کے راوی خود  
حضرت علی، ابن عباس، ابوسید خدری، ابن عمر، ابوبررہ، سعد بن ابی وقاص  
ابورافع اور انس بن مالک ہیں۔ صحیح بخاری میں یہ واقعہ تین جگہ نقل کیا گیا ہے  
ہم نسائی سے حسب ضرورت عبارت نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر نے  
حضور سے دریافت کیا کہ میرے خلاف کوئی وحی آئی ہے تو آپ نے جواب دیا:  
”الا انی امرت ان ابلخہ انا اور اجل من اہل بیتی“  
کہ ”نہیں۔ لیکن تجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کی تبلیغ یا میں خود کروں  
یا میرے اہل بیت کا مرد تبلیغ کرے۔“

اب سوچنے کا مقام ہے کہ اگر اہل بیت سے مراد بیوی ہوتی تو پھر

کیا رسول خدا نے تبلیغ کے لئے اپنی کسی زوجہ کو روانہ کیا ہے نہیں۔ بلکہ حضور نے خود حضرت علی علیہ السلام کا تقرر فرما کر اہل بیت کے حقیقی معنی بتا دیئے۔ پس یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ حضور کے نزدیک حضرت علی اہل بیت میں شامل ہیں۔ ازواج کا اہل بیت تطہیر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

## ثبوت ۵

### سیدہ معصومہ کا بتول ہونا اور ازواج کا قطری نجاست سے پاک نہ ہونا

آیت تطہیر میں بیان کردہ طہارت کاملہ اس امر کی مقتضی ہے کہ اس کا مصداق ہر طرح کی ظاہری اور باطنی نجاست و آلودگی سے محفوظ و منزہ ہو لہذا اہل بیت تطہیر وہی ہستی ہو سکتی ہے جو ہر لحاظ سے پوری طرح پاک و مطہر ہو۔ حضرت سیدۃ النساء العالمین، صدیقۃ الکبریٰ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کا بتول ہونا اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ بی بی پاکستائوں جنت اہل بیت طاہرین میں شامل ہیں۔ اس کے برعکس ازواج کا ہر ماہ مخصوص ایام میں پاک نہ ہونا نجاست ظاہری سے عدم تحقق ثابت کر کے اہل بیت طاہرین کی فہرست سے خارج کرنے کا ٹھوس سبب بنتا ہے۔

البتول کی تشریح بزبان رسول ﷺ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ طاہرہ

کے لقب البتول کی تشریح اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:-

”عن علی بن ابی طالب قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما البتول فانا سمعناک یا رسول اللہ تقول مریم بتول وفاطمة

بتول فقال البتول التي ترجمہ قسط ای لم تحض فان الحيض مکروه فی بنات الانبیاء“ (مستدرک الحاکم - راجح ص ۳۸)

یعنی حضرت علی علیہ السلام سمجھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کے کیا معنی ہیں؟ کیونکہ ہم نے آپ کو مریم بتول اور فاطمہ بتول فرماتے سنا ہے۔ حضور نے فرمایا بتول وہ ہے جس نے مسخری کو نہ دیکھا ہو۔ یعنی اس کو کبھی حیض نہ ہوا ہو۔ کیونکہ نبیوں کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد بالا ثابت کرتا ہے کہ حضرت سیدہ طاہرہ عورتوں کی عام فطری نجاست سے قطعی طور پر محفوظ و پاک ہیں۔ لہذا آیت تطہیر میں مطلوب طہارت آپ کے لئے ثابت ہے۔

ازواج کے حیض کا بیان حدیث کی صحیح کتابوں میں باقاعدہ کتاب حیض ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں مندرج روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج اس فطری نجاست

سے منزہ نہ تھیں۔ حیض کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذْنٌ فَاعْتَزِلُوا

النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى

يُخْضَرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ

اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٥﴾

یہ امر اس بات کی بھی دلیل ہے کہ رسول کی دیگر بیٹیوں میں اگر

حقیقی دختران ہوتیں تو وہ بھی بتول ہوتیں جو کہ خلاف واقعہ ہے۔



یعنی آپ سے لوگ حیض کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ وہ نجاست ہے۔ اس لئے عورتوں سے حالت حیض میں الگ رہو۔ اور ان کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔ تو تم ان کے پاس اس طرح آؤ جس طرح تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (سورہ البقرة ۲۲۲)

اب جب خود خداوند تعالیٰ حیض کو نجاست فرمادے تو کوئی وجہ نہیں کہ حائضہ کو پاک قرار دیا جاسکے۔ اب ازواج کی ماہواری کے ثبوت میں ایک روایت پیش خدمت ہے۔

”حدثنا اسمعيل بن خليل قال اخبرنا علي بن مسهر اخبرنا ابواسحاق هو الشيباني عن عبد الرحمن بن الاسود عن ابيه عن عائشة قالت كانت احدا نا اذا كانت حائضا فاما اذا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يبشرها امرها ان تنزني فومر حينئذها ثم يبشرها قالت ايكدمي ملكا به كما كان النبي صلى الله عليه وسلم يملك ارباهه قابله خالد وجهه من عن الشيباني“

(صحیح بخاری۔ کتاب الحيض۔ باب مباشرة الحائض قبل طهارة حديث) (اسناد کے لئے عربی دیکھیے) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ ہم (ازواج النبی) میں سے جب کسی بی بی کو ماہواری آتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے احتیاط کرنا چاہتے تو اس بی بی کو حکم دیتے تھے کہ اپنے حیض کی حالت میں آزار پہن لے۔ اس کے بعد اس سے مباشرت فرماتے۔ (عائشہ نے کہا تم میں سے اپنی خواہش پر کوئی اس نہ

قابو نہیں رکھتا ہے جس قدر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خواہش پر قابو رکھتے تھے۔

**تبصرہ بر روایت** | حدیث کی کتابوں میں سرتاج صحیح بخاری جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ بخاری بعد از کتاب باری کی یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ ازواج النبی آیام مخصوص سے محفوظ نہ تھیں۔ یہ بات مائع طہارت کا ملہ ہے۔ جو کہ اہل غیبت طاہرین کی اہلیت مخصوص ہے۔ یہ روایت ازواج النبی میں کی ممتاز زوجہ سے مروی ہے جن کو صدیقہ کہا جاتا ہے اور اس میں تمام بیویوں کے حائضہ ہونے کا بیان ہے جس میں خود راویہ بھی شامل ہیں۔

بی بی عائشہ کے علاوہ اس کے تمام راوی مرد ہیں جبکہ نسوانی حیا کے تقاضوں کے برخلاف مخصوص افعال خلوت کا بیان ہے

قرآن مجید کے حکم کہ حیض پلیدی ہے اور ان آیام میں عورتوں سے علیحدہ رہو۔ کے خلاف خود صاحب القرآن پر یہ تہمت ہے کہ وہ آیام حیض میں مباشرت کرنے سے باز نہ آتے تھے۔ اور حیران کن بلکہ تسخیری ہے کہ اس بے قابو پن کا ذکر فرمانے کے بعد حضور کو اپنی خواہش پر قابو رکھنے والا کہا گیا ہے۔ اگر قابو پاتا تو ایسا ہی ہوتا ہے تو پھر بے قابو ہونے سے ہم ناواقف ٹھہرے۔ ہمارے خیال میں تو یہ سخت طنز ہے۔

ہم شیعیان اہل غیبت یہ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں کہ خلقِ عظیم کا لقب پانے والے رسولؐ حکم قرآن کی مخالفت کر کے آیام ماہواری میں بے صبر ہو کر فعلِ منوع کا ارتکاب کریں۔ ہماری نظر میں یہ تو بہین رسولؐ ہے۔ اکی لئے اس مختصر تبصرہ کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔

## ثبوت ۷

## اہلیت کا صاحبان عصمت ہونا اور ازواج کا غیر معصوم ہونا

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے حقیقی اہل بیت کے علاوہ کسی بھی فرد نے (خواہ وہ کوئی جلیل القدر صحابی رسول ہو یا کوئی محترمہ زوجہ یا کوئی اور بزرگ ہو) معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ نہ ہی کسی پیروکار نے اپنے کسی مدوح کو عقیدہ لائق عصمت مانا ہے۔ لیکن حقیقی اہل بیت کو شیعہ تو رہے ایک طرف غیر شیعوں کی کثیر تعداد نے معصوم تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح خود رسول کریم اور اہل بیت رسول کے رخیل حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ اہل بیت پر کسی بھی غیر کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن اہل بیت لا یقاس بنا احد۔ (دیلی فی الفردوس الاخبار)

یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح حضرت علیؑ نے فرمایا۔

عن علی قال علی المنبر نحن اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقاس بنا احد۔

(اخرجہ ابو بکر بن مردورہ رزح ص ۱۷۱)

یعنی حضرت علیؑ نے منبر پر فرمایا کہ ہم ہیں اہل بیت رسولؐ کہ ہمارے ساتھ کسی کا بھی قیاس نہیں ہو سکتا ہے۔

## بی بی عائشہ کا ایک اور بیان

صحیح بخاری میں بحالت حیض نبی بی عائشہ کا حضورؐ کے سر میں کٹکھی

کرنادر آنجا لیکہ حضورؐ اعتکاف میں ہوتے مرقوم ہے۔ اسی طرح روایت ہے کہ: (حضرت عائشہ سے مروی ہے) کہ نبی سلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں ٹیکہ لگا لیتے تھے۔ حالانکہ میں حائض ہوتی تھی۔ پھر آپ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۹۹ حدیث ۲۹)

پس اس طرح کی روایات سے اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ ازواج النبی حین جسی ظاہری نجاست سے پاک نہ تھیں۔ اس لئے وہ اہلیت ظاہرین میں شامل نہیں کی جاسکتی ہیں۔

حقیقی اہل بیت اطہار کے ظاہری نجاستوں سے مکمل طور پر پاک ظاہر ہونے کی گواہی خود رسولؐ

پاک سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔ یہ گواہی خود زوجہ رسولؐ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی سنئے:-

”جناب ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ میری بی بی جبر حیض والی عورت اور ہر جنیب والے مرد پر حرام ہے۔ مگر محمدؐ پر۔ اور ان کے اہل بیت علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ پر۔

(اخرجہ ابیہقی، طبرانی بحوالہ رزح المطالب ص ۱۷۶)

پس چونکہ شہادت زوجہ رسولؐ حسب ارشاد النبی اہل بیت رسولؐ تمام فطری نجاست کے عوارض سے محفوظ ہیں۔ اس لئے حقیقی اہل بیت جو آیت تطہیر کے واقعی مصداق ہیں، صرف اہل بیت اطہار سلام اللہ علیہم ہیں۔



ثبوت کے

## سورہ تحریم کی آیات ازواج کے اہلیت سے اخراج کا ثبوت ہیں

سورہ احزاب میں آیہ تلخیص سے کچھ پہلے ازواج کے لئے آیت ہے کہ  
يُنْسَاءُ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنْ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ  
يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ (سورہ احزاب ۳۴)  
ترجمہ:- اے پیغمبر کی بیویو! تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ  
حرکت کرے گی اس کو دوگنی سزا دی جائے گی۔

(قرآن مجید مترجم مولوی فتح محمد تاج کپنی)  
گویا ازواج نبی سے ناشائستہ افعال کے سرزد ہونے کا امکان  
باقی رہ گیا۔ چنانچہ سورہ تحریم میں ہے کہ

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا  
فَلَمَّا سَمِعَتْ بِهٖ وَأَضْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ  
بَعْضُهُ ۖ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِهٖ  
قَالَتْ مَنْ أَنبَاكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَاَنِيَ الْعَلِيْمُ  
الْخَبِيرُ ۚ إِنَّ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ  
قُلُوبُكُمَا ۚ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ

مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ  
بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَاهِرُونَ (التحریم)

اس وقت کو یاد کرو جب نبیؐ نے اپنی ایک بیوی سے کوئی راز  
کی بات کہی پس جب اس نے چغلی کھائی۔ اور حدیث سے کاروائی نبیؐ پر  
ظاہر کر دی تو اس نے کچھ بیان کیا اور کچھ سے کنارہ کشی کی۔ جب اس  
نے اس کو خبر دی تو اس نے کہا آپؐ کو اس کی خبر کس نے دی۔ فرمایا  
مجھے علم وغیب نے بتلایا ہے۔

اسے دونوں بیبیو! تم دونوں توبہ کرو (توبہ تر ہے) کیونکہ تمہارے دل  
بیڑھے ہو گئے ہیں۔ اور اگر تم دونوں نے نبیؐ پر غلبہ حاصل کرنا چاہا تو مجھ کو کہ خدا  
اور جبریل اور صالح المؤمنین اور فرشتے اس کے بعد اس کے مددگار ہیں۔  
(سورہ تحریم آیت ۳۷، ۳۸)

مفسرین و مورخین کا اتفاق ہے یہ آیات حضرت عائشہ اور حضرت  
حفصہ کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ مجھے کافی عرصہ  
سے خیال تھا کہ حضرت عمرؓ سے معلوم کر دوں کہ وہ دونوں عورتیں جنہوں نے  
رسولؐ پر غلبہ کرنا چاہا تھا اور جن کے دل بیڑھے ہو گئے تھے کون تھیں مگر  
موقع نہ مل سکا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ سفر حج میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ ایک دفعہ  
جب وہ رفع حاجت کے لئے بیت الخلا کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ان  
کے ساتھ گیا۔ واپسی پر جب میں نے ان سے یہ معاملہ دریافت کیا تو میری  
بات ختم ہونے سے پہلے ہی انہوں نے جواب دیا۔ ان عورتوں سے مراد  
عائشہ اور حفصہ ہیں۔

(مجمع بخاری جلد ۳ ص ۱۲۸ مطبوعہ مصر صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۹  
مطبوعہ نو لکھنؤ، نسائی جلد ۱ ص ۱۰۲ وغیرہ)

۱۷۹  
 قابو پانے کا فیصلہ کر لیا۔ خاوند کو بس میں کرنے کے لئے واؤ آزمائیاں  
 شروع کر دیں۔ مگر یہ حضورؐ کا ظرف تھا کہ آپؐ ان کی حرکات کو خاطر میں  
 نہ لاتے تھے۔ اور ان خانگی کشمکش و جھگڑوں میں سکوت سے کام لیتے  
 تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے عمدہ شہید حضورؐ کے لئے روانہ کیا۔ آپؐ نے ام سلمہؓ  
 یا زینبؓ کے ہاں حفاظت سے رکھوا دیا۔ اور وزانہ جاکر شہید نوش فرماتے تھے۔  
 ان دونوں بی بیوں کو اتنی دیر بھی وہاں بیٹھنا گوارہ نہ ہوا۔ دونوں نے  
 صلاح و مشورہ کر کے حضرت عائشہؓ نے بی بی حفصہؓ کو اس بات پر تیار کر  
 لیا کہ آج کسی ترکیب سے آپؐ کی شہید چھڑوا دی جائے تاکہ وہاں بیٹھنا  
 بند ہو جائے۔ چنانچہ جب حضورؐ شہید کھانے کے بعد حضرت عائشہؓ کے  
 پاس تشریف لائے تو انہوں نے ناگ پر ہاتھ رکھ لیا۔ حضرتؓ نے سبب  
 دریافت فرمایا تو جواب دیا آپؐ کے منہ سے منافق کی بو آتی ہے۔ اس کے  
 بعد حضرت حفصہؓ کے ہاں آئے انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔ آپؐ نے فرمایا  
 میں نے تو صرف شہید کھایا ہے۔ اس پر عائشہؓ بولیں کہ ضرور شہید کی  
 مکھیوں نے منافق کے پھولوں کو چوسا ہے۔ القہۃ محقر آپؐ نے حضرت  
 عائشہؓ سے راز کے طور پر فرمایا اب میں شہید نہیں کھاؤں گا۔ اس  
 خیال سے کہ جن بی بی کے ہاں شہید رکھا تھا ان کی دل شکنی نہ ہو یہ بھی  
 فرما دیا کہ اس راز کو ظاہر نہ کرنا۔ مگر بی بی عائشہؓ اپنی ہمارے سے راز  
 کہاں چھپانے والی تھیں۔ فوراً حفصہؓ کو خوش خبری دی کہ آج سے وہاں  
 کا بیٹھنا چھوٹ گیا۔

دوسرا قصہ یہ ہے کہ ایک روز اتفاقاً حضرت حفصہؓ اجازت لے کر  
 اپنے میکے چلی گئیں۔ اس رات ان ہی کی باری تھی۔ حضرت جب فارغ ہو کر  
 گھر پر آئے اور گھر خالی ہونے کے سبب ماریہؓ کو طلب فرمایا۔ ماریہؓ

چنانچہ مختصر قصہ یہ تھا کہ حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں  
 کوئی دوسرا عقد نہ فرمایا۔ بعد میں جب اور بیبیوں کو جہاں نکاح میں لیا تو  
 آپؐ نے ہر بی بی کے لئے علیحدہ علیحدہ ایک کمرہ بنوا دیا تھا۔ اور ہر ایک کے  
 ہاں باری باری شب بسر فرماتے۔ دن کے وقت ہر ایک کے پاس تھوڑی  
 دیر کے لئے چلے جاتے۔ ہجرت کے بعد سلطان روم مقوقش نے ماریہؓ قبضہ  
 کینز کو آپؐ کی خدمت میں محفہ بھیج دیا تھا۔ آپؐ نے ماریہؓ کو ابو ایوب  
 انصاری کے گھر مقیم کر دیا تھا۔ رفتہ رفتہ ماریہؓ پر آپؐ اس قدر بھروسہ  
 کرنے لگے کہ اپنے پینے کے پانی کا انتظام بھی انہی کے ہاں رکھا۔ بلکہ حضرت  
 کی اہم ذاتی اشیا بھی ان کے ہاں رہتی تھیں۔ حتیٰ کہ ان کے گھر کو مشربہ ام  
 ابراہیمؓ کے نام سے شہرت ملی۔ اللہ کی رحمت سے کچھ عرصہ بعد ماریہؓ حاملہ  
 ہو گئیں۔ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کے حسد کی وجہ سے حضورؐ کو تشویش ہوئی۔  
 چنانچہ آپؐ وہیں قیام کرنے لگے۔ غرض ابراہیمؓ کی ولادت ہوئی۔ ماریہؓ کو  
 دودھ نہ آتا۔ حضورؐ نے ایک بکری کا انتظام کیا تاکہ ان کی پرورش ہو  
 سکے۔ تھوڑے ہی دنوں میں ابراہیمؓ کا چہرہ پھول کی طرح کھلنے لگا اور  
 تیزی سے بڑھنے لگے۔ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کا آپس میں بہت سلوک  
 تھا۔ ایک دوسری کی ہمزاتھیں۔ دیگر زندہ ازواج ہی سے حسد نہ تھا بلکہ  
 خدیجہؓ الکبریٰ مرحومہ پر فوقیت پانے کا بھی خواب دیکھا کرتی تھیں۔ چنانچہ  
 عموماً جب حضرتؓ ملکیت العرب کا ذکر خیر فرماتے تو ان بیبیوں کو سخت  
 ناگوار ہوتا۔ اور اکثر جھنجھلا کر کہہ اٹھتی تھیں کہ آپؐ کیا بڑھیا کو یاد کرتے  
 رہتے ہیں۔ بی بی عائشہؓ تو بعض اوقات اس حد تک آجاتی تھیں کہ ان کے  
 سخت کلمات سن کر سیدہ فاطمہؓ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے۔  
 الغرض ان دونوں بیبیوں نے آپس میں گٹھ جوڑ کر کے حضورؐ پر



الغرض یہ آیات انہی دونوں مخدرات کی سب زلش میں نازل ہوئی ہیں۔ حضور کو حکم ہوا کہ قسم کا کفارہ دے کر ماریہ سے تعلق باقی رکھو اور شہد بھی کھاؤ۔ اس واقعہ سے چونکہ حضرت کو بی بی حفصہ سے سخت صدمہ پہنچا تھا اس لئے آپ نے ان کو طلاق دیدی۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے اپنے میکے کو رخصت کر دی گئیں۔ اس پر حضرت عمر کو بہت رنج ہوا۔ اور غصہ سے اپنی بیٹی سے کہا اگر خطاب کی اولاد میں کچھ نیکی ہوئی تو رسول اللہ تمہیں طلاق نہ دیتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ واقعہ اس قدر اذیت ناک محسوس ہوا کہ آپ نے تمام ازواج سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور حضرت ماریہ کے گھر ۲۹ روز تک رہے۔ حتیٰ کہ لوگوں کو شبہ ہونے لگا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دیدی ہے۔

یہ ملخص بیان مختلف روایات سے ماخوذ ہے جو کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، کشف اور درمنثور وغیرہ میں مندرج ہے۔ مولانا فرمان علی مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ نے اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں اسے درج کیا ہے۔ اور ہم نے اس کو ادیب اعظم مولانا فخر الحسن صاحب امر و ہوی مظلہ العالی کی کتاب رموز القرآن سے پیش کیا ہے۔ جسے مولانا مصوف نے ص ۲۲۷ سے ص ۲۲۹ تک نقل فرمایا ہے۔

حضرت ادیب اعظم دام برکاتہ فرماتے ہیں کہ

”غور کیجئے یہ سازشیں کتنی خوفناک تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے تو اپنے آپ کو مددگار بنایا۔ پھر جبرئیل کو پھر صالح المؤمنین (علی علیہ السلام) کو پھر اپنے تمام ملائکہ کو۔ اس کے بعد کی آیات میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر رسول تم کو طلاق دیدیں تو عنقریب ہی پروردگار تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں عطا کرے گا۔ جو فرائز و ادوار ہوں گی (یعنی

وہیں رہیں۔ صبح حضور نے اپنے فرزند ابراہیم کو اپنے شانوں پر بٹھالیا۔ اور فرمانے لگے یہ مجھ سے کس قدر مشابہ ہیں۔ اس پر حضرت عائشہ بولیں مجھے تو کوئی مشابہت معلوم نہیں ہوتی۔ فرمایا کیا جسم میں بھی مشابہت نہیں۔ انہوں نے طنزیہ جواب دیا جو بکری کا دودھ پی کر پلے گا اس کا بدن تو ضرور خوبصورت ہوگا۔

یہ باتیں ہوئی رہی تھیں کہ حضرت حفصہ غصہ میں بھری وہاں آپس میں ایک تو حضرت کی توجہ اور چاہ پر ماریہ سے رشک تھا۔ اس شب کے واقعہ نے جلیج پر تیل کا کام کیا۔ کاندھے پر ابراہیم کو سوار دیکھ کر کریلا اور پھر نیم چڑھا ہو گیا۔ چنانچہ سخت درشتگی سے کہا۔ آپ نے میری عزت و حرمت کا ذرا خیال نہ کیا اور ایک نوٹڈی کو میرے برابر کر دیا۔ یہ کیا اندھیر ہے میرا مکان، میرا بستہ اور یہ کنیز۔ اس کو آپ نے بہت سر پر چڑھا لیا ہے۔ حضور نے بڑے تحمل سے پوچھا کیا یہ میرے اوپر حلال نہیں ہے۔ مگر باوجود بچھانے کے ان کا پارہ کم نہ ہوا علیحدہ جا کر سرگوشی کی کہ میں تمہاری خاطر قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ ماریہ سے صحبت نہیں کروں گا۔ مگر دیکھو خبردار یہ راز ہے۔ اس کو کسی سے کہنا نہیں۔ کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو۔ یہ فرما کر آپ باہر چلے گئے۔ مگر بی بی صاحبہ یہ راز محفوظ نہ رکھ سکیں۔ موقع پاتے ہی بی بی عائشہ کو مشرہ دے مٹا دیا۔

ان دونوں واقعوں کی قلعی خدائے وحی کے ذریعہ کھول دی۔ حضور کو خبر ہو گئی۔ آپ نے ماریہ کا قصہ اور حفصہ کا غصہ عائشہ سے بیان کر دیا۔ اور شہد و الا قصہ چونکہ ان ہی کا تھا لہذا شدت حیا سے اس کا ذکر نہ کیا۔ حضرت عائشہ نے تعجب سے پوچھا آپ کو حفصہ کا حال کس نے بتایا۔ حضور نے فرمایا خدا نے۔

تم میں سے بعض فرماں بردار نہیں ہیں اور خدا و رسول کی مطیع نہ ہوئے  
سے توبہ کرنے والیاں عبادت گزار روزہ رکھنے والیاں بیابا ہوئی و مطلقہ یا  
بیوہ و بن بیابا ہوئی (کنوار کا) ہوں گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ صفات حضرت کی بعض ازواج میں یا تو  
تھی ہی نہیں یا تھیں تو کم تھیں۔ اللہ کا یہ فرمانا کہ تم سے بہتر سے آئے گا  
اس کی دلیل ہے کہ کچھ کوتاہیاں ان میں تھیں مسلمانوں کا یہ کہنا کہ ان  
دونوں بیبیوں نے توبہ کر لی تھی۔ یہ ایک روایت ہے۔ جس کا تعلق روایت  
سے نہیں۔ اگر توبہ قبول ہو گئی ہوتی تو قرآن میں اس کا ذکر ضرور ہوتا۔ تاکہ  
مسلمانوں کو تسکین ہو جاتی۔ حدیث میں بھی اس کا کہیں ذکر نہیں۔ لہذا  
روایت پر صرف اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

(رموز قرآن حوالہ مذکورہ)

یہ آیات ازواج کے اہلیت طہارت سے اخراج کے لئے قطعی  
ثبوت ہیں۔ اور ان ہی آیات سے ہم ازواج کا مسلم خواتین کے لئے  
اسوہ حسنہ ہونے کی مخالفت کرتے ہیں۔

## حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیویوں کی مثال

سورہ تحریم میں ہے کہ:-  
ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ

نُوحٍ وَ امْرَأَتَ لُوطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ  
عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا  
عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ

## مَعَ الدَّٰخِلِينَ

خدا نے کافروں کی عبرت کے واسطے نوح کی بی بی (واعلیٰ) اور  
لوط کی بی بی (والہ) کی مثال بیان کی یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کے  
تصرف میں تھیں۔ تو دونوں نے اپنے شوہروں سے دعا کی تو ان کے شوہر  
خدا کے مقابلے میں کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور ان کو حکم دیا گیا کہ داخل  
ہونے والوں کے ساتھ جہنم میں تم بھی داخل ہو جاؤ۔

(التحریم ۱۲: ۲۵)

نوح کی بی بی کا یہ حال تھا کہ کفار سے ملی ہوئی تھی۔ جب  
حضرت نوح ہدایت کرتے تو یہ لوگوں کو گھر سے باہر نکالتی کہ یہ دیوانہ  
شخص ہے۔ (ہذیان کہتا ہے) تم اس کی بات کان لگا کر سنو ہی نہیں۔  
جب طوفان آیا تو یہ بد بخت بجائے کشتی میں آنے کے کفار سے جاملی۔ اول  
کہنے لگی کوئی اس کشتی میں نہ بیٹھے نوح خود بھی ڈوبے گا اور دوسروں  
کو بھی ڈوبے گا۔ اور لوط کی بی بی کا یہ حال تھا کہ ان جوانوں سے  
ملی ہوئی تھی جن کو لوہٹ کا مرض تھا۔ جب کوئی نوجوان حضرت لوط کے  
یہاں مہمان آتا تو یہ فوراً ان بد معاشوں کو خبر کر دیتی۔ ایک بار جب فرشتے  
نوجوان انسانوں کی شکل میں قوم لوط پر عذاب نازل کرنے آئے اور  
حضرت لوط کے یہاں ٹھہرے تو اس بد بخت عورت نے فوراً ان لوگوں کو  
خبر کر دی اور وہ سب بھاگے ہوئے آئے۔ اور حضرت لوط سے کہا ان  
جوانوں کو ہمارے سپرد کر دو۔ اور یہ قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ آخر  
عذاب الہی ان پر نازل ہوا۔ اور وہ سب کے سب مر گئے۔

۱۔ "اہل بیت" کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے۔ معلوم ہوا کہ شریعت اہل ہی  
سے یہ رواج ہوا کہ (بعض) زوجہ کشتی نجات میں بیٹھنے سے روکا کرتی ہے۔



ان آیات سے معلوم ہوا کہ جب تک نفس انسانی میں حصول نیکی کی صلاحیت نہ ہو کسی کی صحبت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ خواہ نبی کی بی بی ہی کیوں نہ ہو۔ جب عورت کا دل ٹیڑھا ہو جاتا ہے تو پھر مشکل سے بچھلتا ہے بد طبیعت عورت کی مثال امیر المؤمنین نے ٹیڑھی پسلی سے دی ہے کہ اگر اسے زور دے کر سیدھا کرنا چاہو تو لوٹ جالے گی۔ اس کی حالت پر چھوڑ دو تو پہلو میں جھپکتی رہے گی۔ (رموز القرآن حوالہ مذکورہ)

## حضرت آسیہ کی مثال

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهِ وَ يَجْعَلْنِي مِّنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

خدا نے مومن کی تسلی کے لئے فرعون کی بی بی (آسیہ) کی مثال بیان کی ہے کہ خدا سے اس نے دعا کی اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے یہاں بہشت میں ایک گھر بنلا اور مجھے فرعون اور اس کی بد اعمالی سے بچالے اور ظالم قوم سے چھڑکا راعطا فرما۔ (التحریم ۲۷۸)

جناب آسیہ نہایت حسین خاتون تھیں۔ فرعون نے جب ان کو اپنی زوجیت میں رکھا تھا۔ وہ اس کے دعوائی خدائی سے نہایت بے زار تھیں مگر نہایت صبر سے زندگی گزار رہی تھیں۔ فرعون سمجھتا تھا یہ میری خدائی پر ایمان لائی ہوئی ہیں۔ ایک دن جب کہ وہ ذکر خدا کر رہی تھیں فرعون نے ان کے ایمان باللہ کا پتہ چلا لیا۔ اس نے غضبناک ہو کر کہا تم کسی کو

خدائی ہو۔ اب جناب آسیہ کو کتاب مضبوط نہ رہی۔ فرمایا میں اس کو خدا مانتی ہوں جو تیر اور میرا دونوں کا خالق اور معبود ہے۔ فرعون غصے میں آپ سے باہر ہو گیا اور زمین پر دے پڑا۔ اور پتھر کی ایک بھاری سہل ان کے سینہ پر رکھ دی۔ اس وقت انہوں نے خدا سے دعا کی۔ فرعون نے وہ سہل ان کے سینہ سے نہ ہٹائی یہاں تک کہ وہ راہی بخت ہوئیں۔

(رموز القرآن حوالہ مذکورہ)

المختصر اس بیان سے یہ مسئلہ بالکل صاف ہو گیا کہ نبی کی بیوی دشمن بھی ہو سکتی ہے اور غیر نبی کی زوجہ "بیت فی الجنة" کی مستحق۔ پس سورہ تحریم کی آیت قرآنیہ سے پوری طرح ثابت ہو گیا کہ آیت تطہیر میں مطلوب طہارت کی اہلیت کے معیار پر ازواج النبی پوری نہیں اتر پاتی ہیں۔ اس لئے وہ اہل بیت اطہار میں داخل نہیں ہیں۔ خصوصاً "دلوں کا کچھ" ہونا ایسی باطنی نجاست ہے جس کا علاج ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس قرآنی سرزنش کی موجودگی اور توبہ و رجوع کے عدم سے ہم مجبور ہیں کہ ازواج کو اہل بیت طاہرین کی فہرست میں شامل سمجھیں۔ کیونکہ اس صورت میں قرآن مجید سے منکر اور ہو جاتا ہے۔ جو مسلمان کے لئے کسی بھی حالت میں درست قرار نہیں پاتا ہے۔ اس کے عکس حقیقی اہل بیت رسول کی عصمت و طہارت غیر مجروح ہے۔

## ثبوت ۱

بیت زوجہ اور شیطان کا سیننگ

اہل بیت حقیقی کے لئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ

نیک جذبہ کا اظہار فرمایا ان کے گھر کو اونچا فرمایا کبھی ان کو مدینہ نبوت رسالت قرار دیا۔ کبھی علم و حکمت کی کان فرمایا۔ لیکن باوجود محبت و پیار کے ازواج کے لئے ایسی پیشینگوئیاں اور غیبی خبریں دیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج "اہل بیت اطہار" کے مطلوبہ کو الفک پورا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی تھیں۔ مثلاً ممتاز زوجہ حضرت عائشہ کے گھر کی جانب اشارہ کر کے حضور نے تین مرتبہ فرمایا۔

"ههنا الفتنة ثلاثا حيث يطلع قرن الشيطان"

یہ ہی فتنہ ہے۔ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ تین بار فرمایا۔ (صحیح بخاری جلد دوم ص ۱۳ مطبوعہ مصر۔ کتاب الجہاد، المعلم ترجمہ مسلم وغیرہ)

جس کے گھر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتنہ قرار دیں اور شیطان کے سینگ برآمد ہونے کی جگہ بتائیں۔ وہ کس طرح اہل بیت ہو۔ جبکہ فتنہ قتل سے بھی شدید ہوتا ہے۔ اگر ازواج اہل بیت طہارت ہوتیں تو حضور اکرم ایسی پیشگوئی ہرگز نہ فرماتے۔

**ثبوت ۹**

**رسول پاک سے ناراضی اور انکار نبوت**

**مانع طہارت کاملہ ہیں**

رسول مقبول سے ناراض ہونا اور ان کی نبوت کا انکار کرنا سبب ضعف ایمان ہے۔ لہذا یہ امور شیعہ آیت طہ میں مطلوب

طہارت کاملہ کے لئے مانع ہیں۔ لیکن کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی عائشہ حضور سے ناراض بھی ہوتی تھیں اور غصہ میں آپ کی نبوت کا انکار بھی کر دیتی تھیں۔ چنانچہ صاحب مدارج النبوة نے بخاری میں مندرج روایت لکھی ہے کہ ام المومنین عائشہ آنحضرت سے ناراض ہو جاتی تھیں جس کا آنحضرت کو بھی احساس ہو گیا۔ ایک دن فرمانے لگے تم مجھ سے ناراض بھی ہو جاتی ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا واہ جب خوش ہوتی ہو تو یوں قسم کھاتی ہو "ببر رسول اللہ" (رسول اللہ کے خدا کی قسم) اور جب غصہ میں ہوتی ہو یوں قسم کھاتی ہو "ببر محمد" (محمد کے خدا کی قسم)۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ آپ فرماتے تو سچ ہیں ایسا ہی ہے اگرچہ غصہ کے وقت بھی میرے دل میں آپ کی محبت ہوتی ہے۔ مگر منہ سے رسول اللہ نہیں نکلتا۔

(مدارج النبوة جلد ۲ ص ۶، بخاری بالجوز من البحران ص ۹۹)

بحوالہ وفات عائشہ (صلی)

اس روایت پر غور کرنے سے یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ غصہ کی حالت میں نبی صاحبہ "محمد رسول اللہ" کے رب کی قسم نہیں بلکہ صرف "رب محمد" کی قسم کھایا کرتی تھیں۔

نیز کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ "ایک دن حضرت عائشہ کو غصہ آ گیا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمانے لگیں کہ آپ کو خیال ہے کہ آپ نبی ہیں؟ (احیاء القلوب ج ۲ ص ۳، مکاشفۃ القلوب ص ۲۳ بحوالہ نص واجتہاد ص ۱۱۱)

۱۔ مسلم شریف کی روایت میں راضی ہونے کی صورت میں بربر محمد اور ناراضگی کی حالت میں بربر ابراہیم ہے۔



ایسی خطرناک صورت میں ہم اپنا تبصرہ محفوظ رکھتے ہیں۔ قارئین خود فیصلہ فرمائیں۔ ہم تو یہی دہرائیں گے۔ صاحب طہارت کاملہ ایسے اوصاف سے مبرہ و منبرہ ہوتے ہیں۔ آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی قلمبندی کے موقع پر اہل بیت حقیقی حضرت علی علیہ السلام نے حکم رسولؐ کی بھی "رسول اللہ" کے الفاظ حذف کرنا گوارہ نہ فرمائے تھے لہذا خود حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے یہ الفاظ قلمزد فرمائے۔

## ثبوت ثلثا حدیث کساء

یشہور و معروف حدیث لفظی رد و بدل کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب اہل سنت میں مرقوم ہے :-

۱۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة فضائل اہل بیت النبی الجز السابع ص ۱۳۱  
۲۔ مسند امام احمد بن حنبل الجز الاول ص ۰۳۳، الجز الثالث ص ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱

اغتارہ اللہ اتاذن لی ان ادخل معک تحت هذا الکساء فقال له  
قد اذنت لک یا حسین فدخل معهما قالت فاطمة فاقبل عند  
ذک ابو الحسن علی بن ابی طالب فقال السلام علیک یا بنت رسول  
اللہ فقلت وعلیک السلام فقال اشم رائحتہ طیبہ کانهارائحه  
اخى وابن عمی رسول اللہ فقلت نعم ها هو مع ولدیک تحت  
الکساء فاقبل نحو الکساء فقال السلام علیک یا رسول اللہ اتاذن  
لی ان ادخل معکم تحت هذا الکساء فقال نعم قد اذنت لک فدخل  
علی تحت الکساء ثم اقبلت فاطمة وقالت السلام علیک یا اباہ  
السلام علیک یا رسول اللہ اتاذن لی ان ادخل معکم تحت الکساء  
قال نعم قد اذنت لک یا فاطمة فدخلت معهم فلما اکتعلوا  
تحت الکساء قال اللہ عز وجل یا ملائکتی وسکان سمواتی انی ما  
خلقت سماء مبینة ولا ارضاً مدحیة ولا قرأ منیراً ولا شمساً  
مضیة ولا نلکا یلدور ولا بحراً یجری ولا فلکاً یرى الا فی  
محبة هلواء الاء الخمسة الذین هم تحت الکساء فقال الامین  
جبریل یارب ومن تحت الکساء فقال هم اهل بیت النبوة  
ومعدن الرسالة وهم فاطمة والوہا وعلہا وبنوہا  
فقال الامین جبریل یارب اتاذن لی ان اهبط الی الارض  
لاکون معکم سادساً فقال اللہ عز وجل قد اذنت لک فهبط  
الامین جبریل واقبل نحو الکساء وقال السلام علیک یا  
رسول اللہ السلام علیک یا من اختارہ اللہ ان اللہ عزو  
جل یقرئک السلام ویحضک بالتحیة والاکرام ویقول لک  
وعزتی وجلالی انی ما خلقت سماء مبینة ولا ارضاً مدحیة ولا قرأ

منیراً ولا شمساً مضیة ولا نلکا یدور ولا بحراً یجری ولا فلکاً  
یرى الا لاجلکم ومحبتکم وقد اذن لی ان ادخل معکم تحت  
الکساء فهل تاذن لی انت یا رسول اللہ ان ادخل معکم فقال  
قد اذنت لک فدخل جبریل معهم تحت الکساء وقال لہم  
ان اللہ عز وجل قد اوحی الیکم یقول انما یرید اللہ لیزہب عنکم  
الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیراً فقال علی ابن ابی طالب  
یا رسول اللہ اخبرنی ما یجول سنا تحت هذا الکساء عند اللہ  
تعالی من الفضل فقال البنی والذی بعثنی بالحق نبیاً واصطفانی  
بالرسالة نجیاً ما ذکر خبرنا هذا فی محفل من محافل اهل الارض  
وفیه جمع من شیعتنا ومحبینا الا ونزلت علیہم الرحمة وحفت  
بہم الملائکة واستغفرت لہم الی ان یتفرقوا فقال علی اذا  
واللہ فرنا وفانرت شیعتنا وارب الکعبة فقال رسول اللہ  
والذی بعثنی بالحق نبیاً واصطفانی بالرسالة نجیاً ما ذکر خبرنا  
هذا فی محفل من محافل الارض وفیه جمع من شیعتنا و  
فیہم مہموم الا وفرج اللہ ہمہ ولا مہموم الا وكشف اللہ  
غممہ ولا طالب حاجة الا وقضی اللہ حاجتہ فقال علی اذا  
واللہ فرنا وسعدنا وكذلك شیعتنا فانز ووسع و فی  
الدنیا والاخرة۔

ترجمہ: حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت ہے۔ آپ  
فرماتی ہیں کہ ایک دن جناب رسول خدا میرے گھر تشریف لائے  
اور فرمایا اے فاطمہ میں اپنے جسم میں کمزوری محسوس کرتا ہوں



میں نے کہا کہ میں آپ کی کمزوری جسم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔  
 آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ چادر یمانی لا کر مجھے اوڑھا دو۔ حضرت  
 فاطمہ کہتی ہیں۔ میں نے چادر تو انہیں اوڑھا دی اور ان کے چہرے  
 کی طرف دیکھتی رہی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ یہ ایک آپ کا چہرہ پورے  
 چاند کی مانند روشن ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اتنے میں  
 میرا بیٹا حسن آگیا اور مجھ سے کہا اے والدہ معظمہ آپ پر  
 سلام ہو۔ میں نے جواب دیا اے نور چشم اور میوہ دل تم پر  
 بھی سلام ہو۔ حسن نے کہا میں آپ کے پاس نہایت عمدہ خوشبو  
 پاتا ہوں۔ جیسے کہ میرے نانا رسول اللہ کی خوشبو ہوتی ہے۔  
 میں نے کہا تمہارے جد بزرگوار چادر کے نیچے ہیں۔ وہ چادر کی  
 طرف گئے اور کہا کہ اے میرے نانا، رسول خدا آپ پر سلام ہو۔  
 کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ اس چادر میں  
 آجاؤں؟ رسول خدا نے جواب دیا کہ میں نے اجازت دی اور  
 حسن چادر میں آپ کے ساتھ ہو گئے۔ ذرا ہی سا وقفہ گزرا  
 تھا کہ حسین آگئے۔ اور کہا اے والدہ محترمہ آپ پر سلام  
 ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اے میکہ فرزند، میرے نور نظر تم پر  
 بھی سلام ہو۔ حسین نے کہا میں آپ کے پاس نہایت عمدہ  
 خوشبو اپنے نانا رسول خدا کی سی پاتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں تمہارے  
 نانا اور تمہارے بھائی اس چادر میں ہیں۔ حسین بھی اس چادر

کی طرف گئے۔ اور کہا اے نانا! اے رسول اللہ! میں نے  
 مبعوث بر رسالت فرما کر منتخب کیا ہے آپ پر سلام ہو۔ کیا آپ  
 کی اجازت ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ اس چادر میں آجاؤں۔  
 حضور نے فرمایا کہ میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔ پس حسین بھی چادر  
 میں اپنے نانا کے ساتھ داخل ہو گئے۔ اتنے میں ابوالحسن علی  
 ابن ابی طالب آئے۔ مجھ کو سلام کیا۔ میں نے جواب سلام دیا۔ ابوالحسن  
 نے بھی یہی کہا کہ میں تمہارے پاس عجیب بوئے خوش اپنے  
 بھائی اور ابن عم رسول اللہ کی سی پاتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ  
 آپ کے دونوں فرزندوں کے ساتھ اس چادر میں ہیں۔ پس علی  
 بھی اس چادر کی طرف گئے۔ اور سلام کر کے اندر چادر میں داخل  
 ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور نے فرمایا میں نے اجازت دی۔  
 پس علی بھی ان کے ساتھ چادر میں داخل ہو گئے۔ پھر جناب فاطمہ  
 چادر کی طرف بڑھیں اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا اے والدہ  
 گرامی قدر۔ اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے اجازت عطا کرتے  
 ہیں کہ میں آپ سب کے ساتھ اس چادر میں داخل ہو جاؤں۔  
 آپ نے فرمایا ہاں اے فاطمہ! میں نے تم کو اجازت دی۔ پس بی بی  
 پاک بھی اس میں داخل ہو گئیں۔ (بی بی فرماتی ہیں کہ) اس وقت  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میکہ فرشتو! اے سموات کے رہنے  
 والو! میں نے نہیں پیدا کئے بلند آسمان و کثادہ زمین اور

منور چاند اور روشن سورج اور نہ گردش کناں آسمان اور نہ موجزن  
سمندر اور نہ رواں کشتی لیکن ان پنجتن کی محبت میں جو اس چادر  
کے نیچے ہیں۔ جبریل امین نے عرض کیا۔ اے رب! اس چادر کے  
نیچے کون ہیں؟ جواب ملا وہ اہل بیت نبوت و معدن رسالت  
ہیں۔ وہ فاطمہ ان کے باپ ان کے شوہر اور ان کے دونوں بیٹے  
ہیں۔ جبریل امین نے عرض کی۔ اے رب! ظالمین کیا تو اجازت  
دیتا ہے کہ میں زمین پر جاؤں اور ان میں کا چھٹا ہو جاؤں؟  
خدا نے فرمایا میں نے تم کو اجازت دی۔ پس جبریل نازل ہوئے  
اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ  
آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور تحفہ تحیۃ و اکرام ارسال کرتا ہے۔ اور  
کہتا ہے کہ مجھے اپنے عزہ و جلال کی قسم ہے کہ میں نے بلند آسمان  
فراخ زمین، ماہ درخشاں، خورشید تاباں اور گردش کناں آسمان  
بکریکراں اور رواں کشتی نہیں پیدا کئے لیکن تمہارے واسطے  
اور تمہاری محبت کے لئے۔ اور مجھ کو اجازت دی ہے کہ میں آپ  
کے ساتھ اس چادر میں داخل ہو جاؤں؟ جناب شاہ لولاک نے  
فرمایا کہ میں نے تم کو اجازت دی۔ پس جبریل بھی ان کے ساتھ  
چادر میں داخل ہو گئے۔ اور کہا کہ اللہ عزوجل نے تمہاری طرف  
وحی کی ہے کہ بس اللہ کا تو ارادہ ہی یہ ہے کہ اے اہل بیت (نبوت)  
تم ہر طرح کے رحب سے اس طرح پاک رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے

کما حق ہوتا ہے۔ اس پر علیؑ نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے  
مطلع فرمائیے کہ کیا ہمارا اس چادر کے نیچے جمع ہونا خدا کے نزدیک  
کچھ فضیلت رکھتا ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا کہ قسم ہے اس ذات  
کی جس نے مجھ کو مبعوث برسالت فرمایا ہے اور اپنی رسالت کے لئے  
مجھے منتخب کیا ہے۔ ہماری یہ خبر زمین پر بسنے والوں کی محفلوں  
میں سے کسی محفل میں جس میں ہمارے شیعہ اور حیدر ہوں گے  
نہیں بیان کی جائے گی۔ لیکن یہ کہ ان پر رحمت نازل ہوگی۔ اور  
ملاکہ ان کے منتشر ہونے تک ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہیں  
گے۔ حضرت علیؑ نے کہا رب کعبہ کی قسم ہم اور ہمارے شیعہ فائز ہوں گے  
جناب رسول خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق  
کے ساتھ نبی مقرر کیا۔ اور اپنی رسالت کے لئے مجھے منتخب فرمایا  
ہماری یہ خبر زمین والوں کی محفلوں میں سے کسی محفل میں جس میں  
ہمارے شیعہ ہوں گے نہ بیان کی جائے گی۔ لیکن یہ کہ جو کوئی ان  
میں رنجیدہ و فکر مند ہوگا اللہ تعالیٰ اس کا رنج و فکر دور کرے  
اس کے دل کو فرحت و انبساط عطا کرے گا۔ جو غمگین ہوگا اس  
کے غم کو زائل کرے گا۔ حاجت مند کی حاجت روائی کرے گا۔  
اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا بخدا اے لایزال ہم اور ہمارے شیعہ  
فائز ہوں گے۔ اور ہم کو اور اسی طرح ہمارے دوستوں کو سعادت  
حاصل ہوئی دنیا و آخرت میں“



اس نکتہ کو یہ حدیث کسا بڑے دلچسپ طریقے سے حل کرتی ہے۔ آیہ درود میں "یصلون علی نبی" نہیں کہا گیا ہے۔ بلکہ "یصلون علی النبی" فرمایا گیا ہے۔ عربی گرامر سے واقف جانتے ہوں گے کہ الف۔ لام کی کئی اقسام ہیں جن میں ایک الف لام جنس بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں سورۃ

عادیات میں ہے کہ

"اَفَا يَعْزَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ" یعنی کیا وہ نہیں

جانتا کہ جب قبروں سے مردے نکالے جائیں گے تو یہاں پر سوال سامنے آتا ہے کہ اگر صرف قبروں ہی سے مردے نکالے جائیں گے تو وہ مردے جن کو دفن نہیں کیا گیا۔ یعنی جرجلائے گئے یا بہائے گئے یا درندوں چرندوں سے کھائے گئے اور ان کو قبر میں نہ آئی۔ وہ کیا ہوں گے؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ آیت میں "قبور" کے لفظ کے بجائے "القبور" استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی الف لام جنس کے استعمال سے یہ مطلب حاصل کیا گیا ہے کہ قبر یا اس کی مثل جہاں اور جس جگہ بھی جسم انسانی مرنے کے بعد پوشیدہ ہو جائے خواہ وہ درندے کا پیٹ ہو۔ یا دریائی جانوروں کا معدہ یا ہو وغیرہ اللہ تعالیٰ اُسے وہیں سے نکال لے گا۔ چنانچہ اسی طرح آیت صلوة میں نبی پر الف لام جنس وار در فرائض ظاہر کیا ہے کہ نبیؐ اور ان کی جنس پر درود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نبی کی جنس آپ کی آل اطہار ہی ہیں۔ کیونکہ جس طرح نبی پر صدقہ حرام ہے اسی طرح آپ کی آلؑ پر بھی صدقہ حرام ہے۔ جس طرح نبی معصوم و طاہر ہیں، اسی طرح آپ کی آلؑ بھی مصداق آیۃ تطہیر ہے۔ جس طرح آپؐ کی خلقت نوری ہے اسی طرح آپؐ کی آلؑ پاک کی خلقت بھی نوری ہے۔ لہذا آپؐ کی جنس سے ہیں۔

یہ متبرک حدیث اور اس کا ترجمہ ہم نے اس لئے نقل کیا ہے کہ ہم نے ذاتی طور پر آزمایا ہے کہ یہ خبر خیر و برکت ہے۔ اس کی تلاوت بگڑی بنا دی ہے۔ اس کے ذریعہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔ رحمت ربانی اور کرامت خداوندی نازل ہوتی ہیں۔ رنج و غم و مصائب سے چھٹکارا ملتا ہے۔ راحت و فرحت نصیب ہوتی ہے۔ اعتبار نہ آئے تو ایمانی خلوص سے آپؐ بھی کسی کھن گھڑی پر اس کی آزمائش کر لیں۔ چنانچہ بہتوں کے بھلے کی خاطر ہم نے یہ جھلا کام کیا ہے۔

علاوہ انہیں اس حدیث سے بہت اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیغمبر پاکؐ کا رتبہ اور فضیلت اس معیار پر ہے کہ کوئی بھی مخلوق ان کا ہم پلہ نہیں ہے۔
- ۲۔ ان بزرگوں کی عصمت و طہارت جامع و کامل ہے۔
- ۳۔ آیۃ تطہیر ان ہی حضرات میں منحصر ہے۔
- ۴۔ حضرات خمسہ ہی باعث ایجاد کائنات ہیں۔
- ۵۔ ان ہستیوں کے دوست ہی سعادت مند اور فائز المرام ہیں۔

## جنس کو جنس پہچانتی ہے

بعض افراد اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں درود شریف کے حکم والی آیت میں صرف نبیؐ کا ذکر ہے۔ لہذا آل کو کیوں شامل کیا جائے؟

ہو جاتی ہے کہ اہلبیت حقیقی کا مرکز سید طاہرہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا ہیں۔ جیسا کہ خدا نے خود اہل بیت نبوت اور معدن رسالت کا تعارف حضرت جبرئیل امین سے کرایا۔ اور ان کے دریا نت کرنے پر فرمایا۔ "وہ فاطمہ، ان کے باپ، ان کے شوہر اور ان کے فرزند ان ہیں۔"

یعنی یہاں خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ "وہ محمد ہیں ان کی بیٹی ہے ان کے داماد ہیں اور ان کے نواسے ہیں" بلکہ نسبت تعارفی بی بی پاک کو قرار دیا ہے۔ پھر حدیث میں غایت خلقت کائنات ۵ سببیوں ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ اور جبرئیل نے خصوصاً اہم اس کی ہے کہ میں ان میں کا چھٹا ہو جاؤں۔ یہاں پر اہتمام خاص یہ ہے کہ جبرئیل اللہ تعالیٰ سے اس اجتماع میں شرکت کی اجازت کے باوجود اذن پیغمبر حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور بلا اجازت چادر میں داخل نہیں ہوتے۔ حالانکہ اکثر وحی لاتے وقت جبرئیل کا حضور سے اجازت لینا کتب میں نایاب ہے۔ امین فرشتے کا داخلہ کے لئے اجازت لینا سید طاہرہ کی فضیلت اعلیٰ کو ظاہر کرتا ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ "وقال لهم ان اللہ عز وجل قد اوحى اليكم يقول انما يريد اللہ لیذهب۔۔۔" جو جبرئیل نے چادر میں داخل ہو کر کہے قابل غور ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ "اور ان سے کہا کہ اللہ عز وجل نے تم پر وحی کی ہے کہ انما يريد اللہ لیذهب عنکم۔ یعنی "لهم" اور "ایکم" ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چادر کے اندر موجود بایچوں کو "اہلبیت طہارت" قرار دیا ہے۔ اور حاضر جمع کے

پس آپ کے ساتھ آپ کی آل پر بھی درود پڑھنا واجب ہے۔ اسی لئے حضور نے کبھی ارشاد فرمایا کہ "العلی منی وانا منہ" کبھی کہا "الفاطمہ لبغۃ منی" کبھی ارشاد ہوا "الحسن منی وانا منہ" اکثر فرمایا کہ "الحسن منی وانا منہ الحسین"

مگر حدیث کسا کے بیان میں پنجتن پاک کا ہم جنس ہونا عملاً ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام حسن علیہ السلام جو ظاہری طور پر بچے ہیں۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اپنی جنس کی خوشبو پاتے ہیں اور اپنی والدہ سے دریافت فرماتے ہیں کہ "میں ایسی خوشگوار بو محسوس کر رہا ہوں کہ جیسی میرے نانا حضور کی ہو" اسی طرح امام حسین بھی یہ خوشبو سونگھ کر اپنے نانا کی گھر پر موجودگی کا احساس فرماتے ہیں اور یحییٰ ان کے والد جناب امیر علیہ السلام بھی اس مسکور کن خوشبو ہی سے حضور کی تشریف آوری محسوس فرماتے ہیں۔

اس کے برعکس آپ نے سورہ تحریم کی آیت میں یہ تفسیر ملاحظہ فرمائی کہ ازواج نے سردر کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو محسوس نہ کی بلکہ بدبوئے مغایر کا اتہام باندھا۔ اگر ان کی جنس ایک ہوتی تو یہ واقعات رونما نہ ہوتے۔ پس اہل بیت وازواج میں جنس کا یہ بعد بھی ایک باعث فرق ہے۔ کہ اہل بیت کو خوشبوئے رسالت خوشگوار محسوس ہوتی ہے اور ازواج کی قوت شامہ اس خوشبو خاص کا ادراک کرنے سے معذور ہے بلکہ ان کو شہید عمدہ بھی مغایر محسوس ہوا ہے۔

مرکز اہلبیت اس حدیث پر غور کرنے سے یہ حقیقت بھی واضح



صیغے میں کلام کیا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اس حدیث کی راویہ حضرت فاطمہ البتول  
میں۔ جو بظاہر اپنے گھر میں موجود ہیں اور چادر تطہیر میں داخل ہو  
گئی ہیں۔ لیکن جیسے ہی یہ پانچوں حضرات چادر کیمانی میں اکٹھے ہوتے ہیں۔  
اللہ عرش پر ملائکہ اور سکان سموات سے خطاب کرتا ہے کہ میں نے  
یہ کائنات پیچھن پاک کی محبت میں خلق کی ہے۔ اور جبرئیلؑ ان پانچوں  
کا تعارف حاصل کرنے کا سوال بارگاہ الہی میں کرتے ہیں۔ جواب پلٹے  
ہیں اور نیچے چادر تک آتے ہیں۔

خبر کا یہ حصہ ذہن میں سوال پیدا کرتا ہے کہ راویہ تو فرشتہ پر  
ہے اور خبر عرش کی ہے۔ انہوں نے کس طرح معلوم کیا؟ تو یہ بیان  
در اصل سیدہ کے علم و ہبی کی دلیل ہے جو عصمت و طہارت کا خاصہ  
ہوتا ہے۔ جبکہ غیر اہل بیت طہارت ازواج کے بارے میں آپ نے  
سورہ تحریم کی آیات کے بیان میں معلوم کیا کہ جب نبی کا راز نبی کی بیوی  
نے فاش کر دیا اور حضورؐ کو یہ وعدہ خلافی معلوم ہوئی تو پوچھا گیا  
کہ آپ کو کس نے بتا دیا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ نے۔ چونکہ جنس پرانی  
تھی حقیقی معرفت نہ ہو پائی۔ پس اہل بیتؑ و ازواج میں یہ بھی بہت  
بڑا فرق ہے کہ اہل بیت حقیقی عرش و فرشتہ کی باتوں سے واقف ہوا  
کرتے ہیں۔ جبکہ ازواج عرش تو دور ہے فرشتہ کی باتوں سے بھی  
بے خبر رہیں۔

پس عظیم الشان حدیث جو فریقین کے ہاں مستند حوالوں  
سے ملے ہے اور اس کے راویوں میں خود ازواج بھی شامل ہیں۔

دلیل ہے کہ اہل بیت اطہار اور ازواج میں فرق ہے۔

تذکرہ عشرہ کاملہ

## مَنْ مَالِكَا النِّعَامَ بِأَيِّهِ

المختصر ہم نے دس اثبات پیش کئے کہ جن سے حقیقی اہل بیت  
اطہار اور ازواج میں فرق ظاہر کیا گیا۔ اب ساری بحث کو سیٹھتے ہوئے  
آخر میں صرف ایک گزارش کرتے ہیں۔

جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ حقیقی اہل بیت رسولؐ  
ان کی ازواج ہیں۔ وہ کتب صحاح ستہ میں کوئی ایک حدیث  
نبویؐ ایسی تلاش کر کے پیش کر دے جس کی راویہ کوئی  
اُم المسلمین ہوں اور اس میں لکھا ہو کہ  
"میری ازواج اہلبیت طہارت ہیں اور آیت تطہیر  
ازواج النبیؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔"  
اگر کوئی ایسا قول مل جائے تو اسناد کے ساتھ مع مکمل  
حوالہ سامنے لا کر مَنْ مَالِكَا النِّعَامَ بِأَيِّهِ حاصل کیجئے۔

بصورت دیگر مدعی سست گواہ چست والا معاملہ ہو گا۔ خواہ مخواہ  
من گھڑت مسائل میں الجھا کر عوام الناس کا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔  
ازواج کو ان کے مرتبے پر رکھیں اور اہلبیت کے مراتب پر غاصبانہ  
حلقہ کر کے رسول مقبولؐ کو روحانی اذیت نہ دیں۔

## ایک شبہ اور اس کا ازالہ

کچھ عرصہ قبل جھنگ کے ایک کرم فرما جناب سید طاہر حسین نقوی نے احقر سے خط و کتابت کا سلسلہ پیدا فرمایا۔ آپ نے حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب علیہما السلام کی عصمت پر قلم اٹھایا۔ ان کا موقف یہ تھا کہ جناب ابوطالب معصوم ہیں۔ احقر نے عقائد و کلام سے سطحی طور پر اپنے معروضات ان کی خدمت میں روانہ کئے۔ اور وعدہ کیا کہ ہم اس موضوع کو اپنی زیر نظر کتاب میں تفصیل سے پیش کریں گے۔ لیکن طاہر الملکی صاحب کی کتاب میں حضرت ام بانی کے قصہ نکاح کے تذکرہ سے ہمارا ارادہ بدل گیا ہے۔ ہم ایمان ابوطالب اور اشیاء ابوطالب کے جملہ پہلوؤں پر گفتگو کر کے محسن رسول اسلام کے کائناتے نمایاں کو اپنی اس جوابی کتاب میں ہدیہ قارئین کریں گے۔ تاہم طاہر حسین صاحب موصوف کی تشفی کے لئے اپنے خیالات کا اعادہ کرتے ہیں کہ وہ "عصمت و طہارت" جو آیت تطہیر میں مطلوب ہے، نقی اعتبار سے جناب ابوطالب کو حاصل نہیں ہے۔ تاہم محفوظ عن الخطا ہونا اور مجازاً معصوم ہونا میرے نزدیک آپ کے لئے جائز ہے۔

## اسوۂ حسنہ، نمونہ عمل

اہل مذاہب اور لاندہب حکمائے اخلاقیات کے نزدیک "عمل" ہی انسانی زندگی کا ماحصل قرار پاتا ہے۔ دورِ جدید میں بھی تعلیم و تربیت کا اصل مقصد کیریئر سمجھا جاتا ہے۔ صحیح عمل کیا ہے اس بحث پر بے شمار

مباحثے ہوتے رہتے ہیں۔ مذہبِ دنیا میں عمل کی تعبیر صراطِ مستقیم پر چلنا ہے۔ صراطِ مستقیم کا ملخص فلسفہ یہ ہے کہ ایسا طریقہ عمل جس سے کسی دوسرے پر ظلم نہ ہو۔ اسلام میں ظلم کی بہت مذمت کی گئی ہے۔ ظالم کو ملعون کہا گیا ہے۔ جیٹی کہ شرک کو ظلمِ عظیم کہا گیا ہے۔ ظلم کیا ہے۔ عام مفہوم یوں سمجھ لیں مال و دولت، حکومت و اقتدار، عزت و عظمت، طاقت و اختیار میں جو حق جس کا ہے وہ اس کو نہ دیا جائے یہ ظلم ہے۔ یا یہ کہ کسی چیز کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دینا اور کسی شے کو ایسی جگہ پر رکھ دینا جو اس کے لئے موزوں نہ ہو۔ پس ہدایت کے لئے نمونہ عمل اور اتباعِ خلیلے اسوۂ حسنہ وہ حضرات ہو سکتے ہیں جن کی سوانح حیات میں ظلم کا تذکرہ نہ ملے۔ اور مسلمانوں کی تاریخ میں حقیقی اہل بیت رسول علیہم السلام کے افراد کے سوا کوئی ایک بھی ایسا نمونہ نہ مل سکے گا جس کی پوری زندگی ظلم سے بری ہو۔ پس چونکہ اہل بیت نبوت اور معدنِ رسالت ہم جنس پیغمبر ہیں۔ معصوم ہیں مظلوم ہیں۔ غافل و ظالم نہیں ہیں۔ لہذا دنیا کیلئے بہترین نمونہ عمل اور اسوۂ حسنہ ان ہی کی ذواتِ ظاہرہ ہیں۔ طاہر الملکی صاحب نے جن خواتین کی پیروی کرنے کی دعوت دی ہے اور جنہیں اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے۔ ان کی زندگیوں میں وہ نقوش بہت بدھم ہیں جو کہ صراطِ مستقیم پر چلنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

جس بی بی کو طاہر الملکی نے خصوصی طور پر نمونہ پیش کیا ہے خود ان بی بی کی روایت سے ایسی لغو اور مزخرف روایات کتب صحاح میں لکھی گئی ہیں جو شریعت اسلام کے خلاف اور اہلبیت کے دامن طہارت سے کوسوں دور ہیں۔ اور ان بے ہودہ واقعات کو دیکھ کر



”میں تم میں دو نگرِ تقدیر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور اپنی عمت پر اپنے اہل بیت۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے

”بس اللہ کا تو ارادہ ہی یہ ہے کہ اے اہل بیت (نبوت)  
تم کو رحس (برسم کے عیب نقص، برائی، نجاست باطنی، پلیدی، آلودگی  
مکھی وغیرہ) سے اس طرح پاک (محفوظ) رکھے جس طرح کہ  
پاک رکھنے کا حق ہوتا ہے۔“

پس صحیح نمونہ عمل اور حقیقی قابل اتباع اسوہ حسنہ وہی ذات ہے

جو جس سے پاک ہو۔ واضح رہے کہ آیت کظہیر میں صیغہ مضارع میں کلام ہے جو حال و مستقبل دونوں پر یکساں حاوی ہوتا ہے۔ اگر بیویاں اہل بیت ہوتیں تو صیغہ ماضی آتا میضارع مقتضی ہے کہ اہل بیت کا سلسلہ طہارت ہماری ہے۔ او آج بھی اس خاصان خاص گروہ کافر و موجود ہے۔ پس ہم بارگاہ قاضی الحاجات میں دست دعا بلند کر کے ملتجی ہیں کہ اے رب العزت ایم سب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار کی خالص محبت اور حقیقی معرفت ایسی عطا کر جیسے تو پسند کرتا ہے۔

ان شعوں ہدایت کی پیروی و اتباع کرنے کی توفیق بخش۔ ان کا پیغام نشر کرنے کی استطاعت دے۔ اور روزِ حشر ان کی شفاعت کا سایہ عاطفت نصیب کر۔ (آمین)

شکراً للہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

ربِّ صلِّ علی محمد وآلہ  
والسلام علیکم



# یا صاحب الزمانؑ اد رکنی خدمتگارانِ مکتبِ اہلبیت (ع)

سید حسن علی نقوی

حسان ضیاء خان

سعد شمیم

حافظ محمد علی جعفری

﴿ التماسِ سورۃ الفاتحہ ﴾

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی

سید ابوزر شہرت بلگرامی ابن سید رضوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی

سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی

سیدہ ام حبیبہ بیگم

حاجی شیخ علیم الدین

شمشاد علی شیخ

مسح الدین خان

فاطمہ خاتون

شمس الدین خان

Hassan  
naqviz@live.com